روئداد اجلاس دوازدہم
آل انڈیا مسلم لیگ ۱۹۱۶ء
از قلم [illegible]
[illegible] حکیم احمد [illegible]

روداد اجلاس دوازدہم

آل انڈیا مسلم لیگ

منعقدہ امرتسر ۱۹۱۹ عیسوی

مرتبہ

سید ظہور احمد آنریری سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ

اصح المطابع جھوی ٹولہ لکھنؤ میں طبع ہوئی

باہتمام محمد قادر بخش پرنٹر

روئداد

اجلاس دوازدہم

آل انڈیا مسلم لیگ

منعقدہ امرت سر سنہ ۱۹۱۹ عیسوی

مرتبہ

سید ظہور احمد صاحب آنریری سکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ

اصح المطابع تھوی ٹولہ لکھنؤ میں طبع ہوئی

باہتمام محمد قادر بخش پرنٹر

آل انڈیا مسلم لیگ منعقدہ امرتسر

کے

بارھوین سالانہ اجلاس کی مفصل کارروائی

جلوس۔ ۲۵، دسمبر سنہ ۱۹ء کو باہمی قرارداد کے بموجب آل انڈیا مسلم لیگ اور نیشنل کانگریس کے صدر صاحبان حاذق الملک حکیم اجمل خان صاحب بہادر اور آنریبل پنڈت موتی لال نہرو کا جلوس مشترکہ طور پر نکالا گیا۔ ریلوے اسٹیشن امرتسر پر ہندو مسلمانون کا اس قدر ہجوم تھا کہ کہین تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ جوق جوق لوگ اپنے قومی لیڈرون کے استقبال کے لیئے اسٹیشن پر امڈے آرہے تھے کانگریس پریسیڈنٹ کا اسپشل پہلے آگیا تھا۔ پریسیڈنٹ مسلم لیگ کا ہندو مسلمانون نے پورے قلبی اشتیاق اور قومی دلی جوش کے ساتھ استقبال کیا۔ چارون طرف سے پھولون کی بارش اسطرح ہو رہی تھی کہ ریلوے اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر معلوم ہوتا تھا پھولون کا فرش بچھایا گیا ہی۔ ۳ بجے کے قریب جلوس روانہ ہوا۔ لوگون نے اس جوش کے ساتھ چیرز دیئے کہ آسمان گونج اٹھا۔ قومی نعرون کی آواز دلاویز کیفیت پیدا کر رہی تھی ہندوستان کے مختلف حصص کے والنٹیر جلوس کی رونق کو دوبالا کر رہے تھے۔ والنٹیرون کے بعد ... ال ہین سب سے پہلے ہر دو قومی مجالس کے صدر صاحبان کی موٹر تھی، بائین طرف ... مسٹر خان بہادر حکیم محمد اجمل خان صاحب پریذیڈنٹ آل انڈیا مسلم لیگ ا... او... پریذیڈنٹ ... کے نعرون سے

ہال گونج گیا اسکے بعد مہاتما گاندھی و پنڈت مدن موہن صاحب مالوی۔ پنڈت موتی لال صاحب نہرو۔ پریذیڈنٹ کانگریس اور دیگر کئی ہندو معززین پنڈال مین تالیون کی گونج مین رونق افروز ہوے۔

ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے جناب خان بہادر حکیم اجمل خان صاحب پریذیڈنٹ لیگ پنڈال مین تشریف لائے۔ پنڈال اللہ اکبر اور مرحبا کے پُرلطف اور رقت خیز صداؤن سے گونج اُٹھا۔ اور اُسی گونج مین آپ کرسی صدارت پر رونق افروز ہوے۔

۱۱½ بجے صبح اجلاس کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ حافظ محمد حسین نے سورہ صفٰت کلام مجید سے کچھ حصہ اس سوز وگداز سے پڑھا کہ حاضرین پر ایک رقت طاری ہوگئی۔ اس وقت تمام حاضرین نہ صرف مسلمان بلکہ ہمارے برادران ہنود بھی سر و قد کھڑے تھے۔ اس وقت مسٹر سرینواس شاستری مسٹر چکرورتی اور ڈاکٹر اقبال پنڈال مین تشریف لائے۔

ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو بیرسٹر نے فرمایا کہ قبل اسکے مین خطبہ استقبالیہ کا آغاز کرون۔ مین یہ مسرت خیز خبر سنا دینا مناسب سمجھتا ہون۔ کہ ہمارے نہایت ہی ہر دلعزیز اور محترم ہمدردان قوم اور رہبان وطن مسٹر محمد علی و شوکت علی رہا کردیے گئے ہین (چیرز) اور یقین ہی کہ وہ کل صبح معہ والدہ صاحبہ یہان تشریف لائینگے۔ اسکے بعد ان کا بیتول سے آیا ہوا تار سنایا گیا کہ اگر والدہ کی صحت اچھی رہی۔ تو مین ۳۰ دسمبر کی صبح کو امرتسر پہونچون گا۔ خدا سے دعا کرتا ہون کہ وہ آپ کو ہدایت کرے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نے فرمایا کہ اس وقت ہمین سب سے زیادہ انتظار افضل العلما مولانا محمود الحسن صاحب کا ہی جو علمائے ہند کے سرتاج ہین۔ اگر بدقسمتی سے اُن کی رہائی عمل مین نہ آئی تو ہم سمجھین گے کہ کسی کو رہا نہین کیا گیا۔

اسکے بعد ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو چیرمین استقبالیہ کمیٹی نے اپنا پُر زور خیر مقدمانہ ایڈریس پڑھا۔ ڈاکٹر صاحب کے غیر مطبوعہ خطبہ پڑھنے کے بعد مولوی

ثناء اللہ صاحب نائب صدر نے استقبالیہ خطبہ پڑھا۔
اسکے ختم ہونے پر ڈاکٹر کچلو نے حاذق الملک بہادر سے حاضرین مجلس کا تعارف کراتے ہوے فرمایا کہ ملک و ملت کے سرتاج اور قابل قدر لیڈر حاذق الملک حکیم اجمل خان صاحب بہادر جو اس وقت کرسی صدارت کو زینت دے رہے ہین اور قومی ضروریات سے کما حقہٗ واقف اور قومی جذبات سے کلیۃً آگاہ ہین اپنا خطبہ صدارت بیان فرمائین گے اسپر جناب حاذق الملک صاحب بہادر نے اپنے جامع زبردست اور پُرزور خطبہ سے حاضرین کے قلوب کو خصوصیت سے متاثر کیا اور اجلاس نماز ظہر کے لیئے ملتوی کیا گیا۔

خطبۂ صدارت جناب مولوی ثناء اللہ صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء و تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شئ قدیر تولج اللیل فی النہار و تولج النہار فی اللیل و تخرج الحی من المیت و تخرج المیت من الحی و ترزق من تشاء بغیر حساب۔

فغان مین آہ مین فریاد مین شیون مین نالے مین
سناؤن حال دل طاقت اگر ہو سننے والے مین

حضرات! میرے سپرد یہ خدمت کی گئی ہے جسکو مین اپنے لیئے عزت سمجھتا ہون کہ مین آپ حضرات کا خیر مقدم کرون۔ خیر مقدم کرنے سے پہلے عرض حال ضروری ہے۔ اس لیئے گذارش کرنے کی اجازت چاہتا ہون:۔ امرتسر شہر دراصل سکھون کی بستی ہے اس مین گروؤن کے محل۔ گرو کا بازار۔ کٹڑون کے نام دہان سنگھ۔ شیر سنگھ۔ کرم سنگھ

سنت سنگھ وغیرہ اس امر کا قطعی ثبوت ہین کہ اس شہر کو سکھون نے بسایا اور اپنی یادگارین دربار صاحب وغیرہ چھوڑین -

مسلمان اِس شہر مین بطور خیل کار کے آتے اور اتنی کثرت سے آئے کہ آج خدا کے فضل سے مردم شماری مین دوسری ساری قومون سکھ - ہندو - وغیرہ کے برابر نہین بلکہ زیادہ ہین اِس کثرتِ آبادی مین کشمیری نسل کو جو شال کی صناعت اور تجارت کو یہان لائے تھے بہت کچھ دخل ہے - باوجودیکہ امرتسر غیر مسلمون کا شہر تھا مگر علم دین کی حیثیت سے بڑے بڑے علما اِسمین گذرے ہین حضرت مولانا عبد اللہ غزنوی مع اولاد مولانا حبیب اللہ پشاوری مولانا غلام العلی قصوری مولانا عبد العلی قاری مولانا احمد اللہ امرتسری مولانا غلام رسول صاحب عرف بابا اسی شہر مین آرام فرما رہے ہین - رحمھم اللہ

حضرات! مسلمانون کی قومیت دراصل ملک یا نسل یا پیشہ پر نہین بلکہ مذہب پر ہے جسکا نام اسلام ہے - اسلام کے لحاظ سے ایک مسلم کا یہ دعوی بہت صحیح ہے ع

مسلم ہین ہم وطن ہے سارا جہان ہمارا

حضرات! اسلام خدا کی نعمتون مین سے ایک بڑی نعمت ہے - اِسلام دنیا مین کیون آیا - اسکا جواب سمجھنا اور بروقت جواب دینے کے لیئے تیار رہنا ہر مسلم کا فرض ہے مین جو اسکا جواب دونگا وہ علی وجہ البصیرت ایسا ہوگا کہ کسی مسلمان کو اس کی صحت مین کلام نہوگا -

مین جو کچھ قرآن و حدیث سے سمجھا ہون وہ عرض کرتا ہون کہ اسلام دنیا مین اِسلیئے آیا کہ اپنے اتباع (فالورز) کو اعلی معراج کمال پر پہونچائے - دنیا مین اعلی معراج کمال کیا ہے - علم - دولت حکومت وغیرہ اِس دعوی پر قرآن مجید کی آیات بکثرت ہین - مین اُنمین

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ
كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ

یعنی خدا نے اپنے رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدایت اور
سچّے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ سب سابقہ متون پر اس کو غالب کرے۔

یہ آیت سراپا ہدایت باواز بلند پکار رہی ہو کہ اسلام کو خدا نے دنیا میں اس لیئے بھیجا ہو کہ سب دینوں پر اسکو غلبہ دے۔ ایک اور مقام پہ یوں فرمایا:۔

اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ

مسلمانو! اگر تم پختہ ایماندار ہو گئے تو تم ہی سب سے بلند تر ہوگے

یہ مقام تو بشکل اخبار یا بصورت جملہ خبریہ کے ہیں۔ ایک مقام پر بطور وعدہ کے اس حقیقت پہ مطلع فرمایا چنانچہ ارشاد ہے:۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ
كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی
ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِكُوْنَ
بِیْ شَیْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

([illegible] ع ۱۳)

خدا مسلمان نیکوکاروں سے وعدہ کرتا ہو کہ ان کو زمین پر قابو دے گا جیسا اُن سے پہلے لوگوں کو قابو دیا تھا اور ان کے دین کو مضبوط کر دے گا جو اس نے پسند کیا ہے۔ اور اُن کو بعد خوف کے امن دے گا۔ وہ مجھ خدا کی عبادت کرینگے اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ جو لوگ اس کے بعد اس نعمت کی ناشکری کرینگے اللہ کے نزدیک وہ مجرم ہوں گے۔

حضرات اصطلاح قدرتی اشاروں سے مثلاً سقمونیا اور جمالگوٹہ اسہال کے لیئے

اورافیون وغیرہ قبض کرنے کے لیئے پیدا کی ہین۔ اسی طرح مین علی وجہ البصیرت اور بلاخوفِ تردید کہ سکتا ہون کہ اسلام اور قرآن کو اسی لیئے خدانے دُنیا مین بھیجا ہو کہ اُن کے اتباع کو اعلی معراج پر پہونچائے۔

صاحبان! اسلام کے مقابلہ پر ایک زمانہ فلسفہ کا گذرا ہو۔ اب فلسفہ تقویم پارینہ ہوگیا ہو۔ اب اُسکی بجائے سائنس کا دور ہو اسلامی احکام کا ثبوت نقل سے ہونیکے علاوہ سائنس سے اُسکی تائید مانی جاتی ہو۔ جیسے کسی عاشق ومعشوق کی گفتگو کا ایک شعر ہو کہ

دل کس ادا سے لیتے ہو بتلا دیا کہ یون   آہن کو مقناطیس یہ دکھلا دیا کہ یون!

بعینہ یہی کیفیت آجکل اسلام سے مطلوب ہو۔ اس لیے مین بھی اپنے دعوےٰ کو سائنس کے ذریعہ سے ثابت کرتا ہون تاکہ یورپ اور دیگر سائنس دانون کو اس حقیقت کی تسلیم سے انکار نہو سکے کہ اسلام اس لیے آیا ہو کہ اپنی اتباع کو ذلّت سے نکال کر اعلیٰ معراج کمال پر پہونچائے۔

حضرات! ہمارے سامنے لمپ جل رہا ہو۔ اُس کی روشنی چاہے میل دو میل تک جائے مگر جو روشنی اسکے اردگرد بالکل متصّل ہو وہی اُس کی اصلی حقیقت بتانے والی ہو۔ دور کی نہین۔ دور جاتے جاتے قریب عدم کے ہوکر آخر فنا تک نوبت پہونچ جاتی ہو۔ اگر یہ صداقت ہو اور یقیناً ناقابلِ تردید صداقت ہو تو آیئے ہم اسلامی لمپ کے اردگرد قرب وجوار مین روشنی کی نوعیت دیکھین کیا ہو۔

قرآن مجید مین حضرتِ سید الانبیا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب مبارک سِرَاجاً مُّنِیراً یعنی روشن چراغ آیا ہو۔ آپ دُنیا کو روشن کرکے دنیا سے تشریف لے گئے تو اپنے اتباع کس حالت مین چھوڑ گئے؟ جس حالت مین چھوڑا ہوگا وہی حالت اس لمپ کی اصلی ہوگی۔

دنیامین علم تاریخ کی شہادت کسی امر پہ بالاتفاق ہو تو یہ ہو کہ بعد انتقال پیغمبر اسلام علیہ السّلام مسلمان برسرِ حکومت تھے۔ فاتح تھے۔ متدین تھے۔ متقی تھے۔ چار دانگ عالم مین دین و دنیا کی نعمتون سے متمتع تھے۔ بس اسلامی لمپ کی روشنی وہی اصلی تھی جو اسکے گرد و قرب مین دنیا نے دیکھ لی۔ آہ ؎

ہائے وہ دور موافق کہ مسلمان کبھی — حشمت و سلطنت و لیس و غنار کھتے تھے
فتح اک خادمہ انکی تھی اور اقبال غلام — مختصر یہ ہو کہ پتے پہ خدا رکھتے تھے

حضرات! عرب مین مثال ہو تعرف الاشیاء باضدادھا یعنی اشیاء کی پہچان اچھی طرح سے اُن کے مقابلہ مین ہوتی ہو۔ ہمارے ملک مین بزاز لوگ اِس پر عمل کرتے ہین۔ خریدار کو جو اعلیٰ کپڑا خریدنا چاہتا ہو پہلے ادنیٰ دکھاتے ہین تاکہ اعلیٰ کی پہچان اس کو خوب ہو سکے۔ ٹھیک اسی طرح مین بھی اسلام کے مقابلہ مین اسکے مدِمقابل کو پیش کرتا ہون۔

اسلام کے مقابلہ مین اسوقت بلکہ اس سے پہلے بھی بڑا مدِمقابل عیسائی مذہب رہا ہو اور رہیگا۔ مین بحیثیت ایک بہادر جرنیل کے عیسائی مذہب کی نبرد آزمائی کی داد دیتا ہون۔ اس وقت مین جس پہلو سے گفتگو کر رہا ہون وہ بالکل صاف ہے۔ عیسائی مذہب کی تاریخین ہمین بتاتی ہین کہ حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کی تشریف بُری کے بعد صدیون تک عیسائیون کی وہی حالت تھی جو ایران مین بابیون کی جہان حکومت کو عیسائیون کے وجود کی خبر ہوئی عیسائیون کی شامت آئی۔ اسی لیئے پولوس جیسے ہوشیار زمانہ شناس رہنما کو یہ ہدایت کرنی پڑی کہ ہر رنگ مین چھپ کر اپنا مذہب پھیلاتے رہو۔ یہ حالت اُن کی یہان تک رہی کہ تیسری صدی مین قسطنطین اعظم نے عیسائی مذہب قبول کیا۔ تو عیسائی مذہب پنپنے لگا۔ اِسلام اور عیسائیت کی تاریخ دیکھنے سے جو امر مشترک اور متفق علیہ معلوم ہوتا ہو۔ وہ مین بلاخوف تردید کہہ سکتا ہون کہ

عیسائی مذہب بادشاہون کی گود مین پلا اور اسلام نے بادشاہون کو اپنی گود مین پالا۔ عیسائی مذہب جو آج معراج کمال پر فائز ہی یہ اُس مذہب کی وجہ سے نہین بلکہ اُسکے چھوڑنے کی وجہ سے ہی۔

دونون مذہبون کی تاریخ سے بالاتفاق میرا دعویٰ ثابت ہوتا ہی کہ اسلام دُنیا مین اس لیئے آیا تھا کہ اپنے اتباع کو معراج کمال پر پہونچائے بخلاف عیسائی مذہب کے۔

حضرات! اسکے علاوہ ہمارے سامنے دو گواہ اور موجود ہین جو دراصل دونون مدعی بھی ہین جن کو ہم بطور گواہ کے طلب کر سکتے ہین یعنی انجیل اور قرآن۔ قرآن مجید کو دیکھیئے اس مین ہر طرح کے احکام ملتے ہین۔ نماز روزہ۔ دیگر عبادات۔ اخلاق اور معاملات لطف تو یہ ہی کہ وہ حکم بھی ہین جو اعلیٰ معراج کمال پر پہونچانے والے ہین۔ یعنی احکام سیاست۔ احکام جنگ۔ قوانین جنگی۔ احکام دیوانی۔ فوجداری اور ملک گیری و ملک داری وغیرہ۔

خبط ۔ مجھے ایک خیال ہی۔ خیال ہی نہین خبط بلکہ جنون ہی کہ مین اسلام کو ہر رنگ مین باکمال جانتا ہون۔ لارڈ کرزن کے زمانہ کا ذکر ہی۔ میرے جنون نے غلبہ کیا تو مین نے ایک رسالہ لکھا جسکا نام "اسلام اور برٹش لا" یعنی سیاست محمدیہ اور قوانین انگریزیہ کا مقابلہ اس مین مین نے احکام اسلام کا مقابلہ انگریزی قوانین (دیوانی فوجداری۔ مالگذاری وغیرہ) سے دکھا کر ثابت کیا۔ یا کرنے کی کوشش کی کہ دُنیا مین کیا بلحاظ امن وامان اور کیا بلحاظ فلاح رعایا بہترین قوانین وہی ہین جو اسلام نے بتائے ہین۔ اُس رسالہ نے قوانین انگریزیہ پر کیا اثر کیا؟ اس سے مجھے بحث نہین۔ میرا کام صرف دکھا دینا تھا ؎

مقابلہ تو دلِ ناتوان نے خوب کیا ۔۔۔ شکست و فتح تو قسمت سے ہی اے میر

حضرات! اسلام ایک حکیمانہ مذہب ہی جو کہتا ہی کہ اسباب فطرت کا لحاظ رکھکر کام کرو۔ فی الحرکۃ برکۃ کا اصول سکھاتا ہی۔ اسی لیئے باوجود وعدہ دینے ترقی کمال کے

ان اسباب کی پابندی کرنے کے بھی ہدایت کرتا ہی۔ جو اس ترقی کے لیئے ضروری ہین جن مین جامع اصول ایک ہی ہو جسکا نام ہی وحدت خیال۔ وحدت مقصد ہمدردی۔ مروت۔ مساوات وغیرہ۔ قرآن مجید مین ارشاد ہی:۔

المؤمنون والمؤمنات بعضھم اولیاء بعض

(مسلمان مرد اور عورتین ایک دوسرے کے خیر خواہ ہوا خواہ ہمدرد ہین)

یعنی اُن کو ایسا ہونا چاہیئے۔ اس آیت کی گویا تفسیر ایک حدیث شریف مین جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یون فرمائی ہی المسلمون کالبنیان یشد بعضہ بعضاً مسلمان ایک دیوار کی طرح ہین جسکی ایک اینٹ دوسری کو تھامتی ہی۔

دیوار مین باوجود وحدت کے کثرت ہوتی ہی یعنی اسکی اینٹین بیشمار ہین کثیر ہوتی ہین مگر ہمارے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ منظور تھا کہ مسلمانون مین وحدت خیالی پختہ رہے کثرت ذہنی سے بھی کسی قسم کے افتراق کا وہم پیدا نہو۔ اسلیئے حضور نے فرمایا:۔

المسلمون کرجل واحد ان اشتکےٰ عینہ اشتکےٰ کلہ اِن اشتکےٰ رجلہ اشتکےٰ کلہ۔ الحدیث او کما قال

(یعنی مسلمان سارے ایک جسم کی طرح ہین اگر اُسکی آنکھ دُکھتی ہی تو سارا دُکھتا ہی۔ پَیر دکھتا ہی تو سارا دکھتا ہی)

یہ حدیث اپنے مفہوم مین جیسی کچھ صاف ہی تشریح کی محتاج نہین۔ اس کا مطلب خواجہ حالیؔ مرحوم نے ایک رباعی مین یون ادا کیا ہی

بطحا۔ عرب کو محترم تو نے کیا | اور اُمتون کو خیر امم تو نے کیا
اسلام نے ایک کردیا روم وتتار | بچھڑے ہوے گلے کو بہم تو نے کیا

مین عرض کرچکا ہون کہ اسلام ایک حکیمانہ مذہب ہی۔ اس لیئے قانونِ فطرت اور

باپ کے ہو۔ باپ اپنی اولاد کو کھلا کر کھایا کرتا ہو خلیفہ نے بڑھیا کا جواب صحیح سمجھا۔
جیب سے چند دینار نکال کر اس کو دیے اور چمڑے کے ٹکڑے پر معافی لکھائی۔
ایک دفعہ رات کو خلیفہ دورہ کر رہا ہو ایک بادیہ نشین کو دیکھا کہ بہت متفکر
پریشان ہی۔ پوچھا کیا بات ہو اُس نے کہا میری بیوی کو درد زہ شروع ہو اور میرے
ساتھ کوئی اور عورت نہین جو اُسکی خدمت کرے۔ خلیفہ چُپکے سے جا کر اپنی بیوی کو ساتھ
لا کر اُسکی خدمت پر چھوڑ کر روند کو چلا گیا ہو۔ واپسی پر حال پوچھا تو بیوی اندر سے کہتی
ہو امیر المومنین اپنے دوست کو لڑکے کے پیدا ہونے کی مبارک دیجیے۔ امیر المومنین کا
لفظ سُن کر بادیہ نشین کے پیرون کے نیچے سے مٹی نکل گئی ہو بیچارہ معذرت کرنیلگا۔
خلیفہ اُس معذرت کی ضرورت نہین جانتا۔

حضرات! یہ سارے واقعات سیاسیہ دراصل ایک حدیث پر مبنی ہین جو حضور
پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہو۔

کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ

یعنی سرداروں سے ماتحتون کی بابت سوال ہوگا۔

اسلامی سیاست مین راعی و رعیت مساوی حقوق رکھتے ہین ~

خلیفون سے لڑتی تھی ایک ایک بڑھیا غلامون سے ہو جاتے تھے بند آقا

حضرات! اسلامی دنیا مین چیخ و پکار ہو کہ مسلمانون کے املاک پر اغیار رفتا رفتہ قابض
ہوتے جاتے ہین۔ مگر مین کہتا ہون کہ املاک سے بڑھکر ایک بڑی چیز ہو جسپر اغیار
بالکلیہ قابض ہین۔ وہ کیا ہو؟ بالفاظ نبویہ الا وھو القلب (وہ دل ہو)
طبی قاعدہ سے دل کی کیفیت چہرہ سے معلوم ہو سکتی ہو کیا مسلمانون کے
چہرے اپنے اندر وہ علامت دکھاتے ہین؟ جو قرآن مجید نے صحت قلب کی علامت
قرار دی ہو۔ یعنی سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود۔ مسلمانون کے

چہرون پر سجدون کے نشان ہوتے ہین۔

حضرات! بقول عرفی ؎

لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم!! چنانکہ حرف عصا گفت موسیٰ اندر طور

مین اِس ترانہ کو گاتا گاتا آپ کا بہت سا قیمتی وقت لے گیا۔ حالانکہ ابھی اور بہت کچھ مجھے لکھنا ہی۔

مین عرض کر آیا ہون کہ امرتسر سکھون کی بستی ہی۔ اور مسلمان اِس شہر مین محض دخیل ہین۔ بدقسمتی سے سکھون کے زمانہ مین بعض مواقع پر انتظامی خرابیون کی وجہ سے سکھون اور مسلمانون مین کچھ سوء مزاجی رہتی تھی۔ جو انگریزی زمانہ مین بڑھتے بڑھتے ہندو مسلم سوال کی شکل مین آگئی۔ پھر تو ان دونون قومون نے بہت عرصہ تک یہ شعر پڑھا ؎

ہم اور غیر دونون یک جا بہم نہون گے! ہم ہون گے وہ نہونگے وہ ہونگے ہم نہونگے

مگر ملک کی خوش قسمتی سے ایسے لوگ بھی پیدا ہوے جنھون نے سمجھا کہ یہ حالت دونون قومون یا بالفاظ دیگر سارے ملک کے لیئے مفید نہین۔ بلکہ مضر ہی اِس قسم کے مُدبّر جہان دیگر شہرون مین پیدا ہوے امرتسر بھی فخر کرسکتا ہی کہ ایسے فرزند پیدا کرنے مین کسی کے پیچھے نہین رہا جنھون نے متعدد بار اِس فساد کو مٹا کر دونون قومون کو باہم گرملانیکی کوشش کی جنکی کوشش اور آواز کا نتیجہ ہی کہ آج امرتسر مین جلسون کی یہ چہل پہل نظر آرہی ہی۔ میرا خیال ہی کہ ان امرتسری فرزندون کا نام لینے کے بغیر ہی آپ لوگ سمجھ گئے ہون گے کہ وہ کون ہین۔ آہ! آجکل وہ ایسی جگہ ہین کہ ہم وہان جا نہین سکتے۔ اس لیئے ہم نے اُن کو اپنے دلون مین جگہ دیرکھی ہی۔ بالکل سچ ہی ؎

دل کے آئینے مین ہی تصویر یار جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

آہ آج امرتسر مین نیشنل کانگرس اور آل انڈیا مسلم لیگ کے جلسے ہون مگر اُن کو دعوت دینے والے اِن جلسون مین نہ ہون۔ جن سے مراد میری ڈاکٹر سیف الدین کچلو داعی نیشنل کانگرس اور ڈاکٹر حافظ محمد بشیر داعی مسلم لیگ اور اُن کے ساتھی ہین عرب کے مشہور شاعر امراءالقیس کا شعر ہے

قفا نبک من ذکری حبیب و منزل　　بسقط اللوا بین الدخول فحومل

یعنی اے دوستو! میرے محبوب کی منزل آگئی ہو۔ ٹھہر جاؤ ہم اس پر ذرا رولین حضرات! ایک سیف الدین ہو یا حافظ محمد بشیر اور اُن کے ساتھی ہون تو صبر بھی آجائے۔ یہان تو کئی ایک زخم ہین کس کس کو بھولین۔ کیا ہم مولانا محمود الحسن دیوبندی مدظلہ جیسے استاد العلماء کو بھول سکتے ہین۔ کیا ہم مولوی ابوالکلام جیسے محرر و مقرر مہ جبین دل نشین کا نظرون سے غائب رہنا پسند کر سکتے ہین؟ کیا ہم اسلامی رچرڈ (شیر دل) حافظ قرآن محمد علی یا شیر ببر شوکت علی یا مولوی عبدالحی جیسے فرشتہ صورت یا مولوی ظفر علیخان جیسے لایق مصنف کو بھول سکتے ہین؟ آہ! ع

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

حضرات! ان اصحاب کی حالت کا ہم کیا اندازہ کر سکین۔ جب اُن کو معلوم ہوگا کہ آج امرتسر مین فرزندانِ مُلک جمع ہین جن مین ہماری غیبتین بھی ہوتی ہین تو اُن پر کیا کیفیت گذرتی ہوگی۔

عرب کا مشہور شاعر متنبی اپنی قید کے زمانہ مین محبوب سے خیالی ملاقات ہونے کا ذکر کس خوبی سے کرتا ہے

عجبت لسراھا وانی تخلصت　　لدی و باب السجن دونی مُغلق

یعنی مین جیل مین قید ہون دروازہ جیل کا بند ہے مین حیران ہون میری محبوبہ میرے پاس کسطرح آجاتی ہے۔ مگر یہان صورت حال برعکس ہے یہان تو یہ ہے کہ یہ اصحاب

باوجود بندش اور باوجود دروازہ بند ہونے جیل کے ہمارے پاس خود آجاتے ہین جسکے شکریہ مین ہم اُن کو ایک رباعی نذر کرتے ہین۔

شرمندۂ احسان تو ام کز سر الطاف　　ہر لحظہ قدم رنجہ نمائی بخیالم
من عذر ز تقصیر خود اے دوست چہ گویم　　گاہے بخیالت نرسم وائے بحالم

حضرات! ہم اپنے اعتقاد مین ان اصحاب کو بیگناہ جانتے ہین ٹھیک اُسی طرح جسطرح زلیخا کی سہیلیان حضرت یوسف علیہ السلام کو بیگناہ جانتی تھین اِس لیئے امید رکھتے ہین کہ بہت جلد انشاء اللہ خدا اُن کو حضرت یوسف کی طرح بعزت و اقبال نجات دے گا۔ آمین!

حضرات! دوران جنگ مین ہماری وفاداری اور ہم سے سرکاری وعدون کا ذکر مین اپنے لفظون مین نہین کرتا سرکاری الفاظ مین عرض کرتا ہون سرکاری کمیٹی کا بیان ہے۔

"ہم نے جن سازشون کا تذکرہ گذشتہ ابواب مین کیا ہے ان مین بہت کم مسلمانون نے حصّہ لیا۔ بحیثیت مجموعی ہندوستانی مسلمان اِس طرز عمل پر تحسین کے مستحق ہین جو ان سے ظاہر ہوا۔ اِس طرز عمل کو کسی قدر اس اعلان سے تقویت پہونچی جو ترکی کے داخلۂ جنگ کے عین بعد شایع کیا گیا تھا۔ کہ برطانیہ اور اسکے اتحادی عرب اور عراق عرب کے مقدس مقامات پر ہرگز حملہ نہ کرینگے تاوقتیکہ ہندوستانی حاجیون کو کوئی تکلیف نہ پہونچائی جائے (جو نہین پہونچائی گئی)

(رولٹ کمیٹی کی رپورٹ ترجمہ اردو صفحہ ۲۴۶ و ۲۴۷)

سوال یہ ہے کہ ہماری اِس مصدقہ وفاداری کے عوض مین وعدہ وفائی ہم سے کہان تک کی گئی۔ اِس کا جواب مکہ شریف اور بغداد شریف کے زائرین دیسکتے ہین کیا ان واقعات صحیحہ کی بنا پر ہم کہ سکتے ہین؟ ع

وفا کے واسطے میری تلاش ہوتی ہے — کوئی زمانہ مین جب دوسرا نہین ملتا

آج کل تو اس قسم کے وعدون کی بابت یہ کہا جاتا ہے کہ وعدے توڑنے کو ہوتے ہین یا با الفاظ شائستہ کہا جاتا ہے کہ وعدہ تو ٹھیک ہے مگر حالات بدل گئے ہین مگر عرب کا مشہور شاعر متنبی اس جواب کو غلط کہتا ہے۔ اُس کا قول ہے ؎

اذا غدرت حسناء اوفت بعہدہا — ومن عہدہا ان لا یدوم لہا عہد

یعنی محبوبہ جب وعدہ خلافی کرے تو اُس کو وعدہ خلافی نہ سمجھو کیونکہ اُسکے وعدے مین یہ داخل ہے کہ وہ وعدے کو پورا نہین کرے گی" آہ! ؎

کیونکر مجھے باور ہو کہ ایفا ہی کرینگے — کیا وعدہ اُنھین کرکے مکرنا نہین آتا

حضرات! پنجاب بالخصوص امرتسر کے گذشتہ واقعات آپ لوگون نے اخبارون مین اور کانگرس کے پنڈال مین خوب سُنے ہون گے جن پر دشمن سے بھی دشمن آنسو بہا رہے ہین۔ مگر اس صوبہ کے قابل ترین فرزند شاہی دربار مین ان واقعات کو کچھ ایسے رنجدہ نہین سمجھتے۔ بلکہ اُلٹا غیر وطنیون کو الزام دیتے ہین کہ یہی لوگ خواہ مخواہ ہمارے صوبہ مین آکر واویلا مچاتے ہین۔ آہ! جب ہم ان غیر وطنیون کی سرد مہری سنتے اور دیکھتے ہین تو بیساختہ ہمارے مُنھ سے یہ شعر نکلتا ہے ؎

پڑھی نماز جنازہ کی میرے غیرون نے — مرے تھے جن کے لیئے وہ رہے وضو کرتے

اس سے بھی عجیب تر واقعہ یہ ہے کہ ہماری تکلیف کے ایام جب خاتمہ پر آنے یعنے مارشل صاحب کی جابرانہ حکومت ہز آنر سر ایڈورڈ میکلیگن کی نظر شفقت سے اُٹھنے کو ہوئی تو پنجاب کے ایک بہت پُرانے ممبر نے یہ راے دی کہ مارشل لا کی ابھی ضرورت باقی ہے۔ آہ! ؎

تماشہ دیکھنے آئے ہین میرے دم نکلنے کا — بڑھا دے لے قضا مشکل کا انکا جی بہلتا ہے

حضرات! امرتسر کے واقعات بہت کچھ آپ لوگون نے سُنے ہون گے مگر مین چند ہ

واقعات ایسے سُنانا چاہتا ہون جو اخبارون مین نہین نکلے تھے۔ نہ نکل سکتے تھے۔ نکلتے تو کسی امرت سری اخبار مین نکلتے۔ لیکن امرت سری اخبارون کو ملائکتہ الموت نے کہہ رکھا تھا ؎

لب ببند و چشم بند و گوش بند
گر نہ بینی سرّ حق بر من بخند

مارشل لا کے دنون مین یہ حکم تو عام تھا کہ جرنیل صاحب کو کھڑے ہو کر سلام کرو۔ جو بھولے سے بھی نہ کرتا یا جلدی مین جھکر بائین ہاتھ سے کر دیتا تو سزا ملتی۔ خیر یہ تو ایک معمولی بات تھی۔ ایک روز شام کے قریب دو صاحب بہادر غالباً فوجی والنٹیر سے تھے۔ بند قین ہاتھ مین لیئے ٹانگے پر بڑے بڑے بازارون مین پھر رہے ہین۔ ان کا ایک دیسی ایجنٹ یا گرفتار کردہ لوگون کو کہتا جاتا ہی کہ جرنیل صاحب آئے ہین سلام کرو جرنیل صاحب لوگون کو ہنٹر رسید کرتے ہوئے کچھ لیتے کچھ دیتے ہوئے جا رہے ہین۔ اتنے مین یہ شاہانہ سواری ہال بازار مین پہونچی۔ لوگ تو بیجس ہو رہے تھے۔ خدا بھلا کرے میان فیروز الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ کے بڑے صاحبزادے میان محمد دین کا جنھون نے دیکھا کہ یہ تو جرنیل نہین۔ اس لیئے وہ اپنی دوکان سے اُٹھے اور ایک پولیس سب انسپکٹر کی مدد سے ٹانگہ کو گرفتار کر کے پولیس مین پہونچایا۔ وہان سے اصل جرنیل صاحب نے وہان مقدمہ بنایا۔ ایسے ایسے واقع کا لنوائد مین دستخط گواہون کو بُلا کر شہادت لی گئی۔ جب تین دفتر بھی گواہون کے بیان مین کوئی اختلاف نہوا تو معمولی سی خفیف سزا دی گئی

اس موقع پر شیخ سعدی مرحوم کا حکیمانہ شعر یاد آتا تھا ؎

بہ نیم بیضہ چو سلطان ستم روا دارد
زنند لشکریانش ہزار مرغ بسیخ

آہ! ایک مسجد کے پیش امام صاحب کو محض اس جرم مین کہ اُسکی مسجد مین شہریون نے مقتولون کے جنازے کیون رکھے سخت گوشمالی کی گئی۔ حالانکہ وہ بیچارہ اسوقت

نہ مسجد مین تھا نہ نماز کا وقت تھا۔

شہر کے تمام قانون پیشہ اصحاب وکیلون بیرسٹرون کو اسپیشل کنسٹبل (خاص سپاہی) بنا کر حکم دیا گیا تھا کہ سارا دن شہر مین گشت کرو اور دن مین تین دفعہ جرنیل صاحب کو رپٹ کرو۔ اِن بیچارون کی حالت وہی تھی جو کسی عاشق زار نے اپنی بتائی ہو ؎

ایک جا رہتے نہین عاشق بدنام کہین   دِن کہین رات کہین صبح کہین شام کہین

حالانکہ یہ پارٹی بالکل بیگناہ تھی۔ کیونکہ دس اپریل کو جسوقت شہر مین ہنگامہ ہوا ہی سارے لوگ کچہری مین کام کر رہے تھے۔ آہ! ان کرسی نشینون کو فوجی قواعد کرائی جاتی تھی حالانکہ ان مین بعض بہت عمر کے مُسن بڑے پیٹ والے بھی تھے۔ اسی طرح شہر کے دیگر معززین رؤسا۔ علماء۔ اور حکماء کو شہر کا افسر بنایا گیا تھا۔ بظاہر تو لفظ (افسر) بڑی عزت کا ہی۔ مگر اُسکی تہ مین جو پردہ ہی وہ بڑا خطرناک ہیبت ناک ہی جسکی تفصیل یہ ہی۔

صاحب ضلع کا حکم پہونچا کل صبح ۹ بجے فوجی افسر کے بنگلہ پر پہونچو۔ سب حاضر ہوے خوش قسمتی سے مین بھی ان معززمدعوین مین شامل تھا۔ گئے تو ہماری نشست کو قدرتی کرسی بچھی ہوئی تھی جسپر کوئی مصنوعی چیز نہین۔ یہان تک کہ جو قدرتی چیز اُس سے پیدا ہوتی ہی وہ بھی نہ تھی۔ غرض عجیب نظارہ تھا کہ شہر کے ایسے معزز رئیس، جن کی لوڑین بیگار مین پکڑی ہوئی وہان کھڑی ہین۔ جنھون نے ہزارون اور لاکھون روپیہ چندے اور قرضہ جنگ مین دیے ہین۔ اُن کو خالی سفید زمین پر بیٹھنے کو جگہ ملتی تھی حالانکہ یہ لوگ نہ صرف یقیناً بیگناہ بلکہ پرلے درجے کے وفادار۔ جان نثار یہ بیچارے اپنی زبانِ حال سے یہ شعر پڑھ رہے تھے ؎

جتنا جی چاہے ستالین ستم ایجاد ہمین   مثل تصویر ہین آتی نہین فریاد ہمین

خیر فوجی افسر (لفٹنٹ کرنل نارتھ) تشریف لائے۔ سب معززین پرے باندھکر مجرمون کی طرح دھوپ مین کھڑے ہین اور لفٹنٹ صاحب کُرسی پر بیٹھکر تقریر فرما رہے ہین اور ہم کے

ایک بڑے بادشاہ کا دربار یاد دلا رہے ہین جو حضرت موسی کو یہ کہکر دھمکاتا تھا لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُونِيْنَ۔ آپ کی تقریر کے ایک ایک لفظ سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے فرمایا مت سمجھو کہ کوئی قانون ہے قانون صرف میری زبان ہے۔ ذرا سے خطرہ پر مین شہر کو بمبارڈ کردون گا۔ ذرا بھی پرواہ نہ کرون گا۔ اسکے بعد ہر ڈویزن مین ہندو مسلم افسر بناکران کو ذمہ دار بنایا گیا۔ کہ نقص امن ہونے پر تم لوگ ذمہ دار ہو گے اہالی امرتسر کی سہم گینی کا ایک واقعہ سنانا چاہتا ہون جو بہت سے امرتسر باشندون کو معلوم نہوگا۔ ہمارے محلہ کے چوک مین مارشل لا کا ایک بڑا اشتہار لگایا گیا جسمین کل قوانین مارشل لا کے درج تھے۔ بعد مغرب روشنی کرکے وہ لوگ پڑھ رہے ہین قریباً سو ڈیڑھ سو آدمی جمع ہون گے کہ ایک گھوڑا بھاگا ہوا آیا۔ کسی نے آواز دی گھوڑا آیا۔ اُن لوگون نے سمجھا گورا آیا۔ بس پھر کیا تھا ایسے بھاگے کہ ایک پر ایک گرتا ہے کسی کی پگڑی نہین تو کسی کی جوتی نہین۔ کسی کی گھڑی گری تو کسی کی ٹوپی نہین۔

حضرات! یہ تھی بہادر مسلح فوج جسکے مقابلہ مین ہماری سرکار کے افسرون نے گولیان چلائین جنکی عورتون کو بیوہ اور بچون کو لاوارث یتیم کیا۔ ان ہی افسرون کی حفاظت کے لیئے سرکار عالی نے انڈیمنٹی ایکٹ (قانون حفاظت افسران) بناکر ان جیسے افسرون کو گویا اجازت دی کہ آئندہ بھی ایسا کر کے دل کا جوش نکال لیا کرین۔ آہ ؎

ہم نے چاہا تھا کہ حاکم سے کرینگے فریاد   حیف ہے وہ بھی ترا چاہنے والا نکلا

حضرات! مین ایک مذہبی آدمی ہون۔ قرآن مجید پر نظر کرکے کہ سکتا ہون کہ مظالم پنجاب نے ملک مین وہ نتیجہ پیدا کیا جسکی چونتیس سال سے کانگرس متمنی اور آرزومند تھی یعنی مُلک کی آوازمین جو تفرق تھا اسمین اتصال پیدا ہوگیا۔ یہی معنی ہین فرمان خداوندی کے عَسٰی اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ۔ بہت دفعہ تم کسی واقعہ کو

بہت کچھ اپنا ممنون احسان بنایا ہی۔ دیگر افسران پولیس و میونسپلٹی وغیرہ بھی شکریہ کے مستحق ہین۔ مین چاہتا ہون کہ اُن اصحاب کا دل سے شکریہ ادا کرون جنھون نے اِس کام مین مالی امداد دیکر ہماری مشکلات کو بہت جلد حل کر دیا۔ جناب خان بہادر شیخ غلام صادق صاحب۔ میان فیروز الدین صاحب سوداگر۔ بابو نظام الدین صاحب جناب حاجی نور احمد صاحب۔ شیخ محمد شریف صاحب میان شمس الدین صاحب وغیرہ سوداگران چرم اور دیگر معاونان جن کے اسماء گرامی دفتر مین لکھے ہوے ہین خدا اُن سب کو جزاے خیر دے۔ ہان ممبران استقبالیہ کمیٹی مین جن صاحبون کی اَن تھک محنت سے یہ کام یہان تک پہونچا۔ اُن مین سے شیخ صادق۔ مولوی محمد داؤد۔ میان محمد شریف ٹھیکہ دار۔ میان حسام الدین۔ میان نذیر حسین۔ بابو عبد المجید وکیل۔ حکیم مرید احمد۔ خواجہ مظہر حسین۔ شیخ محمد صادق۔ میان عبد الرحمٰن صراف۔ میان احمد حسن۔ پیر امیر الدین۔ منشی مولا بخش کشتہ۔ چودھری رحیم شاہ اور دیگر ہمدردان اور معاونان خاص قابل شکریہ اور مستحق دعا ہین جزاہم اللہ خیر الجزاء۔

ان سب مراتب کے بعد مین اپنے معزز ممبران آل انڈیا مسلم لیگ کا خیر مقدم کرتا ہوا یہ شعر پڑھتا ہون ؎

وہ آئین گھر مین ہمارے خدا کی قدرت ہی　　کبھی ہم اُن کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین

التماس۔ حضرات ہم خادمان مجلس استقبالیہ اعتراف کرتے ہین کہ ہم ہر بات مین کم تجربہ ہین حوصلہ کے پست۔ مال کے غریب۔ دست کے کمزور۔ غرض ہر جہت سے قابل معافی ہین۔ اِس لیئے ہم حیران ہین کہ اپنے معزز مہمانون کی خدمات کسطرح انجام دینگے ہان ہم کو توقع ہی تو یہی ہی کہ آپ حضرات خوب جانتے ہین کہ یہ جلسہ درحقیقت سب کا قومی جلسہ ہی۔ نہ اِس مین کوئی مہمان ہی نہ میزبان ہی بلکہ دراصل یہ ہی ؎

خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گلِ کوزہ　　خود بر سرِ بازار خریدار برآمد

حضرات یہ تو تھا مجلسی عذر اب مین اپنا ذاتی عذر کیا کرون مجھے سب لوگ جانتے ہین کہ پرانی وضع کا آدمی ہون. نئی تہذیب سے بے بہرہ اور لطف یہ کہ اس بے بہرگی پر ناز کرنیوالا مگر باوجود اسکے ایک قابل جماعت کا خیر مقدم کرنے کو کھڑا ہون. جن مین پرانی اور نئی تہذیب کے اصحاب جمع ہین تو اس دلیری اور جرات پر معافی چاہکر اپنی ذات کی طرف سے خاص جناب صدر کی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ

گر بر سرِ چشم من نشینی ۔۔۔ نازت بکشم کہ نازنینی

دُعا اخیر مین خدا کی جناب مین دعا مانگتا ہون امید ہو کہ آپ حضرات آمین کہینگے

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ رَبَّنَا اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْکَ نَصِیْرًا ۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ؕ اٰمین یا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

خاکسار ابوالوفا ثناء اللہ خادم مجلس استقبالیہ امرتسر

خطبۂ صدارت حاذق الملک حکیم اجمل خان صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرات نائبین ۔ خواتین و حاضرین!

مین اس بڑی عزت کی کامل طور پر قدر کرتا ہون. جو مجھے میری حقیر اور ناچیز خدمات کو پیش نظر رکھکر اس سال کے اجلاس مسلم لیگ کے صدر کی حیثیت سے قوم کی طرف سے عطا کی گئی ہو.

اس بات کے اظہار کی ضرورت نہین ہو کہ دورحاضر کے پیچیدہ اور اہم مسائل پر بحث کرنے کے لیئے قوم کے اِن بہترین افراد کی ضرورت تھی جو اس وقت اُسکے سامنے اپنے مفید ترین خیالات پیش کرتے اور حصول مقاصد کے لیئے اُن تدابیر کی طرف رہنمائی کرتے جو موجودہ حالات کے لحاظ سے زیادہ مناسب اور موزون ہوتین۔

مین اِس بات کا اعتراف کرتا ہون کہ جس ذمہ داری کا بوجھ میرے کندھون پر قوم کی طرف سے رکھا گیا ہو اُسکے لیے مین اپنے آپ کو موزون نہین خیال کرتا۔ لیکن مین اُسے اِس بات کا یقین دلا سکتا ہون کہ میرے مشورے خلوص اور قومی و مُلکی محبت پر مبنی ہونگے۔

ختم ہونے والا سال ایسے واقعات سے جن کا اثر نہ صرف ہماری قومی و مُلکی زندگی بلکہ تمام بنی نوع انسان پر پڑتا ہو۔ اِسطرح بھرا ہوا ہو کہ اِن سب پر اختصار کے ساتھ بھی کچھ لکھنے کی جرأت نہین کرسکتا۔

جنگ مین گھری ہوئی اکثر سلطنتون مین صُلح ہوئی۔ اِس جنگ کی وجہ سے جس نے تمام دُنیا مین ایک انقلاب پیدا کردیا ہو زبردست تمدنی طاقتون کا بیکار ہوجانا۔ مزدورون کی زندگی مین ایک عظیم تغیر کا پیدا ہونا۔ لیگ آف نیشنز کی تکمیل مین توقف کا ہونا۔ یہ اور اُن کے علاوہ اور اندرونی و بیرونی ایسے واقعات ہین جو اس سال سے جو ختم ہو رہا ہو نکل رہے ہین۔ اور جو ہماری توجہ حاصل کرنے کے مستحق ہین۔ مگر مین اِن تمام امور کو اس وجہ سے نظرانداز کرتا ہون کہ میری حقیر رائے مین ان مسائل پر غور کرنا لازم ہو جن کا تعلق ہمارے ساتھ نسبتہً زیادہ گہرا ہو۔

برادران! ہم سب غالباً اِس امر پر متفق ہون گے کہ مسلمانون کے سامنے قومی حیثیت سے اس وقت تمام مسائل سے زیادہ اہمیت رکھنے والا مسئلہ **خلافت، اماکن مقدسہ**۔ اور **حفاظت اسلام** کا ہو۔ اور اِس لیئے مجھے سب سے پہلے اپنے خیالات اِس نازک مسئلہ کے متعلق ظاہر کرنے چاہئین۔ لیکن آپ مجھے اجازت دینگے

کہ مین اس مسئلہ کی اہمیت ہی کو پیش نظر رکھکر کسی قدر تفصیل کے ساتھ اپنے ایڈریس کے آخری حصہ مین اسپر بحث کرون۔

اسکے بعد میرے لیئے کوئی چارہ نہین ہو کہ مین اور تمام مسائل سے پہلے **دہلی** اور **پنجاب** کے دلدوز اور خونین واقعات پر آپ کی توجہ حاصل کرنے کی کوشش کرون جنھون نے چنگیز خانی اور نادری تاریخ کے اوراق صدیون کے بعد ہمارے سامنے اُلٹے ہین۔ اور یہ بتا دیا ہو کہ تہذیب اور شائستگی کا ظاہری لباس کتنی آسانی کے ساتھ اُتارا جا سکتا ہو۔

اس سلسلہ مین گو دہلی کے واقعات کے لحاظ سے پنجاب سے بہت پیچھے ہی تاہم مین یہ صاف طور پر بتاتا ہو کہ اگر ذمہ دار احکام دانشمندی اور تدبر سے کام لیتے تو دہلی مین ایک خون کا قطرہ بھی نہ گرنے پاتا۔

۳۰ مارچ کو دہلی مین ہڑتال ہوتی ہو۔ اور کچھ لوگ ریلوے اسٹیشن پر اس غرض سے جاتے ہین کہ وہان کی بعض دکانین بند کرنے کی ترغیب دین۔ اسٹیشن کے ذمہ دار آفیسر اُن مین سے دو تین اشخاص کو گرفتار کرتے ہین۔ باقی گروہ اپنے گرفتار شدہ آدمیون کی رہائی کا مطالبہ کرتا ہو۔ اور ایک شخص کو ضمانت کے لیئے بھی تیار کرتا ہو لیکن اپنے مطالبہ مین جب کامیاب نہین ہوتا تو اسٹیشن کے اندر چلا جاتا ہو۔ جہان سے اُسے فوجی طاقت ڈھکیل کر باہر پہونچا دیتی ہو۔

اب یہان یہ صورت ہوتی ہو کہ ایک طرف فوج اور پولیس کے سپاہی جن کی تعداد ہنی پوری سپاہیون کو ملا کر تین سو کے قریب ہوتی ہو۔ اور دوسری طرف جیسا کہ ہنٹر کمیٹی کے سامنے ایک سرکاری ذمہ دار گواہ نے بیان کیا۔ تقریباً آٹھ سو کی وہ تعداد ہے جسکے ایک حصے کے ساتھ اگر کچھ چیز ہی تو وہ کنکر اور پتھر ہین۔

یہ تین سو کی باقاعدہ فوجی تعداد جسمین کچھ سوار بھی شامل تھے۔ ان نہتے آٹھ سو آدمیون کے

منتشر کرنے کے لئے کافی سے زیادہ تھی۔ لیکن اس سے کچھ کام اس سے زیادہ نہین لیا گیا کہ اُن مین سے ایک حصّہ کو فائر کرنے کا حکم دے دیا گیا۔ جسے جائز ثابت کرنے کی صرف ایک ہی وجہ بتائی گئی ہو کہ حالت خطرناک معلوم ہوتی تھی۔ اگر اس وقت گولی نہ چلائی جاتی تو اس سے زیادہ جانون کے ضایع ہونے کا اندیشہ تھا۔

اس منطق کا سمجھنا صرف میرے اُن معالج دوست کے لیئے آسان ہو سکتا ہو جنھون نے ایک مریض کو امریکہ کی ایک پیٹنٹ گولی دی تھی۔ لیکن اس کا یہ اثر ہوا کہ مریض دو تین گھنٹے مین مر گیا۔ میرے یہ دوست مجھ سے کہتے تھے کہ اگر مین یہ مجرب دوا مریض کو نہ دیتا تو خبر نہین کتنا زیادہ نقصان اُسے پہونچتا (شاید اُس گھر کی جانین اور ضایع ہو جاتین) لیکن اُن کی اس مجرب گولی نے دوسری جانون کو محفوظ کر لیا۔

مین آپ کو یقین دلاتا ہون کہ جو حالت مجمع کی اسٹیشن پر بتائی جاتی ہو۔ اور جسکی نسبت کہا جاتا ہو کہ اُس نے خطرناک صورت اختیار کر لی تھی۔ اس لیئے گولی چلانے کا حکم دیا گیا ایسی ہی بلکہ اس سے زیادہ کہنے کے لیئے خطرناک حالتین دہلی مین ایک سے زیادہ گذری ہین۔ لیکن بغیر گولی چلائے یہ گروہ منتشر ہو ہو گئے۔

۱۴۔ اپریل کو ایڈورڈ پارک مین بعض ناعاقبت اندیش آدمیون نے دو تین سی آئی ڈی کے اشخاص پر حملہ کیا جن مین سے ایک انسپکٹر تھا۔ جسکے بقول سرکاری بیان کے ضرب شدید آئی تھی۔ لیکن اس مجمع کو خطرناک نہین سمجھا گیا۔ اور نہ اس پر گولی چلائی گئی۔

اسی تاریخ شام کے وقت ایک مجمع نے جسمین زیادہ تر لڑکے شامل تھے۔ ٹھنڈی سڑک کے کچھ بجلی کے ہنڈے توڑ دیئے لیکن یہ مجمع بھی خطرناک نہین سمجھا گیا۔

انہین تاریخون مین جب کہ شہر کے سر بر آوردہ اشخاص سے حکام ٹاؤن ہال مین انتظامی امور پر مشورے کرتے تھے۔ چاندنی چوک مین ہزارون آدمی جمع ہو جاتے تھے اور فوج کے سامنے اپنے جوش و خروش کا اظہار کرتے تھے لیکن کبھی انکی نسبت

یہ نہیں کہا گیا کہ وہ خطرناک صورت اختیار کر رہے تھے۔ اور نہ واقع میں ایسا خیال کرنے کی کوئی وجہ تھی۔ اگر ان موقعوں پر وہی غلطی کی جاتی جو اسٹیشن پر اور چاندنی چوک میں کی گئی تھی تو دہلی میں خونی مناظر اس سے زیادہ دیکھے جاتے جتنے کہ دیکھے گئے۔

دہلی میں ۳۰ مارچ کے واقعات کے بعد ایک اور افسوسناک واقعہ بلی ماروں کے پکٹ کے فائر کا تھا۔ اس واقعہ کے متعلق میں یہ کہ سکتا ہوں کہ وہ ذمہ دار افسر جس نے یہ حکم دیا تھا ایک ۲۲ سالہ نوجوان افسر ہیڈ کنسٹبل تھا۔

اس کے بعد جو امر ذکر کرنے کے قابل ہو وہ یہ ہو کہ دہلی کے ڈپٹی کمشنر نے بہم معزز اشخاص کو بغیر کسی خاص ضرورت کے سپشل کانسٹبل بنا کر اُن کے ساتھ وہ طریق عمل اختیار کیا جو عام طور پر توہین آمیز خیال کیا جاتا تھا۔ لیکن اُسے چیف کمشنر صاحب کے نیک مشورے نے جلد ختم کر دیا۔ ورنہ اندیشہ تھا کہ اس کی وجہ سے مزید بدمزگی پیدا ہو جاتی۔

دہلی کے ان مختصر واقعات کے بعد اب میں پنجاب کے نہایت ہی رنج دہ اور دلدوز وقایع کی طرف توجہ کرتا ہوں۔

امرتسر جہان اسوقت ہم کانگرس اور لیگ کے سالانہ جلسے کر رہے ہیں ایسے مناظر پیش کر چکا ہو جو ہندوستان کی تاریخ میں برٹش راج کے دامن پر وہ بدنما دھبہ ہیں جو کسی کوشش اور تدبیر سے مٹ نہیں سکتے۔ ان حوصلہ شکن واقعات کے باوجود کانگرس اور لیگ کے اجلاسوں کا امرتسر ہی میں ہوتا ہمیں مجبور کرتا ہو کہ ہم امرتسر کے باشندوں کو اُن کی جراءت، ہمت اور پامردی کی داد دیں۔ اور اس بات کا اقرار کریں کہ انھوں نے اپنے طریق عمل سے یہ ثابت کر دکھایا ہو کہ مارشل لا اور اس کے نتایج صداقت اور راستی کی آواز کو دبانے کے لیے ایسے ہی ناقابل ثابت ہوے جیسے کہ وہ آیندہ بھی ہوتے رہیں گے۔

امرتسر کے واقعات ہوں یا لاہور اور قصور کے ان تمام کی ذمہ داری گورنمنٹ پر ہو

جو رعایا پر بغیر اُسکی خواہشون کے لحاظ کے حکمرانی کرتی رہی ہو اور جسکی کھلی اور صاف مثالون کے سلسلے مین آپ. رولٹ ایکٹ کو پیش کر سکتے ہین۔ جسکی مخالفت کونسل کے تمام ہندوستانی ممبرون نے کی۔ اور جسکے خلاف احتجاج کی صدائین ہندوستان کے ہر طبقہ کی طرف سے بلند ہوئین۔ مگر گورنمنٹ نے سٹیج کی دیوی کی دلشکنی کے خیال کو پیش نظر رکھکر اُن تمام آوازون کی طرف سے اپنے کانون کو بند کر لیا۔ جسکے بعد دہلی اور پنجاب مین وہ تمام اندوہگین واقعات پیش آئے جنھین ہم اور ہماری نسلین ہمیشہ یاد رکھینگی۔

عام طور پر سوال کیا جاتا ہو کہ جس حالت مین فوجداری قوانین کے علاوہ ہندوستانیونکے سرون پر سڈیسس میٹنگز ایکٹ، پریس ایکٹ، اور قانون تحفظ ہند کی تلوارین لٹک رہی ہین، اور جس حالت مین باقاعدہ طور پر مارشل لا کا نفاذ بھی ہو سکتا ہو تو پھر رولٹ ایکٹ پر اسقدر اصرار کی کیا وجہ ہو سکتی ہو۔ اگر صرف سٹیج ہی اس اصرار کا سبب تھی تو مین سمجھتا ہون کہ بل کے پاس کرنے سے جو خراب نتائج پیدا ہوے وہ گورنمنٹ کی پرسٹیج کو اس سے بہت زیادہ نقصان پہونچانے والے تھے جو اس بل کے پاس نہ کرنے سے پہونچ سکتا۔

گورنمنٹ ہند کی اِس پہلی اور بڑی غلطی کو چھوڑکر اب ہمین پنجاب کے واقعات کے سلسلے کو لینا ہو۔ جہان ہمین غلطیون کا ایک بڑا مجموعہ ملتا ہو۔ سب سے پہلے اس صوبہ کے سابق لفٹنٹ گورنر نے ایک موقع پر تقریر کرتے ہوے کہا کہ "جو لوگ رولٹ ایکٹ کی مخالفت کرینگے **ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائیگی**"۔ مین نہین سمجھ سکتا کہ یہ دھمکی ایک کانسٹی ٹیوشنل گورنمنٹ کے ذمہ دار نمایندہ ہونے کی حیثیت سے کہانتک درست تھی۔ رولٹ ایکٹ کے خلاف تمام پنجاب مین جو کچھ ہو رہا تھا وہ آئینی جد و جہد کی حدود سے باہر نہ تھا۔ ایسی حالت مین ایک لفٹنٹ گورنر کی زبان سے یہ الفاظ نکلنے کہ اس ایکٹ کی مخالفت جو لوگ کرینگے ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائیگی اِس

بات کو ظاہر کرتے ہین کہ کسی ایکٹ کے خلاف اظہار رائے کرنا ایک جُرم سمجھا گیا ہو. مگر معلوم نہین کہ یہ جُرم کس ایکٹ کے تحت مین درج ہو سکتا ہو؟ مجھے غالباً اِس کا جواب یہ دیا جائیگا کہ "قانون تحفظ ہند" جسے حکام اپنی خواہشون کے موافق بہت کچھ وسعت دے سکتے ہین۔ اس قسم کے آئینی کامون کو مجرمانہ حرکات قرار دیسکتا ہو. لیکن آپ دیکھتے ہین کہ اسی قسم کے پرجوش آئینی مظاہرے دوسرے صوبون مین بھی ہوئے تاہم وہان کے گورنرون یا لفٹنٹ گورنرون کو ایسی دھمکیان دینے کی ضرورت نہین ہوتی اور نہ اُن کے صوبون مین ایسی حالت پیدا ہوئی کہ انھین گولیان چلانے اور رعایا کی جانین لینے کی ضرورت پڑتی یا وہ اپنے صوبون کو فوج اور مارشل لا کے ہاتھون مین دیدیتے۔

اسی غلط دائی اور جابرانہ خو بو کا نتیجہ تھا جو تیسری اور پانچوین اپریل کو امرتسر کے دو محبوب لیڈرون ڈاکٹر ستیا پال اور ڈاکٹر کچلو (جنکے آج ہم مین نہ ہونے کا افسوس ہی کی زبان بندی کے احکام کی صورتون مین ظاہر ہوا. صرف اس غلطی پر اکتفا نہین کیا گیا بلکہ اب غلطیون نے تیزی کے ساتھ قدم بڑھانے شروع کر دیئے۔ اور انھین دونون لیڈرون کے متعلق ۱۰ اپریل کو خارج البلد کرنے کے احکام نافذ کیئے گئے۔ یہ احکام ایسی حالت مین نافذ کیئے گئے۔ جبکہ ذمہ وار افسرون کو یہ یقین تھا کہ اُن کے اِس فعل سے امن عامّ مین خلل واقع ہونے کا اندیشہ ہو جیسا کہ مسٹر مائلز ارونگ ڈپٹی کمشنر امرتسر نے سر چمن لعل ستیلواڈ کے سوال کے جواب مین کہا تھا کہ "مجھے توقع تھی کہ ڈاکٹر کچلو اور ڈاکٹر ستیا پال کے نکالنے پر ایجی ٹیشن ہو گا جبکہ ڈپٹی کمشنر کو یہ توقع تھی تو جو کچھ بھی امرتسر مین ہوا اسکی ذمہ داری اسی غلط اور غیر دانشمندانہ حکم دینے والے پر عاید ہو سکتی ہو۔ کیونکہ اس سے پہلے پبلک مین کوئی خاص ایجی ٹیشن کے آثار نہین پائے جاتے تھے۔

اسکے بعد اس غلط حکم کے لازمی نتیجہ کے طور پر عام ہڑتال ہو گئی۔ اور جیسا کہ مسٹر پی ای جارمن میونسپل انجینر نے بیان کیا ہو۔ باوجود کاروبار بند ہونے کے شور غل کے

آثار بالکل نہین پائے جاتے تھے - بلکہ خود ڈپٹی کمشنر کے بیان کے مطابق جو انھون نے مارشل لاٹریبونل کے سامنے دیا ہی- پل پر گولی چلانے سے پہلے بھی مجمع شورشس پسند نہین معلوم ہوتا تھا- اور اپنے لیڈرون کی رہائی کے لیئے حاکم ضلع سے درخواست کرنی چاہتا تھا-

اس مجمع کی شورشس پسندی کے متعلق کوئی سرکاری یا غیر سرکاری شہادت نہین پائی جاتی- بلکہ اسکے برخلاف یوروپینز سے اگر وہ کہین ملے- کسی قسم کا تعرض نہ کرنا سرکاری عمارتون کے سامنے سے گذرنا اور انھین کسی قسم کا نقصان نہ پہونچانا لیڈرون کی رہائی کی غرض سے ڈپٹی کمشنر کے پاس جانے کے لیے روانہ ہونا- لکڑیون اور لاٹھیون سے اُن کے ہاتھون کا خالی ہونا- یہ سب باتین اُن کی امن پسندی کی کھلی دلیلین تھین- مگر اسپر بھی گولی چلانے کے گناہ کا ارتکاب کیا گیا- جسکا نتیجہ ریلوے اسٹیشن اور بینکون کے وہ واقعات ہین جنکا مجھے اسی قدر افسوس ہی جتنا کہ کسی انسان کو ہوسکتا ہی- جن کے سلسلہ مین چند یوروپینون کی جانین ضایع ہوئین- اور اسی اثنا مین کہ ڈپٹی کمشنر کے حکم سے گولیان چلائی گئین-

۱۰ تاریخ کی شام سے ۱۲ تاریخ تک خاموشی رہی- ۱۳ تاریخ بیساکھی کا مشہور میلہ تھا جسمین کثیر التعداد آدمی جمع تھے- باغ جلیانوالہ مین اِس مجمع پر بڑی جرأت اور بہادری کے ساتھ بغیر تنبیہ کے جنرل ڈائر نے حملہ کردیا جنھون نے موقع پر پہونچنے سے پہلے ہی یہ فیصلہ کرلیا تھا کہ مجھے اس مجمع پر گولیان چلانی چاہئین- انھون نے شہادت دیتے ہوے غرور اور فخر کے ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ "مین نے گولیان چلائین اور اچھی طرح چلائین" کیونکہ اُن کے خیال مین کم مقدار مین گولیان چلانی بُری ہوتی ہین- اُنھون نے یہ بھی فرمایا کہ مین نے زخمیون کے لیئے کوئی انتظام نہین کیا تھا اور نہ اسکی ضرورت تھی- ہاسپٹل کھلے ہوے تھے اور زخمی وہان جا سکتے تھے- اس کے علاوہ ہنٹر کمیٹی مین صاحبزادہ سلطان احمد خان کے سوالات کے

جواب مین یہ کہا کہ بغاوت اور بدامنی میرے خیال مین عملاً ایک ہی ہین۔

بہت افسوس ہو کہ ملک معظم کی رعایا کی باگین ایسے اشخاص کے سپرد کی جاتی ہین جو فخریہ طور پر یہ کہتے ہین کہ "مین نے گولیان چلائین اور خوب چلائین"۔ انھین یہ بھی معلوم نہین ہو کہ بغاوت اور بدامنی مین کیا فرق ہو؟ وہ یہ بھی خیال نہین کرتے کہ زخمی کس طرح خود بخود شفاخانون مین پہونچ سکتے ہین۔ ایسے فوجی افسرون کے لیے کمانڈر انچیف کو کچھ تعلیم گاہین ایسی کھلوانی چاہئین۔ جہان بغاوت اور قانونی بدنظمی کے معنی انھین بتائے جائین۔ اور یہ بھی سکھایا جائے کہ زخمی خود شفاخانون مین نہین پہونچ سکتے۔ جب تک کہ اُن کی امداد نہ کی جائے۔ انھین یہ بھی سکھایا جائے کہ دوسرون کی جانین بھی قیمت رکھتی ہین۔ اس لیے پہلے ہی سے یہ فیصلہ کر لینا کہ پہونچتے ہی گولی چلا دیجائیگی۔ اور پھر اُسے فخریہ بیان کرنا ایک منصف مزاج اور آئینی قوم کے افسر کے لیئے قابل شرم اور لائق نفرین گناہ ہو۔

نہایت رنج اور افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہو کہ جلیہ نوالہ باغ مین ایسی خون کی ندیان بیباکی کے ساتھ بہائی گئین کہ جسکا ہولناک نتیجہ یہ ہوا کہ صرف امرتسر مین پانچسو سے کچھ زیادہ اموات کا پتہ چلتا ہو۔ گو کونسل مین آنریبل پنڈت مدن موہن مالوی کو جواب دیتے ہوے سرکاری اعداد ۲۹۰ تک پہونچے تھے۔ مگر ڈپٹی کمشنر امرتسر کی شہادت نے ان اعداد کو اس لطیف بیان کے ساتھ بے نقاب کر دیا کہ امرتسر کی تعداد اموات تین سو۔ چار سو۔ یا پانچسو ہو گی (یہ سو سو کی ترقی خاص طور پر قابل لحاظ ہو۔ اسی بیان کی تائید خود جنرل ڈائر نے کی ہو اور کہا ہو کہ فوج نے ۱۶۵۰ گولیان چلائین اور بہت ممکن ہو کہ ان سے چار سو یا پانچسو آدمیون کی جانین ضایع ہوئی ہون یہ ناقابل تاویل فائرنگ اور بھی افسوس کے قابل ہو جاتی ہو جب کہ یہ خیال کیا جائے کہ جلیانوالہ باغ کے مجمع کو بہت آسانی کے ساتھ بغیر گولی چلائے منتشر کیا جا سکتا تھا

جیسا کہ خود جنرل ڈائر نے ہنٹر کیٹی کے سامنے ایک سوال کے جواب مین اقرار کیا ہی۔
امرتسر کے واقعات مین خصوصیت کے ساتھ ایک اور بات ذکر کرنے کے قابل ہی کہ مارشل لا کے اعلان سے پہلے اُسپر عملدرآمد شروع ہو گیا۔ اسلیے کہ امرتسر مین یہ اعلان ۱۵- اور ۱۶ کی درمیانی رات مین ہوا۔ ایسی حالت مین یہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ مارشل لا کے تحت مین ۱۱ تاریخ کے بعد جب کہ ڈپٹی کمشنر نے شہر وغیرہ کے انتظام کو جنرل ڈائر کے سپرد کر دیا تھا۔ جو کارروائیان کی گئین اور جو سزائین لوگون کو دی گئین وہ کس اصول اور قاعدے کے تحت مین تھین؟ اور کیا اس قسم کے صاف اور صریح بے اصول کام جن کے ساتھ ملک معظّم کی رعایا کی پانچسو جانین ضایع ہوئی ہون اتنی اہمیت بھی نہین رکھتے کہ اُن اشخاص کو جن پر خاص طور سے ذمہ داری عائد ہوتی ہی کم سے کم وہ سزائین دی جائین جن کے وہ حقیقت مین مستحق ہین۔
جنرل ڈائر نے ایک موقع پر اظہار دیتے ہوے کہا ہی کہ "ہندوستان سلامون کی سرزمین ہی۔ ہندوستانی اسے سمجھتے ہین۔ اور انھین سمجھنا بھی چاہیے"۔ اب یہ ہندستانیون کا فرض ہی کہ اِس جملہ کو اچھی طرح سمجھین اور آئندہ اپنے طریق عمل سے اچھی طرح سمجھائین۔
اِسی جنرل نے جن احکام سے انسانیت کی توہین کی ہی انھین ہم بھول نہین سکتے اُنھون نے آدمیون کو جانورون کی طرح رینگنے پر مجبور کیا اور ہمارے بھائیون کو تازیانے کی غیر انسانی سزائین دین جو بدترین اور قابل شرم سزا سمجھی جاتی ہی۔
امرتسر کے واقعات کا لاہور اور بعض دوسرے پنجاب کے اضلاع پر برابر اثر پڑ رہا تھا اور وہان کی غلطیون کی وجہ سے بھی اِن شہرون مین رنج اور غصّہ کی لہر پیدا ہو رہی تھی۔
لاہور لاہور مین ۶- اپریل کی ہڑتال خاموشی کے ساتھ گذر گئی۔ لیکن جب مہاتما گاندھی صاحب کی گرفتاری کی خبر پہونچی جو پنجاب کے سابق لفٹنٹ گورنر کے حکم کے مطابق تھی تو لاہور نے اس کا اثر محسوس کیا۔ اور ایک بڑا گروہ جمع ہو کر گورنمنٹ ہاؤس

کی طرف اِس غرض سے جانے لگا کہ مہاتما گاندھی صاحب کے چھوڑنے کے لیئے لفٹنٹ گورنر صاحب سے درخواست کرے۔ اِس مجمع کو ٹھنڈی سڑک پر روکا گیا۔ اور اُسے واپس کیا گیا۔ واپسی پر بیان کیا جاتا ہو کہ گولیان چلائی گیئن۔ اور دوبارہ اس وقت منتشر کیا گیا جبکہ یہ مجمع لوہاری دروازہ کے قریب تھا۔

۱۱۔ اپریل کو ہندو اور مسلمان اپنے اپنے مردون کو دفن کرنے مین مصروف رہے۔ اور ۱۲۔ تاریخ کو انھون نے اظہار افسوس کی غرض سے ایک جلسہ بادشاہی مسجد مین کیا جہان مجمع نے ایک سی آئی ڈی کے کپڑے اتار کر جلا دیئے۔ جو ہر صورت مین ایک افسوسناک فعل تھا۔ جب یہ جلسہ ختم ہوا اور اہل جلسہ مسجد سے باہر آئے تو ایک جگہ فوج نے اُن پر گولیان چلائین۔

لاہور کے بعض مشہور لیڈرون کو گرفتار کیا گیا۔ (جیسے لالہ ہرکشن لال۔ مسٹر دنی چند چودھری رام بھجدت۔ اور دوسرے اصحاب ہین) جو کسی حالت مین بدامنی کی حمایت نہین کرسکتے تھے۔ بلکہ انھون نے امن قائم کرنے مین ہر ایک ممکن کوشش کی۔ مگر اُن کے لیئے جو کچھ کیا گیا وہ ہم سب کو رنج اور گہرے افسوس کے ساتھ معلوم ہو۔ اور مین مناسب نہین سمجھتا کہ ایسے اندوہگین واقعات پر تفصیل کے ساتھ یہان گفتگو کی جائے لیکن ان بزرگ بھائیون تک جو اب بھی تکلیف برداشت کر رہے ہین یہ پیام پہونچانا چاہتا ہون کہ گو آپ جسمانی تکلیف برداشت کر رہے ہین۔ لیکن آپ کا ضمیر پاک اور روشن ہو۔ اور تمام ہندوستان اِس بات کا یقین رکھتا ہو کہ آپ کا جُرم آپ کی راست گفتاری۔ دیانتداری اور مُلکی ہمدردی کے سوا کوئی دوسرا نہین ہو۔ مجھے اپنی تمام قوم کی طرف سے یقین دلانیکی جرأت ہوتی ہو کہ گو آپ اسوقت ہم مین نہین ہین جسکا ہمین سخت افسوس ہو۔ لیکن جہان آپ ہین وہان آپ کا ہونا بھی ایک بڑی ملکی خدمت ہو جسے آپ خاموشی کے ساتھ انجام دے رہے ہین۔

پنجاب کے سابق لفٹنٹ گورنر کی یہ خواہش نہین تھی کہ ان کی نادری حکومت سے پنجاب کا صوبہ ہی فائدہ اُٹھائے بلکہ اُن کی یہ خواہش تھی کہ ہندوستان کے بعض دوسرے صوبون تک بھی انکی دست درازی پہونچ سکے۔ انھون نے ہمارے قومی اخبار "اِنڈیپنڈنٹ" کو بھی لاہور بیٹھے بیٹھے سزا دینے کی تجویز کی تھی۔ لیکن یو پی کی گورنمنٹ ایسی نہین تھی کہ اُن کی ہر ایک خواہش کی اپنے صوبہ مین تعمیل کرنی اپنا فرض سمجھتی۔ پھر بھی افسوس ہے کہ اس اخبار کے دفتر کی تلاشی لی گئی۔

وہ دہلی مین بھی سُنا گیا ہے کہ مارشل لا جاری کرنے کی تحریک کرتے رہے۔ اور چاہتے تھے کہ دوسرے صوبون کو بھی پنجاب کا شریک حال بنائین۔ تاکہ خود انگشت نمائی سے محفوظ رہ سکین۔ لیکن اس مین بھی اُنھین کچھ کامیابی نہین ہوئی۔

مسٹر گوردھن داس کو صرف اسوجہ سے مدراس سے گرفتار کرایا کہ انھون نے پنجاب اور اُسکے حاکم کے متعلق صحیح حالات بعض اخبارون مین چھپوائے تھے۔ اور وہ تار جو پنڈت رام بھجدت صاحب چودھری حضور وائسرائے اور سکرٹری آف سٹیٹ کو اپنی گرفتاری کی وجہ سے نہین بھیج سکتے تھے۔ انھون نے بھیجدیا۔ اُن پر مقدمہ چلایا گیا جسکے نتیجے مین وہ اب تک ہم سے جدا ہین۔

پنجاب مین جو کچھ ہوا اُسکی بڑی وجہ لوکل گورنمنٹ کی انتظامی کمزوری تھی۔ اگر تدبر سے کام لیا جاتا تو اس بات کے یقین کرنے کی وجہ ہے کہ ایک جان بھی ضایع نہ ہوتی۔

اگر امرتسر مین نہتے آدمیون پر گولیان نہ چلائی جاتین۔ مسٹر گاندھی کو گرفتار نہ کیا جاتا اور شہر کے لیڈرون کے مشورون پر عمل کیا جاتا تو جہانتک پنجاب کا تعلق ہے کسی شہر مین کوئی اہم واقعہ ظہور پذیر نہ ہوتا۔

پنجاب کے سابق لفٹنٹ گورنر نے یہی نہین کیا کہ چند شہرون مین مارشل لا جاری کرکے ملک معظم کی بے مدت دیار رعایا پر آفتین نازل کین۔ بلکہ ایسے اشخاص کے ہاتھ مین مارشل لا کی باگ

دیدی۔ جیسے کہ امرتسر مین بریگیڈیر ڈائر۔ اور لاہور مین کرنل جانسن تھے۔

کرنل جانسن نے جو شہادت ہنٹر کمیٹی کے سامنے دی ہو اسمین کہا ہو کہ سمری کورٹس کے ذریعہ سے ۲۷۷۔ اشخاص پر مقدمے چلائے گئے جنمین سے ۲۰۰ کو سزائین دی گئین اور ۶۶ اشخاص کو ۸۰۰ بیدین لگائی گئین۔ ان مین سے بعض وہ لوگ بھی ہین جنمین یہ سزا پبلک جگھون مین دی گئی۔ اور انھون نے اسی سلسلہ مین یہ بھی اظہار کیا کہ سزا کا یہ طریقہ نہایت مہربانی آمیز ہے۔

اُنھون نے یہ بھی کہا ہو کہ مارشل لا کو لوگ پسند کرتے تھے۔ اور امن قائم کرنیکے لیے میرا شکریہ ادا کرتے تھے۔ لیکن یہ معلوم ہوتا ہو کہ ان لوگون نے مہربانی سے بھری ہوئی سزا سے فائدہ حاصل نہین کیا ہو گا۔ ورنہ اس خیال کے ظاہر کرنیکی جرأت غالبًا نہ کرتے۔

اُنھون نے یہ بھی کہا کہ ۱۲ تاریخ کو جو گولیان مال روڈ پر آٹھ ہزار کے مجمع پر چلائی گئین اس مین صرف ایک آدمی مارا گیا۔ اور ۵ یا ۶ اشخاص زخمی ہوے جسکی وجہ یہ تھی کہ پولیس کی مشق تیسرے درجے سے بھی کم تھی

کرنیل سے افسوس ہو کہ ہنٹر کمیٹی کے کسی ممبر نے یہ سوال نہین کیا کہ اگر چند ایسے اشخاص جنھون نے اتفاق سے کبھی گولی نہ چلائی ہو ۸ ہزار کے مجمع پر فائر کرین تو اس کا کیا نتیجہ ہو سکتا ہو؟ غالبًا اس سوال کے جواب مین کرنیل صرف ایک ہی بات کہہ سکتے تھے کہ ایسی حالت مین ایک شخص بھی زخمی نہین ہو سکتا تھا۔

کرنیل جیل کو بہت پسند کرتے ہین اور کہتے ہین کہ وہ غیر معمولی طور سے آرام کی جگہہ ہے اگر واقعی جیل ایسی آرام کی جگہہ ہو تو کرنیل کے لیئے یہ زیادہ مناسب ہوتا کہ وہ اس آرام کی جگہہ کے لیئے اپنے اُن دوستون کو پسند کرتے جنھون نے مارشل لا کی پسندیدگی کا اظہار اُن کے سامنے کیا تھا اور جو اُن کا شکریہ ادا کرنے آئے تھے۔

لفٹنٹ کرنل جانسن جو ملٹری کے اچھے عہدہ دار ہین اور جنھین اس کا ماہر کہنا غلطی

نہین ہوگی یہ بھی بیان کرتے ہین کہ بید لگانا ایک ہزار سپاہ کی برابر قیمت رکھتا ہو" ایسی حالت مین کرنیل جانسن کو آئندہ کسی لڑائی پر ضرور بھیجا جائے تاکہ جس فوج پر انھین مقرر کیا جائے اُس سے یہ لڑائی کے وقت کام نہ لین - اور دشمن پر اس نئے آلۂ حرب سے جو یورپ کی عظیم الشان جنگ کے بعد عالم وجود مین آیا ہو - اور جسکے ڈھونڈھ نکالنے کا افتخار پنجاب کے اُس فوجی عہدہ دار کو حاصل ہوا ہو - گہری ضرب لگائین ۔

انھین کرنیل صاحب نے یہ اظہار بھی دیا ہو کہ یہ میرا ہی حکم تھا کہ اگر کوئی شخص دکان کھولنے مین مزاحم ہو تو اُسے گولی مار دیا جائے گا - اور پھر یہ بھی کہا کہ شہر کا امن چونکہ ہڑتال کھلنے پر موقوف تھا - اسلیئے کوئی سزا بہت سخت نہین سمجھی جا سکتی ۔

سناتن دھرم کالج کے دروازے پر جو مارشل لا کا نوٹس چسپان کیا تھا وہ کسی شخص نے پھاڑ دیا - اسپر کرنیل صاحب کے حکم سے کالج اور اسکی عمارت مین رہنے والے مردون کو جن کی تعداد پانچسو تھی گرفتار کر کے تین میل تک گرمی مین لایا گیا اور دو روز تک روکا گیا ۔

جب سر چمن لال سیتلواڈ نے ان سے سوال کیا کہ پانچسو طالبعلمون کو لاہور کی سخت دھوپ مین قلعہ تک مارچ کرانا - اور یہ سمجھنا کہ تم نے اپنے اختیارات کا صحیح استعمال کیا درست ہی؟ اسکے جواب مین رحمدل اور انصاف دوست کرنیل کہتے ہین - ہان - بالکل اگر ضرورت معلوم ہو تو پھر کل ہی ایسا کرنیکے لیئے تیار ہون ۔

انھین کرنیل کا بیان ہی کہ انھون نے ایک ہزار گیارہ طلبہ کو سزائین دین - یہ سزائین انکے علاوہ ہین جو پولیس کی طرف سے دی گئین - انھون نے ایک سوال کے جواب مین یہ بھی کہا کہ اکثر طالب علمون کے متعلق مجھے یہ اطلاع ملی کہ وہ انگریزی خواتین کی بے عزتی کرتے تھے - اس لیئے مین اُن کے متعلق اس قسم کے (یعنی سخت) احکام جاری کرنے مین اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتا تھا - سمجھتا ہون - اور ہمیشہ سمجھتا رہون گا ۔

لیکن اس بات کا افسوس ہی کہ ان سے کسی نے یہ نہین دریافت کیا کہ دس تاریخ کے بعد سے خواتین کس کس تاریخ باہر نکلین - اور تھین کس کس لڑکے کے متعلق ایسی خبرین دی گیٔین کتنا افسوس ہی کہ بے بنیاد اور لغو خبرون یا خیالون کی پیروی مین غریب لڑکون کو اس قسم کی تکلیفین پہونچائی گئین جو غیر انسانی سمجھی جاتی ہین اور ہمیشہ سمجھی جائین گی -

اُنھون نے اپنے ایک مضحکہ انگیز حکم کا اعتراف کمیشن کے سامنے حسب ذیل الفاظ مین کیا کہ " دو سے زیادہ اشخاص کے ساتھ ملکر نہ چلنے کا حکم مین نے اس لیئے دیا تھا کہ اگر دو دیسی ساتھ گذر رہے ہون اور سامنے سے آنے والے یورپین کو رستہ نہ دین تو نقص امن کا اندیشہ ہی - کیونکہ ایسی حالت مین یورپین غصہ مین نقص امن کرے گا اور وہ بجا ہو گا -

مجھے بہت افسوس ہوتا ہی جب مین اس نیک دل کرنیل کی زبان سے یہ سُنتا ہون کہ مجھے بہت افسوس ہی کہ ایک برات کو مع اُسکے مذہبی پیشوا کے بید لگائے گئے - جو نہایت ہی غیر دانشمندانہ فعل تھا - یہی ایک مثال ایسی ہی جو قابل افسوس ہی جب مجھے علم ہوا تو مین نے جُرمانے معاف کر دیئے - اور اُس سول مجسٹریٹ کو علیحدہ کر دیا جس نے ایسا کیا تھا - کیونکہ میرے خیال مین کسی حالت مین بھی سول مجسٹریٹ کا یہ حکم خلاف نہین تھا بلکہ ضرورت اور مصلحت کے لحاظ سے بالکل مناسب تھا اور مارشل لا، کے منشا کو واقعی طور پر پیدا کرنے والا تھا -

جبکہ دو ہندوستانی ایک ساتھ اس لیئے نہین گذر سکتے کہ اس سے نقص امن کا اُس حالت مین اندیشہ ہی جبکہ سامنے سے ایک یوروپین آرہا ہو - کیونکہ اُسے غصہ آجائے گا - اور وہ بجا طور پر نقص امن کرے گا تو ایسی حالت مین برات کے مجمع سے نقص امن کے علاوہ بلوہ شدید کا بجا طور پر خوف ہو سکتا ہی -

اسکے علاوہ کرنیل نے شہادت مین یہ بھی بیان کیا ہو کہ "دوسرا فائدہ بید لگانے کا یہ ہو کہ اس سے لوگ (یعنی دوسرے) خوف زدہ ہو جاتے ہین۔ اور بہیون اور سزائین دینے کی ضرورت باقی نہین رہتی۔ ایسی حالت مین ایک برات کو گرفتار کر کے جو واقعی مارشل لا کی توہین کھلکے طور پر اس وجہ سے کر رہی تھی کہ تمام براتی اسطرح آ رہے تھے جس سے نقص امن یا بلوے کا اندیشہ ہو سکتا تھا۔ بید کی سزا دینے سے بہت بڑا یہ فائدہ ہوا کہ تمام شہر مین اسکی شہرت ہو گئی۔ اور کرنیل صاحب کو مزید سزائین لوگون کو دینے کی ضرورت اس وجہ سے نہین پڑی کہ تمام شہر خوف زدہ ہو گیا تھا۔

مجھے بہت افسوس ہو کہ کرنل جانسن نے اپنے دوران حکومت مین یہی ایک بڑی غلطی کی اور ایک ایسے سول مجسٹریٹ کو جس نے نیک نیتی کے ساتھ امن عام پیش نہاد خاطر رکھکر نہایت ہی رحیمانہ اور مہربانی آمیز سزا تجویز کی تھی۔ اُسکی جگہ سے ہٹا دیا معلوم نہین اس سول مجسٹریٹ نے کرنیل صاحب کے اس حکم کے خلاف اپیل کیا یا نہین اور اسکی اطلاع سر مائیکل اڈوائر کو بھی دی یا نہین کہ اُن کے زمانہ حکومت مین امن قائم کرنے والے نیک دل سول مجسٹریٹ پر کیسا ظلم کیا گیا۔

بہت ناانصافی ہوگی اگر اسی سلسلہ مین ہم بادشاہی مسجد کے بند کرنے اور نمازیون کو اس مین نماز پڑھنے کی اجازت نہ دینے کا ذکر نہ کرین۔ اس لیئے کہ یہ ایک تابندہ اور درخشندہ یادگار دورِ اڈوائری کی سمجھنی چاہیئے جو ہمارے دلون پر ہمیشہ ثبت رہیگی۔ مسلمان بیوقوفی کرینگے۔ اگر اسکے متعلق حرف شکایت زبان پر لائین۔ انھین لطور خود انصاف کرنا چاہیئے کہ اسی بادشاہی مسجد مین ایک سی آئی ڈی کے کپڑے اتارے گئے جسکے بعد سب سے زیادہ مہربانی آمیز سزا یہی ہو سکتی تھی کہ مسجد کو بند کر دیا جائے۔ اگر یہ مسجد کھلی رہتی اور پھر اس مین اس قسم کا کوئی واقعہ ہو جاتا تو اس کا بہت خراب اثر مسلمانون پر پڑتا نیز یہ ممکن تھا کہ اس مسجد مین نمازی جمع ہوتے اور حکومت کے خلاف کچھ مشورہ کرتے۔ اور پھر

کرنیل جانسن یا سول حُکام کو سخت ترین کاروائیان کرنی پڑتین۔ مسلمانون کو یہ بھی خیال کرنا چاہیئے کہ جبکہ کرنیل صاحب نے لنگر خانے جہان شہر کے غریب اور بھوکے اشخاص کو کچھ کھانیکے لیئے دیا جاتا تھا۔ اِس وجہ سے بند کردیے تھے کہ وہان بغاوت کی تحریک بھی دی جاسکتی تھی (جسکا نتیجہ خود شہر کے لیئے بہت ہی خراب ہوتا) تو مسجد کا بند کردینا بھی صرف اُنھین کے فائدے کے لیئے ہوسکتا تھا کہ وہ نہ مسجد مین جمع ہونگے اور نہ بغاوت کی تحریک کرسکینگے جسکا نتیجہ اُن کی بربادی کے سوا اور کچھ نہین ہوتا۔

یہ مسجد اس لیئے بھی شاید بند کی گئی تھی کہ ۱۲ تاریخ کو جبکہ مسلمان اس مسجد سے واپس آرہے تھے تو کرنیل صاحب کے عقبی دستہ پر حملہ کیا گیا۔ (کسطرح اور کس چیز سے اِسکے متعلق کرنیل صاحب خاموش ہین۔) اور شاید ایک اتفاقی مگر زبردست حملہ خود کرنیل صاحب پر بھی ایک پتھر یا کنکر کے ذریعہ سے کیا گیا۔ اگر کرنیل صاحب نے ایسی مجبوری کی حالت مین فائر کرنے کا حکم دے دیا ہو اور اُس سے کچھ جانین بھی ضایع ہوگئی ہون تو یہ کوئی معقول وجہ کی شکایت نہین ہوسکتی ہو۔ کیونکہ جدید اصول موضوعہ کی بنیاد پر جن کا ذکر دہلی اور پنجاب کے سلسلۂ شہادت مین آچکا ہی، تھوڑی جانین لینے سے یہ مقصود ہوتا ہی کہ زیادہ تعداد کی حفاظت کی جائے۔ اگر کرنیل صاحب اُس وقت گولی نہ چلاتے تو ممکن تھا کہ مجمع کو زیادہ جرأت ہوتی۔ اور وہ قلب فوج پر حملہ کردیتا جسکا یہ نتیجہ لازمی طور پر ہوتا کہ اُس سے بہت زیادہ جانین مجمع کی ضایع ہوجاتین جتنی کہ ۱۲ تاریخ کو ہوئین۔

کرنیل صاحب نے دوراندیشی کے خیال سے ہوائی جہاز بھی شہر پر اُڑائے تھے کیونکہ آپ نے اپنی خداداد ذہانت سے یہ خیال کیا تھا کہ شہروالون نے اگر بم پھینکے تو میری فوج کی جانین ضایع ہون گی۔ اِس لیئے دو ایروپلینون کو خاص طور پر نیچے رہنے کا حکم دیا تھا کہ اشارہ پاتے ہی لاہور پر بم بازی شروع کردین۔ اس کا کم سے کم یہ فائدہ ہوا کہ شہر والے اپنے دستی بمون کو استعمال کرنے سے باز رہے۔ اور کرنیل صاحب کی فوج خدا کے فضل اور

اُن کی مآل اندیشی کی وجہ سے بالکل محفوظ رہی۔

قصور لاہور کے واقعات کے بعد قصور کی نوبت آتی ہو جہان کے سادہ واقعات جو سرکاری شہادت مین آئے ہین حسب ذیل ہین۔

۱۰۔اپریل کی شام کو ایک جلسہ ہوا جسمین رولٹ ایکٹ پر تقریرین کی گئین مسٹر گاندھی کی گرفتاری اور جلسہ کی وجہ سے ہڑتال ہوگئی جو ۱۲۔تاریخ کو بھی برقرار رہی۔

۱۰۔تاریخ کو شہر سے ایک مجمع سیاہ جھنڈیان لئے ہوے اسٹیشن کی طرف بڑھا جسکے لیڈر بقول سٹرپی مارسڈن سب ڈویژنل افیسر کے یہ کہہ رہے تھے کہ انگریزی راج ختم ہوگیا اس مجمع نے ریلوے اسٹیشن، مال گودام، مال گاڑیون اور پسنجر ٹرینون پر حملہ کیا۔ اور جو نقد روپیہ وہان تھا اُسے لوٹ لیا۔کھیم کرن مین بھی اسی قسم کے واقعات رونما ہوے اور پٹی مین اسٹیشن کو نقصان پہونچایا گیا۔

قصور کے اسٹیشن پر ایک گاڑی روکی گئی اسمین دو سولجرز بھی تھے جنھون نے مجمع پر ایک ایک دو دو فائر بھی کیئے۔ اسکے بعد مجمع نے ان دونون پر حملہ کردیا۔ اور اُن کی جانون کو نقصان پہونچایا۔ اسوقت مجمع یہ بھی کہہ رہا تھا کہ ہمارے دو آدمی مارے گئے ہین جسکا مطلب یہ تھا کہ ہم اپنی جانون کا عوض لے رہے ہین۔

اسی تاریخ تین سو ہندوستانی اور پچاس سولجرز کرنیل میکرے کے زیر کمان قصور پہونچ گئے اور ۱۶۔اپریل کو ٹون ہال مین ایک پبلک جلسہ کے سامنے کرنیل میکرے نے مارشل لا کا اعلان کردیا۔

کل گرفتاریان ایک سو بہتر ہوئین جن مین سے ۵۱۔اشخاص کو سزائین دی گئین۔اور باقی اشخاص کو رہا یا بری کیا گیا۔ اسکے علاوہ دو شخصون کو سنتری نے اسوجہ سے گولی ماردی کہ انھون نے کچھ جواب نہین دیا تھا۔ان دونون مین سے ایک گونگا تھا۔

اس دوران مین مختلف قسم کی سزائین مارشل لا کے تحت مین دی گئین جن کا ذکر کرنا

ضروری ہی۔

(۱) ایک پنجرہ بنایا گیا تھا جسمین آدمی بند کیئے جاتے تھے۔ اور اُسی پنجرہ مین اپنی ضروریات سے فارغ ہوتے تھے۔

(۲) بعض اشخاص کو حکم دیا جاتا تھا کہ وہ زمین پر ناک کی نوک سے کچھ لکھین جیسا کہ بعض معتبر اشخاص نے بیان کیا ہو۔

(۳) لیکن ذمہ دار افسر کا یہ بیان ہو کہ مین نے یہ حکم نہین دیا۔ بلکہ لوگون کو زمین پر سر ٹیکنے کے لیئے حکم دیا تھا جو ایک سلام کا طریقہ ہو۔

(۴) ایک سکول کے ہیڈ ماسٹر اور ایک بڈھے آدمی کو بید کی سزا دی گئی۔

(۵) ۳۔ مئی کو ایک پبلک پھانسی کھڑی کی گئی۔ لیکن ۹ تاریخ کو گورنمنٹ پنجاب کے حکم سے وہ ہٹالی گئی۔

(۶) میونسپل اسکول کے ہیڈ ماسٹر نے یہ شکایت کی تھی کہ لڑکے اُسکے حکم کو نہین مانتے اس لیئے اُنھین لکھا گیا کہ تین لڑکون کو چنکر بھیجدو۔ یہ لڑکے کمزور تھے۔ اس لیئے ان کو دوبارہ لکھا گیا کہ تین قدآور اور مضبوط لڑکے بھیجدو۔ چنانچہ ان لڑکون کو صرف اس جرم مین سزا دی گئی کہ وہ قدآور اور مضبوط تھے۔

(۷) اسلامیہ سکول کے ہیڈ ماسٹر نے لڑکون کی کچھ شکایت نہین کی تھی۔ لیکن وہان سے بھی تین قدآور اور مضبوط لڑکے بلائے گئے۔ اور اُنھین سزا دی گئی۔

(۸) قصور کی تمام مرد آبادی کو جسکی تعداد تقریباً آٹھ دس ہزار ہوتی ہی۔ شناخت کی غرض سے کئی مرتبہ بلایا گیا اور اُن کے سر دن کو ننگا کیا گیا۔

(۹) پولیس نے آٹھ بلیڈرون کی تلاشی لی۔ اور کئی کو گرفتار کیا جس مین وہ اشخاص بھی شامل تھے جنھون نے امن قائم کرنے مین گورنمنٹ کو مدد دی تھی۔

(۱۰) بغیر کسی شہادت کے مسٹر بھنپت رائے بلیڈر کو گرفتار کیا گیا

(۱۱) ایک شخص کو بازاری عورتون کے سامنے (انھین جمع کرکے) بید کی سزا دی گئی۔

(۱۲) چالیس آدمیون کو بید کی سزائین اوسطاً اسکے حساب سے دی گئین۔ اور بعض طلبہ کو یہ سزا مجمع عام مین دی گئی۔

(۱۳) بیس اکیس آدمیون کے لیئے یہ سزا تجویز کی گئی کہ وہ کو دا کرین اور اسے مفید بتایا گیا

(۱۴) ایک گرفتار شدہ شاعر سے کیپٹن ڈوٹن مارشل لا کے حاکم نے اپنی شان مین ایک قصیدہ لکھوایا۔ اور اُسکے صِلہ مین اُسے چھوڑ دیا۔

مین ان سزاؤن کے متعلق اِسکے سوا اور کیا کہہ سکتا ہون کہ یہ ایسی سزائین ہین جنھین ہم پچھلی تاریخ کے صفحات ہی مین پڑھ سکتے ہین۔ دَورِ حاضر مین ایسی سزاؤن کا دیا جانا۔ اور اُس پر غرور اور فخر کرنا صرف اُنھین اشخاص کا کام ہو سکتا ہی جو انسانی خصائل سے فائدہ حاصل کرنا نہین چاہتے۔

قصور کی شہادت مین ایک خاص چیز ممتاز طور پر ہمین نظر آتی ہی۔ اور وہ وہان کی بعض سرکاری شہادتین ہین۔ جنکے دینے والون نے حق اور صداقت کا زیادہ لحاظ کیا ہی۔ اور اسلیئے ایک طرف تو وہ بعض امور مین ذمہ دار افسر کے بیانات کے خلاف گواہی دیتے ہین۔ اور دوسری طرف بھرتی کے مسئلے مین صاف بیانی سے کام لیتے ہین۔

مسٹر مارسڈن یہ کہتے ہین کہ سرکار کے خلاف یہ بغاوت تھی۔ اور پہلے سے سوچی ہوئی اور منتظم بغاوت تھی۔ لیکن مسٹر میسر قائم مقام سب ڈویژن قصور کہتے ہین کہ سازش کی کوئی کوشش ہی نہین ہوئی۔ اور اِس سے قطعی انکار کیا کہ وہان گورنمنٹ کے خلاف جنگ کرنیکے خیال کا کوئی وجود تھا۔ انھون نے قصور کے فساد کی وجہ مسٹر گاندھی کی گرفتاری، گرانی؛ اور رولٹ ایکٹ کو قرار دیا۔

مسٹر مارسڈن کہتے ہین کہ ۱۱ تاریخ کے جلسہ مین تقریرین اشتعال انگیز تھین اور اس فساد بڑی حد تک ذمہ دار تھین۔ لیکن مسٹر ٹیک سنگھ بیرسٹر ایٹ لا کہتے ہین کہ مین جلسہ مین

شریک تھا۔ وہان کی تقریرین اشتعال انگیز نہین تھین۔

ہمین سردار امر سنگھ صاحب پلیڈر قصور کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے کہ انھون نے باوجود اِس بات کے کہ وہ مسٹر مارسڈن کے منتخب کیئے ہوئے گواہ تھے جرأت کی ایک مثال قائم کی۔ اور بعض اہم واقعات پر روشنی ڈالی۔

انھون نے اپنی شہادت مین حسب ذیل باتین بیان کین۔

(۱) مین مسٹر مارسڈن کی درخواست پر شہادت دیرہا ہون۔

(۲) مین نے ایک سادھو کے جسم پر سفیدی کی ایک تہ چڑھی ہوئی دیکھی۔ یہ کانپ رہا تھا اور تہ آدھی خشک ہوچکی تھی۔ یہ باقاعدہ تھی اور کافی ضخامت رکھتی تھی اسکے متعلق مارشل لا کے افسر کہتے ہین کہ اُسے چونہ اُٹھانے پر مقرر کیا گیا تھا اسلیئے وہ لگ گیا ہوگا۔ بطور سزا اسکے اُسکے ساتھ ایسا نہین کیا گیا۔

(۳) اگر سولجرز مجمع پر گولی نہ چلاتے تو مجمع ہرگز انھین نہ چھیڑتا۔

(۴) گذشتہ آٹھ سال سے مین نے گورنمنٹ کے خلاف قصور مین کوئی خیال نہین دیکھا۔

(۵) بھرتی کے متعلق سب انسپکٹر کو یہ ہدایت تھی کہ نوجوان جاٹون کو دفعات ۱۰۷ اور ۱۱۰ کے تحت مین نیک چلنی کی ضمانت کے لیئے پیش کیا کرے۔ جب یہ لوگ عدالت مین پیش ہوتے تھے تو اُن کے سامنے دوسری تجویز فوج مین بھرتی ہونے کی پیش کی جاتی تھی

(۶) سب انسپکٹر کو یہ حکم کس نے دیا اُسکی مجھے اطلاع نہین ہے۔ لیکن یہ کارروائی لفٹنٹ گورنر کے قصور آنے اور افسرون کے جمع ہونے کے بعد شروع ہوئی۔ اور اُسی زمانہ سے نوجوان جاٹ زیادہ ماخوذ ہونے لگے۔

(۷) بعض نوجوان ہتھکڑیون کے ساتھ ہی لائے جاتے تھے اور پریشان کیئے جاتے تھے

(۸) جو مجسٹریٹ صرف ۶ مہینے کی قید کی سزا دے سکتے تھے پیش ہونے والے ملزمون کو دھمکیان دیتے تھے کہ اگر وہ چاہین تو فوج مین بھرتی ہو جائین۔ ورنہ انھین سخت سزائین دی جائین گی۔

(۹) اس قسم کی کارروائیان تقریباً ہر ایک مجسٹریٹ کے سامنے ہوتی تھین۔

(۱۰) قرضۂ جنگ کے متعلق بھی گواہ نے کہا غیر مناسب اور ناجائز دباؤ ڈالا جاتا تھا۔

قصور کی شہادت کے سلسلہ مین ایک اور نمایان چیز دکھائی دیتی ہے۔ اور وہ بعض سرکاری گواہون کا ہندوستانی ممبرون کی توہین کرنا ہے۔

لفٹنٹ کرنیل میکرے نے خود سر چمن لال سیتلواڈ سے سوال کرنے کی جرأت کی۔ اور اُلٹی گنگا بہاتے ہوے دریافت کیا کہ ان پلیڈرون نے بلوہ کو روکنے مین بھی مدد دی؟ اسکے جواب مین سر چمن لال کو یہ کہنا پڑا کہ "مین تمھارے سوال کا جواب نہین دے سکتا" اسپر یہ لفٹنٹ کہتا ہو کہ "نہ مین تمھارے سوال کا جواب دے سکتا ہون"۔ اس گستاخانہ لب ولہجہ اور جواب کو پیش نظر رکھکر سر چمن لال سیتلواڈ لارڈ ہنٹر سے کہتے ہن کہ "ہمارے

یہ ایک نہایت قابل اور معزز کمیٹی کے ممبر کے ساتھ ایک گواہ کا گستاخانہ رویہ ہے جسکی صرف ایک ہی وجہ ہے کہ وہ ہندوستانی ہے۔

اس گواہ کے بیان کے سلسلہ مین ایک نئی چیز پر روشنی پڑتی ہے جو خاص اہمیت رکھتی ہے۔ اس نے سوالون کے سلسلہ مین یہ بھی بیان کیا ہو کہ "پھانسی کھڑے کیئے جانیکا حکم سٹرکچن کا بھی نہین تھا۔ وہ تو صرف ایک آلہ تھے۔ اصل مین یہ سب کچھ پنجاب گورنمنٹ ہی کا کیا ہوا ہے۔ اور اسی کے حکم سے یہ پھانسی گڑوائی گئی تھی۔

گوجرانوالہ کے واقعات گوجرانوالہ کے واقعات اور بھی سخت ہین۔ جہان ہندوستان مین سب سے نہتی آبادی پر ایروپلین سے بم گرائے۔

اس شہر مین ۱۴ اپریل کو ہڑتال ہوئی۔ اس سے پہلے ۵ تاریخ کو ایک جلسہ بھی ہوا تھا جسمین ہڑتال کی ترغیب دی گئی تھی۔ اور کسی شورش کے لیئے جیسا کہ کرنیل اوبرائن ڈپٹی کمشنر بھی اقرار کرتے ہین۔ تقریرین نہین کی گئین۔ ۱۴ اپریل کو سرکاری بیان مین ہے فساد ہو گیا جسکی وجہ سے اسٹیشن جلایا گیا۔ تار کاٹے گئے۔ اور عدالت کی عمارت کو نقصان پہونچایا گیا۔ گوجرانوالہ کے علاوہ چودہ اور دوسری آبادیون مین بھی کم وبیش سرکاری عمارتون اور ریلوے اسٹیشنون کو نقصان پہونچائے گئے۔ بعض جگہ ایک دو یورپیون پر بھی حملے کیئے گئے۔ لیکن سب سے زیادہ افسوسناک بیان یہ ہے کہ رام نگر مین ملک معظم کا ایک فرضی بُت بنا کر اُسے جلایا گیا۔ اور پھر لوگ دریا پر نہانے کے لیئے گئے۔

۱۴ تاریخ کو ایروپلین آیا اور اُس نے ۶ بم گرائے۔ اُن مین سے صرف ۲ بمون کے نقصانات ۶ اشخاص کا مارا جانا اور ۹ کا زخمی ہونا بیان کیا گیا ہے۔ بقیہ چار بمون سے کیا نقصان ہوا۔ اس کا کوئی ذکر کرنیل اوبرائن کی شہادت مین نہین ہے۔ اُنھون نے کل زخمیون کی تعداد ۲۷ اور مُردون کی گیارہ بتائی ہے۔ جو کئی مرتبہ کے فائرنگ اور ایروپلین ہونے کے لحاظ سے حیرت انگیز طور پر بہت کم معلوم ہوتی ہے۔

یہی کرنیل بیان کرتے ہین کہ صبح ۱۱ بجے جب سٹر ہیرن پر حملہ کیا گیا۔ اسوقت پولیس کی طرف سے پہلی مرتبہ مجمع پر گولیان چلائی گئین۔ دوسری مرتبہ جب ایک مجمع ریلوے لائن کو عبور کر رہا تھا۔ اسوقت فائر کیا گیا۔ (بغیر کسی وجہ کے) اسکے بعد جہان کہین مجمع ملا۔ اُس پر گولیان چلائی گئین۔ ایسی حالت مین ہر ایک شخص بغیر کسی غور کے اِس نتیجے پر پہونچ سکتا ہو کہ غالباً کرنیل صاحب کا حافظہ مردون اور زخمیون کی صحیح تعداد بتانے مین انھین مدد دینے سے قاصر ہی۔

ہم بقول کرنیل جانسن کے جیسا کہ انھون نے لاہور کی شہادت مین ایک موقع پر ٹرنگ کے نقصانات کو کم دکھاتے ہوے کہا تھا کہ فائر کرنے والون کی مشق تیسرے درجہ سے بھی کم تھی۔ یہی سمجھتے ہین کہ ایروپلین اور فوج کی مشقین نہایت افسوس کے ساتھ تیسرے درجہ سے کم ثابت ہوئین۔ ورنہ شہر کے باغیون کو اتنا کم نقصان نہین پہونچتا۔

کرنیل اوبرائن نے اِس بات کو تسلیم کیا ہو کہ صرف فوج کی مدد سے بھی امن قائم ہوسکتا تھا۔ اور مارشل لا کے نفاذ کی ضرورت نہ ہوتی۔ اگر سمری کورٹ مین کوئی عدالت قائم کردی جاتی۔ مگر جیسا کہ لفٹنٹ کرنیل میکرے نے بیان کیا ہو کہ یہ سب کچھ گورنمنٹ پنجاب کر رہی تھی اور ضلع کے حکام اُسکے احکام کے نفاذ کے لیے بطور آلات کے کام کر رہے تھے۔

کرنیل اوبرائن کی شہادت مین کئی چیزین غور کے قابل معلوم ہوتی ہین۔ انھون نے بیان کیا ہو کہ (۱) گوجرانوالہ مین سوائے متعین شدہ افسرون کے اور کسی یورپین پر حملہ نہین کیا گیا وہ یہ بھی کہتے ہین (۲) سوائے ۵ تاریخ کے جلسہ اور ۶ تاریخ کی ہڑتال کے گوجرانوالہ مین بےچینی کی اور کوئی علامت نہین تھی۔ اور لوگ وفادار تھے۔ بلوہ کے متعلق انکی رائے ہو کہ باہر کے انتظام سے اُس کا تعلق تھا۔ لیکن جب اُن پر جرح کی گئی تو انھون نے اُس کے جواب مین کہا کہ "مین یہ بتانے کے لیئے تیار نہین ہون کہ میرے خیال کے مطابق اگر یہ بلوہ باہر کی منتظم انقلابی تحریک سے متعلق تھا تو اس کا علم پولیس سی۔ آئی۔ ڈی اور ڈسٹرکٹ افیسر کو

کیون نہ ہوا۔ اور نہ مین یہ ماننے کے لیئے تیار ہون کہ علم نہ ہونیکی حالت مین اس تحریک کا وجود ہی نہ ہو" آخر مین پریشان ہوکر یہ بھی کہا کہ "اس طرح مین راے نہین بتا سکتا" اسی سلسلہ مین اُنھون نے تھک کر آخر مین یہ اقرار کیا کہ سواے عدالت کے فیصلہ کے ان کے پاس کوئی اور وجہ نہین ہی جسکی بنا پر وہ اس شورش کو باغیانہ کہین یا اُسے بغاوت کا جزو قرار دین۔ وہ کہتے ہین کہ لوگون مین جس تلخی کا یکایک اظہار ہوا وہ میرے لیئے حیرت اور صدمہ کی بات تھی۔

ان تمام بیانات سے مارشل لا کے نفاذ کی ناموزونیت صاف طور پر عیان ہوتی ہی اور یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ نتایج غلط طریقۂ حکمرانی سے تعلق رکھتے ہین۔

ایک طرف یہ تمام بیانات اور دوسری طرف ایروپلین کے بم اور فوج کی گولیان جو بغیر سبب کے بھی چلائی گئین ہمین نتیجے پر آسانی کے ساتھ پہونچنے مین کافی مدد دیتی ہین۔

گوجرانوالہ مین ایروپلین کے ذریعہ سے جو نقصان پہونچا (اگرچہ وہ اس سے بھی کم ہو جیسا کرنیل اوبرائن بیان کرتے ہین) اسکی ذمہ داری وہ سر مائیکل اُڈواٹر پر ڈالتے ہین۔ انھون نے بیان کیا ہی کہ جب مین گوجرانوالہ مین آرہا تھا تو ۱۲ تاریخ کو مسٹر ہیرن سپرنٹنڈنٹ پولیس نے سیالکوٹ کو فوجی امداد کے لیئے تار دیا تھا۔ یہ خبر سر مائیکل اُڈواٹر کو پہونچی۔ اور انھون نے یہ خیال کرکے کہ فوجی مدد وقت پر نہ پہونچ سکے گی۔ ہوائی جہازون کے بھیجے جانیکا حکم دے دیا مجھے ۱۵ تاریخ ہوائی جہازون کے آنے سے کوئی تعلق نہین۔ نہ مجھے یہ معلوم ہو کہ وہ کیون آئے۔

جو کارروائیان مارشل لا سے پہلے (جو ۱۶ کو نافذ کیا گیا) اور بعد مین ہوئین۔ اگرچہ اُن کی فہرست طویل ہی لیکن نمونے کے طور پر یہان چند باتون کا ذکر کرنا نامناسب نہ ہوگا۔

(۱) ایک شخص کو علی الاعلان بید کی سزا دی گئی۔

(۲) ضمانت پر کسی شخص کو رہا نہین کیا گیا۔

(۳) پولیس جو فہرست پیش کرتی ہو اُسی پر گرفتاریان کی جاتی تھین۔

(۴) جن لوگون کو گرفتار کیا گیا تھا۔ اُنھین بیڑیون اور ہتکڑیون کے ساتھ دو میل تک بازارون مین پھرایا گیا۔ اُنکے آگے آگے دو میونسپل کمشنر ایک ہندو اور ایک مسلمان تھے (غالباً یہ ہندو مسلم اتحاد کی توہین کی گئی تھی۔

(۵) ۲۳۔ اشخاص جو گرفتار ہوے تھے وہ مال گاڑی مین لاہور بھیجے گئے تھے۔ وہان بھی انھین بازارون مین اسی طرح پھرایا گیا تھا۔

(۶) ایک پولیس سارجنٹ کو اس لیئے سزا دی گئی کہ اُس نے حسب منشا شہادت نہین دی تھی۔

حضرات! یہ نہایت مختصر اس غیر انسانی اسپرٹ کی داستان ہی جسکا شکار پنجاب بنایا گیا ہی۔ مین ان واقعات کو زیادہ تفصیل کے ساتھ اسوجہ بھی نہین لکھ سکا ہون کہ آپ ان سے بہ نسبت دوسرے اشخاص کے بہت زیادہ واقف ہین۔

واقعات دہلی و پنجاب پر سرسری نظر مین غور کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہونچا ہون کہ دہلی اور پنجاب کے واقعات ایک مسلسل غلطیون کا نتیجہ تھے۔ جسطرح ایک علاج کرنے والا بغیر تشخیص کے پیہم غلطیون کا ارتکاب کر کے مریض کو سخت نقصان پہونچاتا ہے اسی طرح مجھے اِن واقعات مین ایک کے پیچھے دوسری غلطی نظر آتی ہی۔

اگر رولٹ ایکٹ باوجود اُن تمام مخالفتون کے جن کا ذکر مین اوپر کر آیا ہون پاس نہ کیا جاتا تو دہلی اور پنجاب مین کوئی چھوٹے سے چھوٹا واقعہ بھی نہین ہوتا۔

رولٹ ایکٹ تمام رعایا کی مرضی کے خلاف پاس کرنے کا نتیجہ ستیاگرہ کا وجود تھا جو سب سے آخری تجویز خیال کی گئی تھی۔ گو دہلی اور پنجاب مین اس پر عملدرآمد نہین کیا گیا لیکن اُسے ملک کے بڑے حصے نے عام طور پسندیدہ خیال کیا۔

دہلی مین جیسا کہ مین کہہ چکا ہون ایک خون کا قطرہ بھی نہ گرتا اگر اچھی تدابیر اختیار کی جاتین۔ گو دہلی کے چیف کمشنر نے تحمل اور دوراندیشی سے کام لیا اور بڑی حد تک دہلی کی حالت کو سنبھالا

لیکن دوسرے افسرون کی غلطیان اُس نقصان جان کی ذمہ دار ہین جو دہلی والون کو پہونچا۔ اگر اسٹیشن پر گولیان نہ چلائی جاتین۔ جیسے کہ وہ ایڈورڈ پارک کے موقع پر نہین چلائی گئی تھین تو دہلی کا قصہ سہولت کے ساتھ بالآخر ختم ہو جاتا۔

پنجاب مین امرت سر کے واقعات صاف طور پر بتا رہے ہین کہ سب سے پہلی غلطی ڈاکٹر کچلو اور ڈاکٹر ستیا پال کی زبان بندی تھی اور پھر اُن کے اخراج کا حکم تھا جو بغیر "مین آن دی سپاٹ" کی رائے حاصل کیئے (جو موقع پر ہونے کی وجہ سے اور اُس ذمہ داری کے سبب سے جو ڈسٹرکٹ کے متعلق اسپر عائد ہوتی ہو۔ سب سے پہلے اس بات کا حق رکھتا تھا کہ اُسکی رائے ایسے موقعون پر لی جائے) لاہور سے امرت سر پہونچ گیا۔ جسکا نتیجہ وہ تمام واقعات ہین جو اُسکے بعد ظہور مین آئے۔

اگر یہ باتین نہ ہوتین تو مین ہر ایک انصاف پسند شخص سے یہ پوچھنے کا حق رکھتا ہون کہ کیا امرت سر مین وہ واقعات پیش آتے جن کو ہم سب جانتے ہین۔ اور جن کا ذکر مین اوپر کر چکا ہون؟

اسی طرح لاہور مین۔ اگر مسٹر گاندھی کو پلول پر نہ گرفتار کیا جاتا اور مجمع پر گولیان نہ چلائی جاتین تو کسی واقعہ کا اندیشہ نہین تھا۔ مجمع دوسری مختلف تدابیر سے جیسا کہ لیڈرون نے کہا تھا بہت آسانی کے ساتھ منتشر ہو جاتا۔

چونکہ قصور اور گوجرانوالہ کے واقعات کی اصل بھی یہ تمام غلطیان ہین جو مین نے بیان کی ہین۔ اِس لیئے کسی قسم کا اندیشہ ان دونون شہرون کے متعلق بھی نہین ہو سکتا تھا۔ اور یہ مظاہرے جیسا کہ عام طور پر دیکھا جاتا ہو بہت کم زمانہ مین ختم ہو جاتے۔

لارڈ ہنٹر کی کمیٹی ہندوستانیون کی متواتر خواہشون پر ان امور کی تحقیقات کے لیئے ایک کمیٹی منتخب کی گئی۔ جس نے گزشتہ نومبر سے دہلی اور پنجاب کے واقعات کے متعلق کام کرنا شروع کیا۔ ہمین اس کمیٹی پر وقت سے پہلے کسی رائے کے

ظاہر کرنے کا کوئی حق نہین ہو اس لیئے اِسکی رپورٹ کا صبر کے ساتھ انتظار کرنا چاہیئے اگرچہ ایسی تحقیقاتی کمیٹیون کے پچھلے تلخ تجربے ہماری امیدون پر اوس ڈالنے والے ثابت ہوے ہین۔ لیکن ہر صورت مین ہمارا کام راے ظاہر کرنے کے عوض مین بالفعل انتظار ہونا چاہیئے۔

لارڈ ہنٹر کی کمیٹی ایک مفلوج حالت مین دیکھی جاتی ہو اور زیادہ سے زیادہ ہندوستانیو کی امید کے خلاف اگر کوئی نتیجہ اِس سے نکل بھی سکتا ہو تو وہ صرف اخلاقی ہوگا۔ اِس سے زیادہ ہماری توقعات اِس سے وابستہ نہین ہو سکتین۔

انڈمنیٹی ایکٹ نے اِس کمیٹی کو بیجان بنا دیا ہو۔ اور اُن تمام آفیسرز کو جنکی نہایت ہی افسوس ناک غلطیان عدالت مین سخت جرائم کی صورت اختیار کر لیتین حفاظت کی چادر مین ڈھانک لیا ہو۔

اِس ایکٹ نے صرف یہی نہین کیا ہو بلکہ مارشل لا کے نفاد سے پہلے کے واقعات کو بھی جنکی ابتدا ۳۰ مارچ سے ہوئی ہو۔ ہر ایک باز پُرس سے محفوظ کر دیا ہو۔

ایسی حالت مین اگر سرکاری گواہ نہایت دلیری کے ساتھ اُن تمام الزامون کا جو اُن پر لگائے جا سکتے ہین کھُلے طور پر اقرار کرین۔ اور یہ بھی کہین کہ ہم پھر ایسا کرنے کے لیئے تیار ہین۔ تو کوئی تعجب کی بات نہین ہو۔ کیونکہ انھین اِس سے زیادہ کہنے کا بھی حق اِسی انڈمنیٹی ایکٹ کی وجہ سے حاصل ہو گیا ہو۔

نون افیشل کمیٹی ابتدا مین کانگریس کمیٹی کا یہ خیال نہین تھا کہ وہ لارڈ ہنٹر کی کمیٹی کو بائیکاٹ کرے۔ جیسا کہ دہلی مین پبلک کی طرف سے شہادت گزرنے سے ظاہر ہوتا ہو۔ مگر پنجاب مین افسوس کے ساتھ پبلک کے رہنماؤن کو جب کہ انکی اس درخواست کو شرف قبولیت نہین عطا کیا گیا کہ انکے لیڈرون کو جو صرف لیڈر ہونے کے جرم مین قید کیئے گئے ہین رہا کر دیا جائے۔ تاکہ غیر سرکاری بہترین شہادت لارڈ ہنٹر کی

کمیٹی کے سامنے پیش ہو سکے، بالآخر اعتراضاً کرنا پڑا۔ کہ اس کمیٹی کے سامنے شہادت ہی نہ دلائین۔ اور غیر سرکاری گواہون کا بیان ایسی کمیٹی کے سامنے پیش کرائین جو غیر سرکاری حیثیت رکھتی ہو۔

یہ کمیٹی بھی اپنا کام کر رہی ہو۔ اور اُسکی رپورٹ خصوصیت کے ساتھ تصویر کے دوسرے رُخ کو زیادہ صاف اور زیادہ روشن طور پر پیش کرے گی

میرا خیال تو یہ ہو کہ بریگیڈیر جنرل دائر، کرنیل فرینک جانسن اور بعض دوسرے افسرون کی شہادتون نے نون انفیشنل کمیٹی کے کندھون کا بوجھ بہت کچھ ہلکا کر دیا ہو۔ اور ہندوستان کے لیئے یہ بھی کافی ہوگا کہ ان گواہون کی شہادت کی کئی لاکھ کا پیان چھاپ کر انگلستان مین تقسیم کرا دے تاکہ وہ سمجھ سکین کہ ان کی پہونچی ہوئی قابل ہستیان ہندوستان مین کس طرح حکومت کرتی ہین۔ اور ہندوستانی جانون کی اُن کی نگاہون مین کتنی قدر و قیمت ہو، تاہم اس کمیٹی کے سامنے بہت اہم کام ہو۔ اور ہم امید کرتے ہین کہ وہ بہت جلد کوشش کر کے شہادتون کے مجموعہ کو ہندوستان اور انگلستان مین شایع کر دے گی۔

سختی کے نتائج بد قسمتی سے ہندوستان کی انتظامی باگ جن لوگون کے ہاتھ مین ہو وہ ابتک اُس عقیدے کے پیرو نظر آتے ہین کہ ہندوستان کا انتظامی گرُ جس محور پر گردش کر سکتا ہو وہ سختی ہو۔ حالانکہ اسکے برخلاف روزمرہ کی شہادتین ہمین اس نتیجے پر پہونچاتی ہین کہ ہر سختی اپنے پیچھے ایک مضبوط حرکت رکھتی ہو۔ مگر ہماری گورنمنٹ اب تک اسی پُرانی پالیسی پر اعتماد رکھتی ہو، جو بہت فرسودہ ہو گئی ہو۔ اور جسکے بُرے نتائج خود اسی کے سامنے روزمرہ آتے رہتے ہین۔

اگر لارڈ کرزن نے بنگالہ کی تقسیم سے کوئی احسان ہندوستان پر کیا ہو تو سر مائیکل اڈوائر کی گورنمنٹ نے بھی پنجاب پر اپنے نادری انتظام کی وجہ سے اس سے کم احسان نہین کیا ہو جسے امید ہو کہ ہم بہت جلد اپنی آنکھون سے دیکھ سکینگے۔

اگر پنجاب کی سیاسی زندگی کا خاتمہ ہو جائے، گا تو سر مائیکل اڈوائر کو اپنے نقطہ خیال سے فخر کرنے کا موقع مِل سکے گا۔ لیکن اگر پنجاب مین سیاسی زندگی کا صحیح طور پر اُسکے بعد آغاز ہو گا تو اُنھین معلوم ہو جائیگا کہ انھون نے اپنے خیال مین جو نقصان پنجاب کو پہونچایا تھا وہ حقیقت مین اس کا فائدہ تھا اور جو تلخ قطرے انھون نے پنجاب کے گلے مین ٹپکائے تھے وہ واقعی اُسکے لیئے آب حیات کی بوندین تھین۔

ریفارم اسکیم اور جوائنٹ کمیٹی کی سفارشین

اس مین شبہ نہین ہو کہ ریفارم اسکیم تھوڑی حد تک ہندوستان کی موجودہ اور کُہنہ سیاست پر اثر ڈالنے والی ثابت ہوگی۔ لیکن جب تک سنٹرل گورنمنٹ مین ہندوستانیون کی آواز مُوثر نہین ہوگی۔ اور جب تک انتظام مین ہندوستانی ہاتھ نہ ہون گے۔ اسوقت تک ہم جلیانوالہ باغ کے قتل عام اور گوجرانوالہ پر بم اندازی کے منظر کو مکرر دیکھنے سے مطمئن نہین ہو سکتے۔

ہمین مسٹر مانٹیگو کی نیک نیتی پر ذرا بھی شک نہین ہو اور ہم اس بات کو اچھی طرح محسوس کرتے ہین۔ کہ انھون نے ریفارم اسکیم کے کام کو اسکی آخری منزل تک پہونچانے مین صرف بے انتہا کوشش کی ہو۔ بلکہ مختلف طاقتور پارٹیون مین سے اس گیند کو گول تک لیجانے مین انھون نے نہایت استقلال اور تدبر کا اظہار کیا ہو۔ اور وہ اس بات کا حق رکھتے ہین کہ ہندوستان انھین اپنا سچا ہمدرد اور بہی خواہ سمجھے۔ لیکن ہم اس کہنے سے باز نہین رہ سکتے کہ یہ اسکیم ہندوستان کی کم سے کم خواہشون کو بھی پورا کرنے والی نہین ہو۔

ہم جوائنٹ کمیٹی کی اُن سفارشون کو جن کا تعلق سنٹرل گورنمنٹ سے ہو۔ ۲۰ اگست سنہ ۱۹۱۷ء کے اعلان کو جانچتے ہوے وعدے کے مطابق نہین پاتے۔ اور نہ ہم یہ خیال کرتے ہین کہ سنٹرل گورنمنٹ مین ہندوستانی ممبرون کی تعداد بڑھانے سے ہندوستانی کچھ ذمہ داری اس مین حاصل کر سکتے ہین۔ اگر اس اضافہ کا کچھ اثر ہو سکتا ہو۔ تو وہ اخلاقی حدود سے باہر قدم

رکھنے والا نہین ہو سکتا۔

ایکٹ مین اِس بات کو دیکھ کر اطمینان ہو سکتا ہو کہ گرینڈ کمیٹیون کو نامنظور کرتے ہوے کونسل آف اسٹیٹ" کے اختیارات کی سفارش کو جوائنٹ کمیٹی نے مسترد کر دیا ہو۔ اور اسکی حیثیت ریوائزنگ چیمبر کی تجویز کی ہو۔ جو نظر ثانی کرنے والی ایک جماعت ہوگی اور جس سے ہمارے خطرات کو زیادہ صدمہ پہونچنے کا اندیشہ نہین ہو۔ بلکہ اس کی وجہ سے وہ خرابی دور ہو سکے گی جو چیمسفورڈ ونٹیگو اسکیم والی کونسل آف اسٹیٹ سے وابستہ تھی۔

لیجس لیٹو اسمبلی اور لیجس لیٹو کونسلون کے پرسیڈنٹون کے متعلق جوائنٹ کمیٹی کی رپورٹ یہ ایک مفید مشورہ دیتی ہو کہ ان کا انتخاب بہت غور کے ساتھ کیا جائے اور ایسے اشخاص کو منتخب کیا جائے جو عام طور پر قابل ہونیکے علاوہ پارلیمنٹری اصول سے بہت اچھی واقفیت رکھتے ہون۔

صوبون مین یہ ایکٹ گورنرون کو وزرا کی موقوفی کا اختیار دیتا ہو جس سے وہ اخلاقی دباؤ ہمارے وزرا پر پڑے گا جو اُن کی بعض مفید اور ذمہ دارانہ خواہشون کو اکثر پامال کرتا رہے گا۔ نیز اِس سے ملک مین یہ خیال پھیلے گا۔ کہ پروونشل کونسلون مین جو چھوٹا حصہ ہندوستانیون کو دیا گیا ہو۔ اس سے پورے فائدے حاصل کرنے کا اختیار ایک حد تک اُن سے کم کر لیا گیا ہو۔

ہر ایک شخص جانتا ہو کہ ہندوستان کے مختلف صوبے مختلف حالتون مین ہین بنگال بمبئی۔ اور مدراس ہندوستان کے ترقی یافتہ ٹکڑے ہین۔ اگر ہم ان کا مقابلہ باقی صوبون سے کرین۔ تو ہمین تعلیمی۔ سیاسی اور تجارتی میدان مین یہ صوبے زیادہ آگے بڑھے ہوے معلوم ہونگے۔ ایسی حالت مین یہ خیال کرنا ان صوبون کے لیئے زیادہ تکلیف دہ ہوگا۔ اور وہ ایسا خیال کرتے مین بالکل حق بجانب ہونگے کہ اُنھین ٹرانسفر سبجکٹس مین جوائنٹ کمیٹی تعلیم اور صنعت وحرفت ہی دیتی ہو۔ حالانکہ وہ بغیر کسی تردد اور شک کے اِس سے بہت زیادہ

حاصل کرنیکا پورا استحقاق رکھتے ہین۔

صوبون مین عام طور پر تعلیم ـ صنعت وحرفت اور بعض دوسری کم درجہ کی چیزون کا ہندوستانیون کے لئے مخصوص کرنا اُن کی واقعی امیدون سے بہت کم ہی۔ اور جب کہ یہ خیال کیا جائے کہ صنعت و حرفت بغیر فسکل اٹونمی کے جو ہمارے اقتصادی مطالبات کا مغز ہی ایک غیر متحرک اور بیجان چیز ہی۔ تو ہمین ملکی صنعت وحرفت کو ترقی دینے مین بہت ہی معمولی کامیابی کے آثار نظر آتے ہین۔

صیغۂ تعلیم کے جن بعض محفوظات کا ذکر جوائنٹ کمیٹی کی رپورٹ مین کیا گیا ہی۔ اُنکے متعلق اسوقت تک کوئی راے نہین دی جاسکتی جب تک کہ وہ سامنے نہ آئین لیکن مجھے امید ہی جیسا کہ بعض معتبر حلقون مین وثوق کے ساتھ کہا جاتا ہی کہ وہ کوئی مؤثر چیز نہین ہی۔ بلکہ یہ صیغہ پورے طور پر ٹرانسفرڈ سبجکٹس مین شامل رہے گا۔ اور اگر ایسا نہین ہوا تو ہندستان کو سخت مایوسی ہوگی اور وہ اسکے لئے بھی برابر مطالبہ کرتا رہے گا۔ فرنچائز یعنی حق رائے دہندگی کے متعلق یہ ایکٹ اچھا قدم اٹھاتا ہی۔ اور یہ بات صاف طور پر معلوم ہوتی ہی کہ جوائنٹ کمیٹی نے اسمین پست اقوام کے مطالبات پر لحاظ کرکے اصول انتخاب مین نمایان وسعت دیدی ہی لیکن برٹش انڈیا کی بیشیرو جماعت اس بات کے سمجھنے سے قاصر ہی کہ ریاست کے رہنے والے اشخاص کو کیون اسمین شریک وسہیم بنایا جاتا ہی۔ اور اس لیئے وہ اس سفارش کا کشادہ پیشانی کے ساتھ استقبال کرنیکے لئے تیار نظر نہین آتی۔

عورتون کو حق انتخاب دینے مین جوائنٹ کمیٹی فیاض نظر نہین آتی۔ اگرچہ اُس نے اس مسئلہ کو صوبون کی حکومتون کے رحجان پر چھوڑ دیا ہی۔ اور اس طرح یہ کہا جاسکتا ہی کہ یہ حق پامال نہین کیا گیا ہی تاہم اس سے بہتر ہوتا اگر یہ کمیٹی اصولاً اس حق کو تسلیم کرلیتی۔ اور بعض صوبون کو اس اصول کے عمل مین لانے کے لیئے چن لیتی۔ فرنچائز کے متعلق عام طور پر یہ تجویز کرنا سخت ناانصافی ہوگی کہ جس شخص کو چھ مہینے سے زیادہ سزا دی جائے وہ پانچ سال تک

کونسلون یا اسمبلی کے انتخاب سے محروم رہیگا۔ اگر اسمین تخصیص نہ کی جالے تو وہ اشخاص بھی انتخاب سے محروم رہینگے جو دفعہ ۱۲۴ (ضمن اے) یا اسی قسم کی دوسری دفعات کے ماتحت سزایاب ہوے ہون اور ان مین وہ ملک کے بعض قابل ترین اشخاص بھی آجائینگے جو وقتاً فوقتاً انتظامی غلطیون کا شکار ہوتے رہتے ہین۔

مجھے افسوس ہے کہ یہ ایکٹ ہمارے سیاسی مکتبون کا کورس دس سال کے لیئے مقرر کرتا ہے۔ جو ہر ایک سائنس کے کورس سے زیادہ تھکانے والا ہے۔ اور پھر دس سال کے بعد ایک موہوم حالت مین ہمین چھوڑتا ہے۔ اگر ہم یہ فرض کرین کہ اس مدت کے ختم ہونے پر تحقیقاتی کمیٹی نہایت ہی معمولی سفارشین ہمارے متعلق کرے۔ اور پھر دس سال کی مدت اسکے لیے مقرر کرے تو یہ کہنا مشکل ہوگا کہ سیلف گورنمنٹ ملنے تک ہندوستان کو کتنی دہائیون کا انتظار کرنا پڑے گا۔

اس بے اطمینانی کا حل صرف وہی ہے جو کانگرس اور لیگ پیش کرتی ہے جب تک صاف طور پر یہ وعدہ نہ کیا جائے کہ ہندوستان کو ۱۵ یا ۲۰ برس مین سیلف گورنمنٹ دیجائیگی اسوقت تک ہندوستان سے یہ توقع رکھنی کہ وہ خاموشی کے ساتھ ریفارم اسکیم کے چھوٹے تحفہ کی قدر کرتا رہے ایک بیجا توقع ہوگی۔

ہندوستان کے اہم معاملات کے تصفیہ کے لئے ایک پارلیمنٹری اسٹینڈنگ کمیٹی کا تقرر اطمینان بخش ہے جس سے اُسے کشمپرسی کی حالت سے ہندوستان نکلتا ہے جسمین وہ ابتک مبتلا تھا۔ اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُسکی اہمیت کا دروازہ اب اسکے لیے کھولا جارہا ہے۔ مگر اسکے ساتھ ہی اب ہندوستان کا فرض ہے کہ ایک ہندوستانیون کی مستقل کمیٹی لنڈن مین قائم کرے تاکہ وہ ضرورت کے وقت اس پارلیمنٹری کمیٹی کو کافی مدد دے سکے۔ اور ہندوستانی خواہشون کو زیادہ روشنی مین لاسکے۔

یہ کام اگر برٹش کانگریس کمیٹی اور مسلم لیگ کی اُس شاخ کے سپرد کردیا جائے جو لنڈن

ہین کام کر رہی ہی تو زیادہ موزون معلوم ہوتا ہی۔ لیکن ضرورت ہی کہ اُنھین زیادہ بکارآمد بنانے کی تدابیر پر کافی غور کیا جائے۔

بالفعل سب سے پہلے اُن قواعد پر غور کرنا ہمارا فرض ہوگا۔ جو اس ایکٹ کے ماتحت وضع کیئے جائینگے۔ اگر ہم ان قواعد پر اتنا وقت صرف نہ کر سکے جسکی اُنھین ضرورت ہی تو بہت کچھ ممکن ہی کہ موجودہ ایکٹ کے اُن تھوڑے فوائد کو بھی ہم اور تنگ دائرہ مین دیکھینگے جتنے کہ وہ اب نظر آرہے ہین۔

مجموعی طور پر اس خیال سے کہ سیلف گورنمنٹ کے لیئے یہ ایکٹ ایک بنیاد ہی۔ ہمین اسکا استقبال کرنا چاہیئے۔ اور ایسا نہین کرنا چاہیئے کہ ٹرکی اور پنجاب کے واقعات کی وجہ سے ہم اُسکے ساتھ اُس دلچسپی کا اظہار نہ کرین جو ہندوستانی ہونیکی وجہ سے ہمارا فرض ہی۔ ہمارے دلون کو جو رنج ٹرکی۔ خلافت۔ مقامات مقدسہ اور پنجاب کے واقعات کی وجہ سے پہونچا ہی وہ مٹنے والا نہین ہی۔ اس لیئے ہم ایک طرف وہ تمام آئینی جدوجہد جاری رکھین گے جو مسلمان اور ہندوستانی ہونیکی وجہ سے ہمارا مذہبی اور ملکی فرض ہی۔ اور دوسری طرف اس ریفارم کو متحدہ طور پر کامیاب بنانے کے لیئے کوشش کرینگے جو ہمارے نشوونما کیلیئے ضروری ہی۔

ہندو مسلم اتحاد

نہ صرف اس اسکیم کی بلکہ اُن تمام کامون کی جو ہم بحیثیت ہندوستانی ہونے کے اس مُلک مین یا اس سے باہر کر رہے ہین یا آئندہ کرینگے کامیابی کا راز درحقیقت ہندو اور مُسلم اتحاد پر مبنی ہی۔

پچھلے دَور کو چھوڑ دیجیئے۔ موجودہ زمانہ مین یہ معلوم تو مین اچھی طرح سمجھ گئی ہین کہ ہندوستان کی حالت درست کرنے اور اُسے صحیح طور پر ترقی کی طرف لانے مین یہ ایک اتحاد ہی ایک مضبوط بنیاد ہو سکتی ہی۔ گو جنگ عام طور پر اچھی چیز نہین سمجھی جاتی لیکن یورپ کی اس عظیم الشان جنگ نے ہندوستان کے سلسلۂ اتحاد کی اِن دو بڑی کڑیون کو جوڑنے مین (جن سے میری مراد ہندو اور مُسلمان سب ہین) جو مدد دی ہی اسکے لحاظ سے ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ ہندوستان

کے لیے اس کا یہ اثر ایک ایسی کنجی ثابت ہوگا جو ہم پر ہمارے تمام کامون کے لیئے کامیابی کے دروازے کھول دے گی۔

مین اس بات کو تسلیم کرتا ہون کہ ان دونون قومون مین ایسی چیزین بھی پائی جاتی ہین جو اُن کے اتحاد کے رستہ مین کبھی کبھی رکاوٹین پیدا کرتی رہتی ہین۔ مذہب یا قومیت کا اختلاف اس اتحاد پر جسکی خواہش اسوقت مُلک کے سچے خدمت گذارون کے دلون مین عام طور پر پائی جاتی ہو۔ کوئی اثر نہین ڈال سکتا۔ یہ اختلاف تو اب بھی ویسا ہی ہو جیسا کہ پہلے تھا۔ لیکن باوجود اسکے ہم ہندو مُسلم اتحاد کو آج اُس سے بدرجہا بہتر دیکھ رہے ہین جیسا کہ گذشتہ برسون مین دیکھ رہے تھے۔

ملازمتون کا سوال بھی ایسا اہم سوال نہین ہو جو زیادہ ہماری توجہ کو اپنی طرف کھینچنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ البتہ پولٹیکل حقوق کا مسئلہ گذشتہ کئی برس تک اِن دونون برادریون مین کشمکش کا سبب رہا تھا۔ جسے مُسلم لیگ اور کانگریس نے بڑی حد تک ۱۹۱۶ء مین سطے کرلیا ہو۔ اِس سلسلہ مین لیگ اور کانگریس کو اور جو کچھ بھی طے کرنا ہو۔ امید ہو کہ وہ آسانی کے ساتھ کسی مناسب وقت پر طے ہو جائے گا۔ اِس لیئے مین اِس موقع پر ان امور کو چھوڑتا ہون۔ اور صرف اُس چیز کا ذکر کرتا ہون جو میرے خیال مین زیادہ اہم ہو۔

گاؤکشی کا مسئلہ

گاؤکشی کا ذکر ہم لوگ ایک عرصہ سے اشارون اور استعارون مین کرتے رہے ہین۔ لیکن اب وقت آگیا ہو کہ اس مسئلہ کے متعلق زیادہ صفائی اور زیادہ وضاحت کے ساتھ ذکر کیا جائے تاکہ ہم کسی معقول نتیجے تک پہونچ سکین۔

ہمارے ہندو بھائیون نے جو طریقے گاؤکشی کے انسداد کے اختیار کیئے جاتے تھے وہ بعض صورتون مین زیادہ قابل اعتراض تھے۔ اور وہ قدرتی طور پر حصول مدعا مین ناکامیاب ثابت ہوسے۔

اب کہ ہندو مسلمان ایک نئے دور سے گزر رہے ہین۔ اور اُن کے اختلافات مٹ مٹ کر اتحاد کی مختلف صورتین اختیار کر رہے ہین۔ یہ بات بہت دور ہوتی جاتی ہو کہ آئندہ زمانے مین پچھلے ناکامیاب انسدادی طریقے ہمارے سامنے آئین بلکہ ان دونون قومون مین وہ اسپرٹ پیدا ہو گئی ہو جو صرف گاؤکشی ہی کے مسئلہ کے لیئے نہین بلکہ اور بہت سے اختلافی مسائل کے حل کرنے کے لیئے ایک مضبوط بنیاد کا کام دے گی جب دو مختلف گروہ آپسمین محبت کے ساتھ ایک دوسرے کے کامون مین شرکت کرتے ہین تو اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہو کہ اُن کے اختلافی مسائل اختلاف کی ڈگریون سے گزرتے اور مختلف حالتین بدلتے ہوئے ایک اتحاد کے نقطہ پر خودبخود یا تھوڑی سی مناسب وقت کوشش سے پہونچ جاتے ہین۔ اور پھر یہ اختلافی مسائل ایسی زمین بنجاتے ہین جسمین اتحاد کی تخم ریزی آسانی کے ساتھ ہو سکتی ہو۔

ہمارے ہندو بھائیون نے ایک عرصہ سے ہر جگہ اتحاد کا ہاتھ ہماری طرف بڑھانے مین پیشدستی کی ہو جسکے لیئے ہم اُن کے شکر گذار ہین۔ اور جو حقیقت مین اُن کی زیادہ وقت شناسی کی ایک مضبوط دلیل ہو۔ اب ہم مسلمان بحیثیت ایک شریف قوم ہونے کے اس کا جواب اسکے سوا اور کچھ نہین دے سکتے کہ زیادہ جوش اور زیادہ سرگرمی کے ساتھ اپنا مصافحہ کا ہاتھ بھی اُن کی طرف بڑھائین۔ اور یہ بتائین کہ ان کا مقدس مذہب انھین تعلیم دیتا ہو کہ وہ نیکی کا جواب زیادہ نیکی کے ساتھ دین۔

ہمارے بھائیون نے "خلافۃ کا دن" ہمارے ساتھ کس جوش وخروش اور محبت سے منایا اپنا تجارتی کام کتنی فراخدلی کے ساتھ بند کیا۔ اور باوجود اس بات کے کہ اس دن کے ساتھ انھین بحیثیت ہندو ہونیکے کسی قسم کی دلچسپی نہین ہو سکتی تھی۔ اُنھون نے صرف اپنے بھائی مسلمانون کی شراکت غم کی وجہ سے اپنا بڑا نقصان کیا۔ تو کیا ان تمام باتون کا گہرا اثر مسلمانون کے دلون پر نہین ہوا ہے؟ ہوا ہو۔ اور بیشک ایک شریف قوم کے دل پر ضرور ہونا بھی چاہیئے۔

اِسکے علاوہ اُن کی ہمارے خالص کاموں مین شرکت کرنی اور ہمارا اُن کے مخصوص کاموں مین حصّہ لینا ہندوستان کی مشترک بہبودی اور مشترک ترقی کے لیئے کافی اور مکمل ضمانت ہی جس پر ہم سب لوگ بغیر کسی اختلاف کے متفق اور بغیر کسی تردد کے مطمئن ہو سکتے ہین۔

اب ہمین بجائے خود یہ دیکھنا ہی کہ ہم اِس اصول کی کیا قدر کر سکتے ہین۔؟ اور ہندو بھائیون کو اپنی طرف سے کیا عملی ثبوت دے سکتے ہین؟ مسلمانون مین سے کوئی ایک بھی یہ نہین کہے گا کہ ہم اس کا ثبوت کچھ دینا نہین چاہتے۔ بلکہ وہ جو کچھ جائز طور پر اپنے ہندو بھائیون کے ساتھ کر سکتے ہین۔ بہت خوشی اور جوش کے ساتھ کرینگے۔ اور جہانتک ان سے ہو سکیگا وُہ ایسے کامون سے پرہیز کرینگے۔ جن سے اُنکے مُلکی بھائیون کے دل دُکھین۔

ہم اِس بات سے اچھی طرح واقف ہین کہ ہمارے مُلکی بھائیون کے دل گائے کی قربانی سے زیادہ دکھتے ہین۔ اِس لیئے ہمین اِس سے پہلے کہ اُنھین کوئی جواب دین یہ دیکھنا ہی کہ اِس قربانی کے متعلق ہمارا مذہب ہمین کیا رہنمائی کرتا ہی ہمارے مذہب مین قربانی سنت ہی جسے مسلمان جبتک کہ وہ مسلمان اور صاحب استطاعت ہین کرتے رہینگے۔

اب اِس قربانی کے لیئے جو جانور اختیار کیئے جاتے ہین (جن مین اونٹ۔ گائے بھیڑ۔ دُنبہ اور بکری شامل ہین) اُن مین سے کسی ایک کی قربانی اس مذہبی حکم کے لیئے کافی ہوتی ہی۔ جسکا مطلب یہ ہی کہ قربانی اِن جانورون کی جائز ہی۔ اِسی وجہ سے کروڑون ہندوستان کے مسلمان جنھون نے آجتک اونٹ کی قربانی نہین کی ہی۔ اور ایسا کرنے مین وہ مذہبی طور پر کسی چھوٹے سے چھوٹے گناہ کے مرتکب نہین سمجھے جاتے ہین۔ ہندوستان کو چھوڑکر تمام عرب، شام مصر طرابلس اور ایشیاے ترکی وغیرہ کے مسلمانون کو دیکھیے جن مین سے کروڑون کی تعداد نے زندگی بھر اس سُنت کو بغیر گائے کی قربانی کے ادا کیا ہی لیکن کوئی عالم اور کوئی مفتی یہ نہین کہہ سکتا کہ اُنھون نے اِس سنت کے ادا کرنے مین کوئی کوتاہی کی ہی

یا وہ مذہبی نقطۂ نظر سے کسی گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں۔ البتہ کوئی مسلمان کسی ناجائز چیز کو ناجائز کیے یا سمجھے تو وہ مذہبی حیثیت سے گنہگار سمجھا جائیگا۔

اس جگہ مین مناسب سمجھتا ہون کہ صرف مذہبی حیثیت سے بتاؤن کہ گائے کی قربانی سے دوسری قربانیاں زیادہ پسندیدہ ہین۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ :-

(ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اذا رأیتم ہلال ذی الحجۃ و اراد احدکم ان یضحی بالشاۃ الخ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ جب تم عیدالاضحیٰ کا چاند دیکھو اور تم مین سے کوئی بکری کی قربانی کرنی چاہیئے الخ

اس حدیث سے صاف طور پر یہ معلوم ہوتا ہی کہ عرب مین علی العموم بکری کی قربانی کا رواج تھا۔ اسکے علاوہ دوسری حدیث بھی سُن لیجیے۔ کہ ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام (ارواحنا فداہ) ارشاد فرماتے ہین کہ: خیر الاضحیۃ الکبش۔ یعنی قربانی کے جانورون مین سے بھیڑ بہتر ہی۔ اگر ہم بھیڑ بکری کو عام طور پر قربانی کے لیئے اختیار کرلین گے تو اس حدیث شریف پر بھی عمل کرینگے۔

اسکے متعلق مین اور زیادہ نہین کہنا چاہتا۔ کیونکہ یہ کام ہمارے علماء کرام کا ہی جو مجھسے بہت زیادہ اور بہتر طور پر آپ کے سامنے اس مسئلہ کو روشنی مین لاسکین گے۔

مین اپنے دینی بھائیون سے اپیل کرتا ہون کہ وہ ٹھنڈے دل سے جو کچھ مین نے اس مسئلہ کے متعلق کہا ہی۔ اسپر غور کرین۔ اور جب وہ اسی نتیجہ پر پہونچین جس پر کہ مین پہونچا ہون تو پھر وہ اپنے طریق عمل سے بتائین کہ وہ اس بڑی چیز (اتحاد) کی کتنی قدردانی کرتے ہین۔ اور اپنے بھائیون کی دل آزاری کو پیش نظر رکھکر اُن کے اتحاد کی طرف بڑھنے والے قدم کا کیا جواب دیتے ہین۔

مجھ سے اگر سوال کیا جائے کہ اس مسئلہ کی طرف عملی قدم کسطرح اٹھانا چاہیئے۔ تو مین سب سے پہلے یہ مشورہ دونگا کہ ہندوؤن کے مقدس شہرون سے جیسے کاشی۔ اجودھیا۔ متھرا

اور بندرا بن ہین، اس کا آغاز کیا جائے۔ اور ان شہرون مین جسقدر جلد ممکن ہو سکے صرف دوسرے جانورون کو قربانی کرنے کے لیئے اختیار کیا جائے۔ اور اُسکے ساتھ ساتھ دوسرے شہرون مین بھی اس کوشش کا آغاز کیا جائے۔

مین جانتا ہون کہ قربانی کا تعلق سات کروڑ کی ایسی آبادی سے ہی جو ہندوستان مین متفرق طور پر پائی جاتی ہی۔ اس لیئے جلد ہم اس مقصد کو حاصل کرنے سے معذور رہین گے۔ لیکن کام کے شروع کرنے مین ہمین تاخیر نہین کرنی چاہیئے۔

میری یہ بھی راے ہی کہ یہ کام اسوقت تک عملی صورت اختیار نہین کر سکتا جب تک کہ کوئی باقاعدہ جماعت اسے اپنے ہاتھ مین نہ لے۔ اور جو جماعت اس خدمت کو اپنے ذمے لینے کے لیئے سب سے زیادہ موجودہ حالت مین موزون ہی وہ مسلم لیگ ہی۔ اس لیئے مناسب ہوگا کہ وہ اس اہم خدمت کے لیئے اپنے آپ کو پیش کرے۔ جسے امید ہی کہ وہ نہایت تدبر کے ساتھ سرانجام دے گی۔

مجھے امید ہی کہ مسلم لیگ کو خلافت کمیٹیون اور اُن کے سرگرم ممبرون سے اس مسئلہ مین کافی امداد مل سکتی ہی۔ اور مین یقین کرتا ہون کہ خلافت کمیٹیان اس نیک مقصد مین خوشی سے مسلم لیگ کو امداد دینے کے لیئے آمادہ نظر آئین گی۔

مجھے خوف تو نہین ہی کہ میرے اس خیال کی کسی جماعت کی طرف کوئی مخالفت کیجائیگی لیکن اسوجہ سے کہ مسلمانون مین بھی دوسری قومون کی طرح مختلف خیال افراد پائے جاتے ہین۔ اگر کسی طرف سے کوئی آواز اُٹھے تو مجھے اس لیئے اُس آواز کا خیال نہین ہوگا۔ کہ مین جو کچھ کہہ رہا ہون اُسکی بنیاد نیک نیتی ہی۔ اور کسی ایک دل کو بھی دکھانا یا خوش کرنا میرا مقصود نہین ہی۔

سلطنت عثمانیہ، خلافت اور مقامات مقدسہ

حضرات نائبین۔ خواتین اور حاضرین!

آج ہمارے لیئے جو سب سے اہم مسئلہ ہی۔ اُسے مین کسی قدر

تفصیل کے ساتھ آپ کے سامنے پیش کرتا ہون۔ اگرچہ آپ نے اپنے خیالات اس مسئلہ کے متعلق مختلف طریقون سے اچھی وضاحت کے ساتھ پیش کر دیے ہین تاہم آپ کے خیالات کو اس اجلاس کے پریسیڈنٹ کی حیثیت سے بیان کرنا میرے اہم ترین فرائض مین سے ہی۔ صرف ہندوستان کے مسلمانون کے لیے نہین بلکہ عالم اسلام کے تعلقات جو سلطنت عثمانیہ کے ساتھ وابستہ ہین ہمین سب سے پہلے انھین سمجھانا چاہیئے تاکہ اس مسئلہ کی بنیاد کا جہانتک تعلق ہو وہ صاف طور پر نمایان ہو جائے۔ اور انگلستان کی پبلک اور اُسکے وزراء کو اس مسئلہ کی اہمیت کو سمجھنے کا موقع مل سکے۔

اسلام صرف ایک مذہب ہی نہین ہو بلکہ وہ ایک ایسا نظام ہو جو اپنے پیروؤن کو ایک ایسے سلسلہ مین لے آتا ہو جو رنگ اور قومیت سے بالاتر ہو۔ اور جو آپسمین اخوۃ کی نہایت مضبوط تعلیم دیتا ہو۔ اِسی وجہ سے ایک نیا مسلمان خواہ وہ کوئی انگلستان کا باشندہ ہو یا امریکہ اور افریقہ کا اسی نظام کے ماتحت اس مساوات کو حاصل کر لیتا ہو۔ جسے اِس مذہب نے دنیا کے سامنے نہ مٹنے والے اصول کی طرح سے پیش کیا ہو۔ اس بے مثل نظام کے ساتھ ہر ایک صحیح مسلمان آپ کو ایسا وابستہ نظر آئے گا جس سے اس کا جُدا ہونا جب تک کہ وہ اِن خیالات کا پیرو ہو ناممکن ہوگا۔

اسلام صرف عبادات کا اور دیسی ہی علمی چیزون کا مجموعہ نہین ہو بلکہ وہ سیاست کے ساتھ اِسطرح مِلا ہوا ہو کہ مذہب اور سیاست کو ایک دوسرے سے جدا نہین کر سکتے۔ اگر ایسی کوشش کی جائے تو اسکے یہ معنی ہونگے کہ آپ اس مذہب کو مٹا کر ایک دوسرے مذہب کی بنیاد ڈال رہے ہین جو اِس سے نوعیت کے لحاظ سے بالکل مختلف اور جُدا نظر آئے گا۔

ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ہاتھون نے جو ہمارے اعتقاد مین دُنیا کے لیئے کامل ترین نمونہ تھے۔ اسی نظام کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور جب وہ اپنی اِس

خدمت کو کامل طور پر انجام دے چکے۔ اور مشیت الٰہی نے اُنھین ہم سے چھپا لیا تو اُنکے جانشینون نے اس خدمت کو اپنے اپنے زمانہ مین جس خوبی کے ساتھ ادا کیا اُسکی شہادت مخالف اور موافق دونون کی تاریخ اور اسلام کے دائرہ کی وسعت اچھی طرح دے سکتی ہی۔

مین اس خلافت کے سلسلہ کو یہان بیان کرنے کی ضرورت نہین دیکھتا۔ اور اس بات کا حوالہ دیتے ہوے کہ یہ سلسلہ آپ کو اسلامی تاریخ مین مل سکتا ہی یہ کہتا ہون کہ اسکی کفالت دور حاضر مین آل عثمان کے ہاتھون مین ہی۔ اور یہی وجہ ہی کہ کرۂ اسلامی مین سانس لینے والی آبادی اُسوقت سے جبکہ دورِ خلافت آل عثمان تک پہونچا۔ آجتک دولت عثمانیہ کے سلاطین کے ساتھ وہ تعلقات رکھتی ہی جو اُسکی موجودہ گہری بیچینی سے نمایان ہو رہی ہین سلطنت عثمانیہ عرصہ سے تمام اسلامی مقدس مقامات کی غیر اسلامی سلطنتون سے حفاظت کرتی آئی ہی۔ اس لیئے مسلمان اس سلطنت کو ہمیشہ ایسی حالت مین دیکھنے کے آرزومند اور خواہان رہے ہین کہ وہ دُنیاوی طاقت کے لحاظ سے اتنی قوت رکھنے والی سلطنت رہے جو ان مقامات کو اجنبیون کی حرص و آز کا نوالہ نہ بنے دے۔

سلطنت عثمانیہ ہمیشہ اسلام کی حفاظت کے لیئے سپر کا کام دیتی رہی ہی۔ اور اُس نے صدیون تک اپنی قوم کی قیمتی جانین اسلام کی ضیانت اور حفاظت کے لیئے صرف کی ہین اور لڑائی کے میدانون مین اُس نے بیدریغ ترکی خون کو بہایا ہی۔ اس لیئے تمام دُنیا کے مسلمانون کو خاص طور پر اس سلطنت کے ساتھ تعلق ہوگیا ہی۔ اور یہ وہ اسباب ہین جنکی وجہ سے اُسکی موجودہ حالت کو دیکھتے ہوے اسلامی دنیا سخت بیچینی کے ساتھ پیس کانفرنس کی آخری تجویزون کا انتظار کر رہی ہی۔

ہندوستان کے مسلمان جو ایک صدی سے زیادہ زمانہ سے گورنمنٹ برطانیہ کی حکومت مین زندگی بسر کر رہے ہین۔ اور جنھون نے بہت سے موقعون پر اپنی وفاداری کا تاج برطانیہ کے ساتھ ناقابل انکار عملی ثبوت پیش کیا ہی۔ اسوقت سے کہ ترکون اور ہماری گورنمنٹ مین جنگ کی

حالت قائم ہوئی، سخت بیچین نظر آتے تھے۔ وہ دو مختلف مگر سخت قسم کی کششون مین گھر گئے تھے اور اسکے ساتھ ہی مجبور تھے کہ یکسوئی حاصل کرین۔ اگر وہ ٹرکی کے خلاف اٹھتے اور مدد دینے کا خیال کرتے تھے تو ان کا مذہب اُنھین ایسا کرنے کی اجازت نہین دیتا تھا۔ اور اگر خاموش رہنے کا ارادہ کرتے تھے تو سلطنت کی طرف سے جو فرض اُن پر قدرت نے ڈالا تھا اُسکے ادا کرنے کی ذمہ داری اُن پر عائد ہوتی تھی۔

اُن کی اس حالت کو محسوس کرکے ہندوستان کے سابق وائسرائے لارڈ ہارڈنگ نے مقامات مقدسہ کے متعلق وہ اعلان کیا جو آپ سب لوگون کو معلوم ہی اور جسکی وجہ سے مسلمانون کو ایک قسم کا اطمینان اور سکون حاصل ہوا۔ اور وہ یہ خیال کرکے کہ یہ مذہبی جنگ نہین ہی اور سلطنت عثمانیہ سے مقدس مقامات جدا نہین کیئے جائینگے۔ گورنمنٹ کی امداد کے لیئے جان اور مال سے آمادہ ہوگئے۔ اور انھون نے اپنے دوسرے فرض کو جسکا تعلق گورنمنٹ کے ساتھ تھا۔ زیادہ پیش نہاد خاطر رکھکر ایک طرف ترکون کے خلاف لڑائی مین حصہ لینا شروع کردیا۔ اور دوسری طرف جو کچھ وہ مالی امداد دے سکتے تھے اُس سے بھی دریغ نہین کیا۔

مسلمانون نے یورپ کی لڑائیون مین اتنا حصہ نہین لیا جتنا کہ انھون نے شام اور عراق مین لیا۔ وہ صرف تاج برطانیہ کی حمایت کے لیئے اسکی یوروپ اور آسٹریلیا کی فوج کے دوش بدوش اپنے امیر المؤمنین کے خلاف لڑنے کے لیئے دردانیال کی مشہور لڑائی مین بھی سہیم اور شریک رہے۔ اور جو تاج کی خدمت دوسری قومین کررہی تھین اسمین نمایان حصہ لیتے رہے۔

شام مین تو ان کا عنصر دوسری ہندی قومون کے مقابلہ مین زیادہ معلوم ہوتا ہی اور اسکا اعتراف اور ذکر بھی بعض ذمہ دار زبانون پر آچکا ہی۔

ہندوستان کے مسلمان جو ہمیشہ سلطنت عثمانیہ اور انگلستان کے بہتر تعلقات کے متمنی رہے ہین یہ بھی جانتے ہین کہ انگلستان کے ذمہ دار مدبرین کا طریق عمل ترکون کے خلاف رہا ہی۔

انگلستان کی پالیسی ترکون کے خلاف اگر اُس زمانہ کو دیکھا جائے جسے انگلستان اور سلطنت عثمانیہ کا عہد اتحاد کہا جاتا ہو تو اُسکی یادگار مین مصر جیسا زرخیز اور مہتم بالشان صوبہ ترکون کے ہاتھ سے نکل کر انگلستان کے زیر اقتدار آجاتا ہو۔ اور قبرص جیسا جزیرہ ۱۸۷۸ء کی روس اور ٹرکی کی جنگ مین معاہدہ اسٹیفانو کے وقت اس امداد کے عوض مین جو اس معاہدہ کی شرائط کو نرم کرانے مین انگلستان کی جانب سے کی گئی تھی۔ ترکون سے لے لیا جاتا ہو۔ اور جب عہدنامہ برلن پر دستخط ہوجاتے ہین اور اٹلی کا وزیر اعظم انگلستان کو طرابلس پر اپنے قبضے کے متعلق لکھتا ہو تو انگلستان کا وزیر اعظم جواب دیتا ہو کہ اس وقت موقع نہین ہی۔ ہرن کا تعاقب اس وقت کرو جبکہ وہ زخمی یا لنگڑا ہو جائے۔

اس جواب کے ایک عرصہ کے بعد ۱۹۱۱ء مین اٹلی طرابلس پر حملہ کردیتا ہو۔ اور جب مصر کی راہ سے ترک اپنے صوبہ کی مدافعت کے لیئے آدمی اور سامان بھیجنا چاہتے ہین تو برطانیہ کی طرف سے انھین اجازت نہین دیجاتی۔

بلقان کی لڑائی کے شروع ہوتے ہی اس خیال سے کہ ترک اس مین کامیاب ہونگے مسٹر ایسکوئتھ وزیر اعظم انگلستان اعلان کرتے ہین کہ خواہ نتیجہ جنگ کچھ بھی ہو لیکن ملک کی حدود مین کوئی تغیر نہین ہونے پائیگا۔ مگر جب کہ لڑائی کا رنگ بدلتا ہو اور ترک انتظام کی خرابیون کی وجہ سے پسپا ہوتے ہین تو یہی وزیر اعظم دوسرا اعلان کرتے ہین کہ اس جنگ کے فاتحین کو اُسکے پھلون سے محروم نہین رکھا جاسکتا۔

اسی جنگ کے سلسلہ مین جب ایڈریانوپل پر دوسری مرتبہ ترکی قبضہ سے پہلے التوائے جنگ ہوتا ہو اور فریقین کے نمائندے وزیر خارجہ انگلستان (سرایڈورڈ گرے) کی زیر صدارت لندن مین جمع ہوتے ہین۔ تو یہ مدبر سیاست خارجہ پورے طور سے اس امر پر زور دیتا ہو کہ ایڈریانوپل بلغاریہ کو دیدیا جائے۔ مگر ترک اس پر رضامند نہین ہوتے۔ اور انور پاشا

ایک معقول فوج سے اڈریا نوپل محصور ترکی ڈویزن کی کمک کے لیئے جا پہونچتا ہو۔ اڈریا نوپل عثمانیون کے ہاتھ پر تسخیر ہوتا ہو۔ اور جنگ کے ثمرات کی حیثیت سے اُنھین کے پاس رہتا ہو۔ لیکن پھر بھی اُس مخلص قدیم کا یہ مطالبہ قائم رہتا ہو کہ ادرنہ کو خالی کردو۔ اور خط "اینوس میڈیا" تک واپس ہٹ آؤ۔

اِسی بلقانی جنگ کے دوران مین یونانی اور بلغاری مقدونیہ کی مسلمان آبادی پر جو مظالم کرتے ہین۔ وہ غیر جانبدار اور اجنبیون کے بھی دِل ہلا دیتے ہین۔ اور فرانس کا مشہور اہل قلم "پیئرلوٹی" ان سے متاثر ہوکر ایک پُر درد اور نہ مٹنے والی داستان لکھتا ہو لیکن انگلستان کی طرف سے اِن مظالم کے متعلق ایک لفظ بھی نہین کہا جاتا۔ اور ان مظلومون کی حمایت کے لیے کوئی ہاتھ نہین بڑھایا جاتا۔ بلکہ وہ شان بے نیازی ظاہر کی جاتی ہو جس سے بلقانی سفاکون کو اپنے ہولناک ارادون مین تقویت پہونچتی ہو۔

مسٹر گلیڈاسٹون کے متعلق تو دنیا جانتی ہو کہ اُن کی پالیسی صرف ترکون سے غیر ہمدردانہ ہی نہین تھی بلکہ وہ اپنی تمام زندگی بھر یورپ مین ٹرکی کی ہستی کو مٹا دینے کی کوشش مین لگے رہے۔ اور اُن کی تمام وہ تقریرین جو ترکون کے متعلق ہوتی تھین۔ نمایان طور سے تعصب آمیز سختی اور درشتی کا پہلو لیے ہوے ہوتی تھین۔ یہی حالت اُن کے پیرو "وائی کونٹ گرے" کی رہی۔ اور وہ بھی اپنی طاقت کو ترکی قوم کے خلاف استعمال کرتے رہے۔

انگلستان کے وعدے اگرچہ انگلستان کی یہ مخالفانہ روش مسلمانون کی واحد اسلامی سلطنت کے ساتھ برابر قائم رہی۔ لیکن مسلمانون نے ایک دفعہ پھر ان تمام واقعات کو بھلانے کی کوشش کی اور انگلستان کے موجودہ وزیر اعظم کے اس وعدے پر بھروسہ کرنے لگے۔ جس کا انھون نے جنوری ۱۹۱۸ء مین دولت برطانیہ کے نمائندہ ہونے کی حیثیت سے حسب ذیل الفاظ مین اظہار کیا تھا۔

"اس وقت سامعین سے جو کچھ مین کہہ رہا ہون وہ صرف گورنمنٹ کے خیالات"

"ہی نہین ہین بلکہ وہ پوری قوم اور نہ صرف قوم بلکہ بحیثیت مجموعی وہ سلطنت برطانیہ"
"کے خیالات ہین"

اس تمہید کے بعد مسٹر لائڈ جارج وزیر اعظم انگلستان یہ تحریر فرماتے ہین کہ:-
"ہم نے اس لئے ہتیار نہین اُٹھائے کہ ٹرکی سے اس کا دار الخلافہ چھینین۔ یا"
"تھرلیس اور ایشیاے کوچک کے سرسبز اور مشہور حصون کو جو بلحاظ قومیت کے ترکی"
"عنصر سے معمور ہین غصب کرلین"

اب یہ وعدہ بہت صاف ہو۔ اور اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ ہم کسی سلطنت کے وزیر سے کسی مضبوط وعدے کی توقع نہین رکہہ سکتے۔

اس نہایت مضبوط وعدے کے بعد پیرس سے جو خبرین ملتی رہین۔ اُنھون نے اس وعدے کے خوبصورت چہرہ کو بدلنا شروع کردیا۔ اور بالآخر اُنھین وزیر اعظم نے شیفلڈ والی مشہور تقریر سے اُسے مسخ کردیا۔ اور یہ بتادیا کہ اس قسم کے وعدون پر آئندہ دُنیا کو بھروسہ نہین کرنا چاہیئے۔ بلکہ یہ یقین کرنا چاہیئے کہ حالات کے پیچھے پیچھے وعدے چلا کرتے ہین۔ اور اُن کا بدل دینا صرف حالات کے بدلنے پر موقوف ہوا ہی۔

ہم سے وعدہ کیا گیا جیسا کہ مین اوپر بیان کرچکا ہون کہ اِس لڑائی کا کوئی اثر مقامات مقدسہ پر نہین پڑے گا۔ لیکن اب یہ تمام مقامات اسلامی ہاتھون سے نکل کر غیر مسلم ہاتھون مین آگئے ہین۔ اسپر بھی بھولے مسلمانون سے یہ خواہش کی جاتی ہو کہ وہ یہ سمجھین کہ اس وعدے کے خلاف کوئی کام نہین کیا گیا۔

ہم گورنمنٹ کو صاف بتادینا چاہتے ہین کہ مسلمان مکہ اور مدینہ کو اسوجہ سے اسلامی ہاتھون مین نہین سمجھتے کہ خود شریف غیر مسلم ہاتھون مین ہی۔ یہی بلکہ اس سے بدتر حالت دوسرے مقدس مقامات کی ہورہی ہی۔

ان دو مخصوص وعدون کو چھوڑ کر دیکھئے تو تمام دوران جنگ مین اتحادیون کی طرف سے

اغراض جنگ کے متعلق بیسیوں مرتبہ ان باتوں کو دُھرایا گیا تھا کہ (۱) یہ لڑائی حق اور انصاف کے لیے ہی۔ (۲) یہ لڑائی چھوٹی اور پست قوموں کی آزادی کے لیئے لڑی جارہی ہی (۳) یہ لڑائی مذہبی نہین ہی۔ اس لیئے عدل و انصاف کے اصول تمام قوموں مین بغیر قومیت اور مذہب کے لحاظ سے یکسان طور پر جاری کیئے جائینگے۔ (۴) اس لڑائی مین کسی قوم پر ظُلم روا نہ رکھا جائے گا۔ بلکہ اس کا یہ مقصد بتایا گیا کہ ظُلم کو دور کرنے کے لیئے یہ لڑائی شروع کی گئی ہی۔ (۵) اور یہ بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ مفتوح قوموں پر تشدد نہین کیا جائے گا بلکہ اُن کے جائز حقوق کا لحاظ رکھا جائیگا۔ (۶) اس جنگ کے متعلق یہ بھی بار بار کہا گیا کہ اِس سے ملک گیری مقصود نہین ہی۔

جن لوگون نے یہ باتین دنیا کے سامنے پیش کی ہین۔ اُنھین کا فرض ہی کہ موجودہ واقعات کی روشنی مین وہ اُنکے معنی اب دنیا کو بتائین۔ وہ سمجھائین کہ یونان کو سمرنا وغیرہ دینا۔ شام کو فرانس کے سپرد کرنا۔ عراق انگلستان کے حوالے کرنا۔ کس وعدہ کو پورا کرنے یا توڑنے سے تعلق رکھتا ہی۔ وہی بہتر بتا سکتے ہین کہ سلطنت عثمانیہ یا اسلام کے حقوق کے ساتھ اُنھون نے کیا کیا۔ اور اسلامی قوموں پر کوئی ظلم یا تشدد کسی جگہ کیا گیا یا نہین؟ وہی دنیا کو بہتر طریقہ کے ساتھ بتا سکتے ہین کہ عدل و انصاف کے اصول بغیر قومی اور مذہبی تفرقہ کے کس کس قوم مین جاری کئے گئے ہین۔

وہ کچھ بتائین یا نہ بتائین دنیا سب کچھ سمجھ رہی ہی۔ اور وہ جانتی ہی کہ ان تمام باتون کی اصلیت کیا ہی۔ بہت افسوس ہی کہ اس اعتبار کو جو انگلستان کا ایشیا مین ہونا چاہیئے تھا۔ خود اسکے ذمہ دار وزرا نے نقصان پہونچانے کا معلوم ہوتا ہی کہ ارادہ کر لیا ہی۔ اور اب ایشیائی قومین بھی آمادہ نظر آتی ہین کہ اس قسم کے وعدون پر اتنا ہی بھروسہ کرین جتنا کہ ایسے حالات مین انھین کرنا چاہیئے۔

پریسیڈنٹ ولسن کے مشہور چودہ اصول جنھین ترک اور دوسری قومون نے دفعۂ جنگ

کے لیے بطور اصول کے تسلیم کیا تھا۔ اب کہان ہین۔ ترکی کے متعلق وہ دفعہ کیون بحس وحرکت معلوم ہوتی ہے جسمین یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ ترکی اصلی علاقون پر ترکون کا شاہی اقتدار برابر قائم رہیگا۔ اور اُن حصہ ہاے ملکی کو جو ترکی کے ساتھ وابستہ ہین اندرونی آزادی ٹرکی کی زیر نگرانی دلائی جائیگی۔

کہان ہے وہ دفعہ جو قومون کو حق انتخاب حکومت دلارہی تھی؟ جن لوگون نے اِس دفعہ کو پڑھا ہے وہ شام کی قومی مجلس کی روداد پڑھ لین جسمین بہت بلند آواز سے اپنی آزادی کا وہ لوگ مطالبہ کر رہے ہین۔ لیکن اُن کی آواز کو سننے والے کان بند ہین۔ شام کی آبادی کا بڑا حصّہ اپنے استقلال کے لیئے آواز اُٹھا رہا ہے۔ لیکن فرانس کی خوشنودی خاطر کو مقدم سمجھکر شام کی باگ اسکے ہاتھون مین دیدی جاتی ہے۔ کیا یہ "حق انتخاب" کی کھلی توہین نہین ہے۔

ترکون کے ساتھ وقفۂ جنگ کے زمانہ مین سلوک

ترکون کے ساتھ بُرے طریقِ عمل کی دردانگیز داستان یہین ختم نہین ہوتی ہے۔ بلکہ "وقفۂ جنگ" کے زمانے مین بھی اُنھین تکلیف کی حالت مین رکھا گیا۔ اُن پر لڑائی ختم ہونے کے بعد "مدینہ شریفہ" کو خالی کردینے اور شریف حسین کو دیدینے کے لیئے زور ڈالا گیا۔ اور مقدس سرزمین کا یہ آخری شہر بھی اُن سے "مہلت جنگ" کے زمانہ مین لے لیا گیا۔

اسی زمانے مین یونان جیسی ناچیز قوم کو اجازت دی گئی کہ وہ سمرنا اور اُسکے ملحقہ علاقہ مین اپنی فوجین اتار کر قبضہ کرلے۔ چونکہ ترکون سے ہتھیار لے لئے گئے تھے اور اُن کی فوجون کا بڑا حصہ پراگندہ کردیا گیا تھا۔ اس لیئے آسانی کے ساتھ یونانیون نے سمرنا مین فوجین اتار دین۔ اور مسلمانون پر نہایت دل دکھانے والے مظالم کرنے شروع کردیئے جن سے تنگ آکر خلیفۃ المسلمین نے ایک یوروپین نامہ نگار سے اس داستان دردانگیز کو اسطرح بیان فرمایا:۔

"...... گورمنٹ کے تصور کا کفارہ اسلیے کیون ہو کہ یونانی سپاہ اور"
"یونانی باشندے جن کے مظالم طشت از بام ہین - ایشیائے کوچک کے ہزارہا"
"معصوم بچون اور امن پسند باشندون پر ظلم کرین - اور انھین لوٹین - یا ان کی عورتون"
"کی عصمت دری کرین - اور انکے شہرون کو جلائین - اسی وجہ سے ترکون مین جوش"
"اور مایوسی بڑھ رہی ہے - اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ایک نئی جنگ شروع"
"ہوگئی ہے - لیکن التوائے جنگ کی شرائط کے ماتحت یونانیون کا تحفظ کیا جارہا ہے"
"حالانکہ ان سے ہماری لڑائی بھی نہین تھی -) اور ہمین اُن کے مظالم کے بچاؤ سے"
"محروم کیا جارہا ہے - اور اسکے ساتھ ہی ہم التوائے جنگ کی شرائط کی بنیاد پر"
"بے ہتیار ہین - اور ہماری افواج منتشر کردی گئی ہین اسلیے اس سے پہلے کہ صورت حالات"
"اور بدتر ہو جائے یورپ کی طاقتون کا فرض ہے کہ وہ اس قصابی کو روکین"

وہ کون سا سخت دل مسلمان ہوگا جو خلیفۃ المسلمین کے اِن الفاظ کو بغیر آنسو بہائے پڑھ سکے گا اور وہ کون سا انسان ہوگا جو اس جلیل القدر بادشاہ اور اسکی رعایا کی اِس حالت پر درد دل سے بیتاب نہو جائیگا - اگر باغی آرمینیا کو ترک سزا دیتے ہین تو انھین مظالم سے تعبیر کیا جاتا ہے - اور اُن کی داستانین تمام یورپ کے بازارون مین گشت کرائی جاتی ہین کہ اُن سے ترکون کے خلاف غصہ اور رنج پیدا ہو - اور اگر آرمینیا یا یونان کی آبادی غریب ترکون پر سخت وحشیانہ مظالم کرتی ہے تو اُن کی طرف سے ان انسانی ہمدردی کے مدعیون کے کان بند ہو جاتے ہین ؟ کیا یہی وہ اعلیٰ تہذیب ہے جسے فخر کے ساتھ یورپ بیسوین صدی مین دُنیا کے سامنے پیش کر رہا ہے ؟ اور یہی وہ انسانی ہمدردی ہے جسپر آج یہ شائستہ قومین ناز کر رہی ہین ؟ -

ہم سے بار بار کہا جاتا ہے کہ یورپ مین مذہبی خیال نہین ہے - مگر بظاہر واقعات کی رہ بہتس اسکے خلاف معلوم ہوتی ہے

ٹرکی نے مہلت جنگ کی شرائط کے خلاف ایک خفیف سی حرکت بھی نہین کی۔ لیکن اسکے ساتھ وہ برتاؤ کیا جارہا ہو جسے مین آپ کے سامنے ابھی بیان کرچکا ہون اسکے برخلاف اٹلی فیوم کے معاملے مین پیس کانفرنس کے فیصلہ کو کھُلے طور پر پاؤن کے نیچے روندتا ہو اور اُسے برداشت کیا جاتا ہو۔ اٹلی تو فی الجملہ بڑی سلطنت ہو رومانیا کو دیکھیئے کہ اُس نے ہنگری مین ایک قیامت برپا کردی اور کونسل کے پیہم مطالبون کو جواب کے قابل بھی نہین سمجھتا۔ اُس کا طریق عمل ابتک نہایت خودسرانہ اور ریاکارانہ ہو لیکن وہ ایک غیر مسُلم سلطنت ہو۔ شاید اس لیئے اسکے متعلق بُردباری اور تحمل برتا جاتا ہو اور اُسکی گستاخانہ روشس پر چشم پوشی کی جاتی ہو۔

سلطنت عثمانیہ کے لیئے حکم برداری کی تجویزین زور شور کے ساتھ پیش کیجارہی ہین اور بلگیریا جیسی ادنیٰ اور پست قوم کو اس قابل سمجھا جاتا ہو کہ وہ بالکل آزاد رہے اور نہ تنہا آزاد رہے۔ بلکہ باوجود اسکے کہ وہ اسی طرح جرمن کے ساتھ لڑی جسطرح کہ تُرک لڑے تھے۔ اُسے سمندر تک آنے کے لیئے رستہ بھی دیا جاتا ہو۔

اِس قسم کے واقعات کے علاوہ اور بھی ایسی باتین ہین جن سے اِس مذہبی احساس کا فی الجملہ اظہار ہوتا ہو۔

جب انگلستان کے وزیر اعظم نے جنرل ایلنبی کے سینہ کو فلسطین کی فتح پر ایک تمغہ لگانے سے عزت بخشی تھی تو اس لڑائی کو "کروسیڈ" کے نام سے یاد کیا تھا جو عیسائیون اور مسلمانون کی مشہور مذہبی جنگ ہو۔ گو ہم سمجھتے تھے کہ صدیون سے اِس کا سلسلہ بند ہوگیا ہو مگر انگلستان کے مشہور مدبر نے بتادیا ہو کہ عیسائی تو مین ابتک اُسے نہین بھولی ہین۔ اور یہ سمجھنا غلطی ہو کہ اسکا سلسلہ مسدود ہوگیا ہو۔ بلکہ اس کروسیڈ" کی آخری لڑائی مین رچرڈ ثانی جنرل ایلنبی" نے وہ عیسائیت کی نمایان خدمت کی ہو جو پہلا رچرڈ بھی انجام نہ دے سکا تھا۔

کیا ہم ان "کروسیڈ" کے نام کو صدیون کے بعد زندہ کرنے والے وزیرون سے یہ دریافت کرسکتے ہین کہ ہندوستان کے مسلمانون اور بدنصیب عربون نے شام مین آپ کے ساتھ شامل ہوکر اپنے خون اس لیے بہائے تھے اور اپنی جانین اس لیے دی تھین کہ اس فتح کو جسے خود یہ "رچرڈ ثانی" دو تہائی مسلمان فوج کی شرکت سے حاصل کرسکے ہین۔ جیسا کہ خود انھون نے اقرار کیا ہو "کروسیڈ" کا مذہبی لقب عطا کیا جائے۔

یہ وزرا، یاد رکھین کہ اسلام کے ساتھ اُن کی موجودہ پالیسی اور اُن کی اس قسم کی سخت غلطیان ۷ ½ کروڑ وفادار مسلمانون کی دل آزاری کا سبب ہی نہین بلکہ دنیائے اسلام مین ایک ایسا بیج بو رہی ہین۔ جسکا خراب اثر یہ خیال کیا جاسکتا ہو کہ خوشگوار نہین ہوگا۔

مسلمانون کی درخواستون سے بے اعتنائی!

ہندوستان کے مسلمانون نے باوجود ان تمام باتون کے ابتک اپنی مسلّم وفاداری کو پیش نہاد خاطر رکھا ہو۔ اور اُن سے پوری امید ہو کہ ان تمام حالات کو وہ تحمل کے ساتھ برداشت کرینگے۔ اور ہمیشہ اپنی امن پسندی کا ثبوت دیتے رہین گے۔ لیکن سوال یہ ہو کہ گورنمنٹ اُن کے ساتھ کیا کر رہی ہو؟ اس کا جواب ہمین اس کے طرزِ عمل سے ملتا ہو۔

صلح کانفرنس مین جہان مسلمانون کا نام نہین اسلام کا آخری فیصلہ کیا جاتا ہو۔ اسلامیون کا ایک نمایندہ بھی نہین لیا جاتا۔ اور عام اصول انصاف کے مطابق اس اسلام کی موت و زیست کے قضیہ مین اس بات کی ضرورت نہین دیکھی جاتی کہ حاملان اسلام کی اس کانفرنس مین نمایندگی ہو جو اسکی زندگی، اور مرگ کے فتوے پر دستخط کرنے والی ہو؟

بیشک ہمین معلوم ہو کہ مسٹر مانٹیگو اور مہاراجہ بیکانیر نے مسلمانان ہند کی طرف سے نیابت کی اور ہم ان دونون شخصون کے دل سے شکر گزار ہین کہ انھون نے ہماری خواہشون کو جہانتک وہ کرسکتے تھے اچھی طرح پیش کیا۔ لیکن سوال اور شکایت صرف یہ ہو کہ مسلمان نمایندہ کو

کیون انتخاب نہین کیا گیا۔ اور ہندوستان کے مسلمانون کی اِس جائز اور ضروری خواہش کو کیون پامال کیا گیا؟

وزیر اعظم انگلستان سے درخواست کی جاتی ہو کہ وہ مسلمانون کے وفد کو قبول کرین تاکہ اُن کی خدمت مین ہندوستان کے مسلمانون کی درخواست پیش کی جائے تو اُن کی طرف سے سرد جواب ملتا ہو۔ اور وہ اس بات پر اپنی آمادگی ظاہر نہین کرتے کہ کسی ایسے وفد کو شرف باریابی عطا فرمائین۔ اور ایسی دور دراز کار باتون کے سُننے مین اپنا بیش بہا وقت صرف فرمائین بالآخر اُن کی خدمت مین میموریل بھیجنے پڑتے ہین جنکا کوئی تشفی آمیز جواب نہین ملتا ہو۔

ہم لارڈ چیمسفورڈ کے شکر گذار ہین کہ اُنھون نے جیسا کہ ستمبر ۱۹۱۹ء مین امپیریل کونسل کا افتتاح کرتے ہوے فرمایا تھا۔ ہماری خواہشون کی جتنی کہ وہ کر سکتے تھے۔ نمایندگی کی ہو اور ہماری آواز کو اچھی طرح سکرٹری آف اسٹیٹ اور اُن کے توسط سے انگلستان کی گورنمنٹ تک پہونچا یا ہو

ہم ہز ایکسلنسی کے اُن کی ۲۴ نومبر ۱۹ء والی مدراس کی تقریر کے بھی شکر گذار ہین جسمین حضور ممدوح نے یہ فرمایا تھا کہ:۔

"مین ہندوستانی مسلمانون کی موجودہ پریشانی کو محسوس کرتا ہون اور اس"
"پریشانی کے متعلق اُن کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتا ہون جو اُنھین ترکی صلح"
"کے نامہ وپیام کے نتیجے کے متعلق محسوس ہورہی ہو۔ یہ سمجھتے ہوے کہ انکے احساسات"
"کس قدر طاقتور ہین مین نے ہوم گورنمنٹ اور صلح کانفرنس کے ممبرون کے سامنے"
"ان کے خیالات کی حتی الامکان پوری نمایندگی کردی ہو۔ صلح کی کانفرنس مین شریک"
"ہونے کے لیئے خاص مسلم نمایندے بھی بھیجے گئے تھے۔ اِن باتون کا نتیجہ خواہ کچھ بھی"
"نکلے۔ اس لیئے کہ اس کا دارومدار ان باتون پر ہو جو ہندوستان یا انگلستان کے"
"علاوہ دوسرون کے مفاد پر بھی اپنا اثر ڈالتی ہین) ہندوستان کے مسلمانون کو اس"

"امر کا یقین رکھنا چاہیئے کہ اُن کے جذبات کی پوری نمایندگی کردی گئی ہی۔ آپ کو"
"معلوم ہوگا کہ مسٹر بونر لا نے ہاؤس آف کامنز" مین تقریر کرتے ہوے یہ کہا تھا کہ"
"برٹش گورنمنٹ ٹرکی کے مستقبل کے متعلق ہندوستانی مسلمانون کی دلچسپی سے واقف ہے"
"اور یہ کہ اُن کے جذبات کا پورا احترام اور وزن کیا جائیگا"

لیکن ہم نہ اُن کی تقریر مین کوئی جُملہ اپنے سچے اطمینان کے لئے دیکھتے ہین اور نہ مسٹر بونر لا کی ۳۰ نومبر کی اسپیچ مین ہمین اپنے درد کی دوا ملتی ہی۔ ہندوستان سے لیکر انگلستان تک جتنے ذمہ دار عہدہ دار ہین انھون نے اسلامی خواہشون کے متعلق اب تک ایک جملہ بھی ایسا اپنی زبان سے نہین نکالا ہو جس سے تسلّی نہین بلکہ بوے تسلّی بھی آتی ہو۔ ہم ہندوستان کے مسلمان اس بات کو اچھی طرح سمجھتے ہین کہ ٹرکی کے متعلق صرف برٹش مفاد ہی نہین بلکہ دوسری سلطنتون کے فوائد بھی وابستہ ہین جن مین فرانس خاص طور پر ممتاز نظر آتا ہی۔ لیکن ہم اس بات کو بھی سمجھتے ہین کہ ان تمام باتون مین انگلستان کا ہاتھ سب سے زیادہ طاقت رکھتا ہی۔ اس لئے جو کچھ بھی ہوگا ہم اُسے انگلستان کی پولیسی کا نتیجہ سمجھین گے۔ اگر آج انگلستان ۳۰ کروڑ سے زیادہ دنیا کے مسلمانون کی احسان مندی کی قیمت عراق کی سرزمین اور فرانس و اٹلی کی دوستی کی قیمت سے زیادہ سمجھنے لگے۔ اور اس بات کی کوشش کرے کہ ٹرکی کے متعلق انصافانہ طرزِ عمل اختیار کیا جائے تو ہمین حالات بالکل بدلے ہوے معلوم ہونے لگین گے۔

مسٹر مانٹیگو نے (جن کے ہم اس لیے شکر گذار ہین کہ انھون نے ہمارے خیالات کی ترجمانی ایک سے زیادہ مرتبہ کی ہی) ایک موقع پر تقریر کرتے ہوے فرمایا تھا کہ :-

"مین اور پیرس والے میرے ہم جلیس چار کی کونسل مین گزشتہ ہفتہ تک نہایت استقلال"
"کے ساتھ یہ امر پیش کرتے رہے ہین کہ مسلمانون کو صرف اِس صورت مین اطمینان ہو سکتا ہی"
"جب کہ صلح قومیت کے اصول پر منصفانہ ہو۔ اور مجھے یقین نہین کہ اسکے علاوہ اور"

"کوئی صلح ہوسکتی ہو"

بیشک مسلمانون کو اطمینان ہو سکتا ہو اگر قومیت کے اصول پر منصفانہ صلح ہو۔ لیکن اس کا طریقہ یہ نہین ہو سکتا کہ عربون پر فرانس اور انگلستان "حکم برداری" کے اُس مصنوعی لفظ کی آڑ مین حکومت کرین جو دوران جنگ کی جدید اختراع ہو۔ یا سمرنا کو یونانیون کے مظالم کیلئے پیش کر دیا جائے"۔ مسلمانون کی اِس خواہش کی ترجمانی صرف اس صورت مین صحیح ہوسکتی ہو جبکہ عربون کو حقیقی آزادی مِل سکے۔ اور اُن کی حُکم برداری ترکون کے سپرد کردی جائے جسکی نگرانی اس لیگ آف نیشنز کے سپرد ہو جسمین ایک سے زیادہ راے کی کوئی سلطنت مالک نہو۔

مسلمان جانتے ہین کہ یہ ترکون کا مُلک ہو اِس لیئے حکم برداری کا جائز حق اُن کے سوا اور کسی کو نہین ہو۔ مسلمان جانتے ہین کہ یہ سارا ملک اسلامی ہو اسلیئے ایک اسلامی سلطنت (جیسی ترکون کی ہو) کے سوا کسی غیر اسلامی سلطنت کو اُسکی حکم برداری کے لیئے کسی حالت مین بھی موزون نہین سمجھا جا سکتا۔ مسلمان جانتے ہین کہ یہ ممالک اسلام کے گہوارہ ہین اور ان کی گود مین مقدس اور متبرک مقامات سے پُر ہین۔ اِس لیئے سوائے ایک اسلامی سلطنت کے اور کوئی سلطنت ایسی سرزمین پر حکم برداری یا اور کسی قسم کی حکومت کے حق کا شائبہ بھی نہین رکھتی۔ اور اگر اُن کے احساس کو اسکے متعلق کچلا گیا تو ایک عارضی نہین بلکہ اسلامی دنیا مین دائمی بے چینی کا پیدا کر دینا اور ایک خاموش قوم کے جذبات کو ابھار دینا ہوگا۔

خلافت کے معنی کیا ہین؟ اسی تقریر مین جس کا ایک حصّہ مین نے اوپر نقل کیا ہو مسٹر مانٹیگو نے یہ بھی کہا ہو کہ:۔

"مین اپنی مسلمان فیلو رعایا کو یہ یقین دلانا چاہتا ہون کہ پیرس کی دوران بحث مین"
"کوئی لفظ سرکاری یا غیر سرکاری طور پر ایسا استعمال نہین کیا گیا جس سے یہ ظاہر ہو"
"کہ کوئی شخص اتنا بیوقوف ہو سکتا ہو کہ خلافت جیسے اسلامی مسئلہ مین دست اندازی"

"کرے - مجھے یقین نہین ہو کہ کوئی مقدس مقام یا کوئی مقدس عمارت فی الحال اس"
"خطرہ مین ہو کہ اس مین دخل دیا جائے"

اِس تقریر کا پہلا حصّہ جو خلافت کے متعلق ہو ہمین تسلی دینے والا نہین ہو۔ مسلمان گورنمنٹ سے اِس بات کا اپیل نہین کر رہے ہین کہ اُن کے اِس اعتقادی مسئلہ مین دخل نہ دیا جائے۔ وہ اچھی طرح جانتے ہین کہ دنیا کی تمام طاقتون کو بھی یہ اختیار حاصل نہین ہو کہ وہ کسی قوم کے اعتقاد کو ہٹا سکین۔ مین نہین سمجھتا کہ مسلمانون مین کوئی ایسا بیوقوف ہوگا جو اِس اعتقاد کے لیئے انگلستان سے اپیل کرنے کا آرزومند ہو۔ بلکہ وہ خلافت کے متعلق اس لیئے اپیل کر رہے ہین کہ اسلامی خلافت کا جزو اعظم سیاسی طاقت ہو۔ اور وہ ٹرکی کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے سے برباد ہو جائیگی جسکا دوسرا لازمی نتیجہ خلافت کی بربادی ہو۔ کیونکہ مسلمانون کا خلیفہ کسی حالت مین بھی روم کا پوپ نہین بنایا جا سکتا ہو۔ جو صرف ایک روحانی دائرہ مین اپنی ہستی کو برقرار رکھ سکتا ہو۔

مسٹر مانٹیگو اس تقریر کے دوسرے حصہ مین مسلمانون کو اطمینان دلاتے ہین کہ اُن کے مقدس مقام اِس خطرہ مین نہین ہین کہ اُن مین دخل دیا جائے۔ لیکن مجھے افسوس ہو کہ مین اِس جُملہ کے کوئی معنی سمجھنے اور بتانے سے معذور ہون۔ مجھے معلوم نہین کہ حجاز کے ملک پر (جسمین مسلمانون کے پیغمبر کا شہر اور ان کا موجودہ قبلہ ہی) شریف مکّہ کے توسط سے کون حکمرانی کر رہا ہو۔ اور کیا مین یہ دریافت کر سکتا ہون کہ بیت المقدس کی سرزمین اسوقت کن ہاتھون مین ہو۔ اور کیا مجھے بتایا جا سکتا ہو کہ کربلا، نجف اشرف، کاظمین شریفین اور بغداد وغیرہ اسوقت کس کے قبضے مین ہین۔ اور کیا مین باقی **جزیرۃ العرب** کے متعلق معلوم کر سکتا ہون کہ وہ کس کے قبضہ اقتدار مین ہو یا رہیگا۔ اگر غیر مسلمون کے ہاتھ مین مقدس مقامات کا ہونا اُنکے خطرہ کی دلیل نہین ہو تو یہ کہنا دشوار ہو کہ خطرہ کے صحیح معنی کیا ہین۔

انگریز بہادرون کا شکریہ سخت ناسپاسی ہو گی اگر ہم اِس موقع پر اُن نیک دل

انگریزون کا ذکر نہ کرین جنھون نے مسلمانون کی سچی خدمت اداکرکے اس بات کا ثبوت دیا ہو کہ انگلش نیشن مین بہت سے انصاف پسند اشخاص ایسے موجود ہین جو صرف انصاف کیلئے کھڑے ہو جاتے ہین۔ اور اِس سلسلہ مین مارماڈیوک پکٹ ہال۔ کرنیل آبرے ہربرٹ۔ پروفیسر ای جی براؤن اور سر تھیوڈور موریسن خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہین۔ اِن کے علاوہ مسٹر سی الیف اینڈ روز اور دوسرے برٹش ہمدردون کا منصفانہ طرز عمل اور ہمدردانہ برتاؤ، بھی ہمارے شکریہ کا مستحق ہو۔

مارماڈیوک پکٹ ہال نے حال ہی مین ایک تازہ تقریر مین جو خیالات اس اہم اسلامی مسئلہ پر ظاہر کئے ہین اُن کا ضروری اقتباس مین یہان درج کرنا مناسب سمجھتا ہون وہ لکھتے ہین کہ:۔

"ترکی سلطنت کے متعلق یہ اعتراض کیا جاتا ہو کہ اُس مین ہمیشہ بدنظمی رہی ہو۔ مین ٹرکی سے"
"اچھی طرح واقف ہون اور مین علی الاعلان کہتا ہون کہ اسکے بدترین دورِحکومت مین بھی"
"اس سے کم بےچینی رہی ہو جتنی کہ میری یاد مین کسی زمانہ مین انگریزی سلطنت مین رہی ہو"

اُنھون نے ترکون کے قتل (آرمینیا) کے متعلق یہ جواب دیا ہو کہ وہ باغیانہ تحریکون کی بنا پر تھا جنکی آبیاری روس اور دوسری یورپین طاقتون کی طرف سے ہوتی تھی۔ اگر کسی ملک مین خواہ وہ کتنا ہی مہذب کیون نہو اس قسم کے واقعات پیش آئینگے تو وہ وہی کریگا جو ترکی کی سلطنت نے کیا ہو۔ اُن کے الفاظ ہین کہ "تم ایک جاندار جسم مین پنجہ مار کر یہ امید نہین کر سکتے کہ وہ نہ تڑپے"

اِس اعتراض کے جواب مین کہ ترک جرمنون کے ہواخواہ اور دوست ہین، مارماڈیوک پکٹ ہال یہ کہتے ہین کہ:۔

"۱۹۱۲ء مین نوجوان ترکون نے انگلستان سے اس بات کی خواہش کی تھی کہ وہ"
"دس سال تک تمام سلطنت عثمانیہ کی تربیت کا کام اپنے ذمہ لے یعنی جسمین فوج کی درستی"

"بھی شامل تھی۔ ترکون کا بلا شبہ یہ مقصد تھا کہ اصلاحات اور درستی سلطنت سے"
"زمانہ مین دوسری یوروپ کی سلطنتون کی ریشہ دوانیون سے اُنھین نجات مل جائیگی"
مگر انگلستان نے اُن کی اِس خواہش کو مسترد کر دیا"

انھون نے لکھا ہی کہ انگلستان کے اِس جواب سے متأثر ہو کر انور پاشا جیسے اشخاص نے جنھون نے مایوس ہو کر اس تجویز کو پیش کیا تھا۔ یہ کہا کہ:۔

"دیکھو وہ تنہا کام کرنے سے ڈرتے ہین۔ انگلستان روس کے پیچھے چلتا ہی۔ وہ تیسرے"
"درجہ کی طاقت رہ گیا ہی۔ اب ہمارے سامنے فقط ایک ہی موقع ہی کہ ہم جرمنی کی"
جانب متوجہ ہون"

پھر وہ لکھتے ہین کہ اِس وقت انجمن اتحاد و ترقی کے زیادہ ممبر انگریزون کی طرف رجحان رکھتے ہین۔ اِس لیئے وہ مایوسی مین بھی برابر کوششین کرتے رہے۔ یہان تک کہ پہلی درخواست کو کم کرتے کرتے انھون نے صرف یہ درخواست پیش کی کہ:۔

"انگلستان آرمینیا کے لیئے چند انسپکٹر بہم پہونچا دے جن کا کام یہ ہو کہ وہ ان اصلاحات کے"
"نفاذ کی نگرانی کرین۔ جو ترک اِس صوبہ مین زار کی مخالفانہ سازشون کے باوجود بھی"
"نافذ کرنے کی کوشش کر رہے ہین"
"مشرقی اناطولیہ مین ۱۳-۱۹۱۲ء مین اس روسی سازش کی قوت تقریباً لڑائی سے کے"
"برابر تھی۔ زار کے کارندے جنکے وسائل ترکون کے مقابلہ مین بہت وسیع تھے۔ اپنی"
"تمام طاقت اِس کوشش مین صرف کر رہے تھے کہ ترکی حکومت کی انتظامی ناقابلیت"
"ثابت ہو۔ انھون نے کوشش کی کہ آرمینیون اور مسلمانون مین باہمی ایسا قتل عام ہو"
"جو روس کی مداخلت کا سبب ہو سکے۔ حالانکہ ترکون نے پوری کوشش اسکے"
"روکنے کی کی۔ مغربی یوروپ کو اس بات کا یقین نہین آتا تھا کہ روس کی سازشین اِس قدر"
"شرمناک اور بیباکانہ ہو سکتی ہین"

"نوجوان ترکون سے یہ خیال کیا کہ انگریزون کو ان اضلاع مین نگران بنا دیا جائے"

تاکہ کم سے کم انگلستان تو لازمی طور پر واقعات کو سمجھ لے"

"معاہدہ قبرص کے مطابق انگلستان کا فرض تھا کہ وہ آرمینیا مین ترکون کو امداد دے"

"اور ہمارا اسوقت یہ خیال تھا کہ یہ درخواست منظور کر لی گئی ہی۔ مگر چند مہینون کے بعد

یکایک اس درخواست کو نامنظور کر دیا گیا"

وہ لکھتے ہین کہ "اگر یہ خواہش مسترد نہ کر دی جاتی تو آرمینیا کے باشندون کا قتل عام

ہرگز نہ ہوتا اور معاہدۂ قبرص ردی نہ سمجھا جاتا"

ان تمام امور پر غور و خوض کرنیکے بعد صرف ایک ہی وہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہی جسکی طرف

میرا گزشتہ سلسلۂ بیان رہبری کرتا ہی۔ اور معلوم ہوتا ہی کہ ترکون کو ہر حالت مین مجبور کیا گیا ہی۔

ایران کے ساتھ انگلستان کا معاہدہ

ہندوستان کے مسلمانون کے دل ٹرکی کے حالات سے شکستہ ہو رہے تھے کہ انگلستان اور ایران کے معاہدہ نے ایک اور اسلامی سلطنت کی آزادی کے خاتمہ کی خبر اُن کے کانون تک تک پہونچا کر اُن کی مایوسی کو انتہا تک پہونچا دیا۔

ایران وہ مُلک ہی جس نے اپنے دورِ ترقی مین علم اور شایستگی ہندوستان کے مسلمانون مین بھی پھیلائی۔ اُس زمانہ سے لے کر آجتک ہندوستان کی اسلامی آبادی ایران کی خصوصیت کے ساتھ ممنون احسان ہی۔ اور اُسکی معاشرت۔ اس کا تمدن۔ اسکی روایات اور اُسکے درسی علوم اِس بات کے لیئے اُسے مجبور کرتے ہین کہ وہ ایران کو "پُرانے محسن استاد" کے لقب سے ہمیشہ یاد کرے۔

اخوۃ کے متعلق تو مین کہہ چکا ہون کہ وہ اسلامی بنیادی اصول مین سے ہی۔ اور مسلمان اُن مذہبی تاثرات کی وجہ سے جو اُن کے دلون مین جاگزین ہین مجبور ہین کہ اسلامی سلطنتون کی ترقی اور بقا پر خوش ہون اور اُن کے تنزل یا فنا ہونے پر اُن کے دل رنج اور

اور تکلیف سے لبریز ہو جائین۔

ان اسلامی جذبات پر مذہبی فروعی اختلاف کا کوئی خاص اثر نہین ہوتا۔ اسی لیئے ہم دیکھ رہے ہین کہ شیعہ آبادی باوجود اس بات کے کہ خلافت کے متعلق اُسکے عقائد سنیون سے اختلاف رکھتے ہین۔ اپنی بڑی اسلامی سلطنت کی صیانت وحفاظت کے مسئلہ مین وہی گہری دلچسپی لے رہی ہین جو وہ ایران کے متعلق لے سکتی تھی۔ اور تمام سُنّیون کے دل ایران کے لیئے ویسے ہی دردمند نظر آتے ہین جیسے کہ انکے بھائی شیعون کے ہو سکتے ہین۔

یہی وجہ ہو کہ ترکی ہو یا ایران اسلام کا ہر ایک پیرو خواہ وہ سنیون مین سے ہو یا شیعون مین سے، اُن کا ہوا خواہ اور اُن سے اس مذہبی رشتہ کی وجہ سے خاص تعلق رکھنے والا نظر آتا ہو۔ اور اسی لیے ہندوستان کے مسلمان اس معاہدہ کی وجہ سے جو حال مین ایران کے ساتھ ہماری گورنمنٹ نے کیا ہو مغموم اور بیقرار ہین۔

ایران کے ساتھ ہماری گورنمنٹ کو ہندوستان کے ہمسایہ ہونے کی وجہ سے خاص تعلق ہو۔ اور ہندوستانی گورنمنٹ کی پالیسی طویل زمانہ سے اس ملک مین اپنا کام کر رہی ہو۔

ایران۔ انگلستان اور روس کی کششون اور کوششون کی کشمکش کا سالہا سال تک جولانگاہ رہا ہو۔ اور اسی وجہ سے اُسکے آخری وہ زمین جو ترکی کی امیدین اُسکے ساتھ وابستہ ہوئین تھین وہ پامال ہو گئین۔

اُسکی اقتصادی ترقی کی اُمید اُسکے ہوا خواہ مسٹر شوسٹر کے ہٹا دینے سے پامال ہو گئی تھی۔ اور اُسکی سیاسی آزادی کا خاتمہ روس اور انگلستان کے ۱۹۰۷ء کے معاہدہ سے ہو چکا تھا۔ لیکن یوروپ کی اس عظیم الشان جنگ نے جسکی تلخی ابھی تک باقی ہو ایران کے اس معاہدہ کو بیکار کر دیا۔ اس لیئے کہ کرنسکی کی گورنمنٹ نے اُسے مذموم قرار دیا اور روس کی

دست برداری اگر انگلستان کی دست برداری کے ساتھ ہوتی تو یہ ایران کے لیئے سب سے بڑی نعمت ہوتی۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہو کہ انگلستان کے ذمہ دار مدبر جنگ کے نتائج تک پہونچنے کا انتظار کر رہے تھے۔ اور جیسے ہی کہ جنگ کے بہتر نتائج اُن کے سامنے آنے لگے وہ ایران کی طرف بھی توجہ کرنے لگے۔ جسکے نتائج اس نئے معاہدہ کی صورت مین ہمین آج نظر آرہے ہین۔

اب ہم ایران کو ایشیا کا مصر سمجھ رہے ہین۔ ہمین یہ توقع تو ہو کہ آئندہ انگریزی سرمایہ داروں کی ریلین ایران مین جاری ہو جائینگی۔ اور موٹروں کے لیئے سڑکوں کی تعمیر کا سلسلہ بھی جاری ہو جائے گا۔ محصول اور ٹیکس کے وصول کا انتظام بھی قابل اطمینان ہو جائیگا رشوت لینے والے اشخاص اپنے آپ کو زیادہ آزاد نہین پائینگے۔ زراعت بھی بہتر حالت مین آجائیگی۔ تیل کے کنوئین اب سے زیادہ منتظین کی کوشش حاصل کرنے لگین گے۔ لیکن ان تمام چیزوں مین ایران کے ہاتھ پانوں بندھتے ہوئے نظر آتے ہین جو قوم کی ترقی کی بنیاد ہین ایران کو اب سیاسی آزادی کے خیال کو چھوڑ دینا پڑے گا۔ اور ملکی سرمایہ سے اپنے ملک مین کام کرنے اور اُس سے اقتصادی فائدے حاصل کرنے سے محروم ہونا پڑے گا۔ وہ اپنی تعلیم کو ایک نہایت ہی معمولی حالت مین رکھنے کے لئے مجبور ہو گا اور اپنے ملک کے عہدہ داروں پر ذمہ داری کا بوجھ اُسے بہت کم ڈالنا پڑیگا جسکا نتیجہ یہ ہو گا کہ وہ ماہرین کے لیئے صرف ایک ہی سلطنت پر بھروسہ کرتا رہیگا۔ اور اُسکی حقیقی آزادی سلب ہو جائیگی۔

مین مناسب سمجھتا ہون کہ جس انگلستان اور ایران کے معاہدے کے چرچے آجکل یورپ اور ایشیا مین ہو رہے ہین اُسکی بعض دفعات کا حوالہ یہان دون تاکہ اسکی نوعیت کی کسی قدر وضاحت ہو سکے۔

اس معاہدہ کی پہلی دفعہ جہان تک اس کا معاہدہ کے کاغذ کے ساتھ تعلق ہو ایران کی آزادی اور صیانت برقرار رکھنے کے لیئے انگلستان کی گورنمنٹ پر ایک قسم کی ضمانت کا بوجھ ڈالتی ہو۔ لیکن دوسری اور تیسری دفعہ مین یہ ظاہر کیا گیا ہو کہ ایرانی حکومت کے

تمام شعبون کے لئے جسمین فوج اور مال بھی داخل ہو برٹش گورنمنٹ مشیر اور ماہر فن مہیا کرے گی جن کی تنخواہین ایران ادا کرے گا۔

ان دفعات کا گہرا اثر پہلی دفعہ پر پڑتا ہو۔ اور یہ خیال ہوتا ہو کہ جب برٹش گورنمنٹ ایران کے مال فوج اور دوسرے شعبون پر اپنے ماہرین مقرر کرے گی تو ایران کی وہ آزادی کسطرح برقرار رہ سکتی ہو جسکا پہلی دفعہ مین حوالہ دیا گیا ہو۔

تیسری دفعہ ایران کی اُس زحمت کو کم کرنے والی ہو جو اُسے جدید اسلحہ کی فراہمی مین پیش آتی ہو اب یہ خدمت بھی گورنمنٹ انگلستان نے اپنے ہاتھ مین لے لی ہو۔ اور ایران کی گورنمنٹ کو اس انتظام سے بھی سبکدوش کر دیا ہو۔

گورنمنٹ برطانیہ نے سلطنت ایران کو ۲ کروڑ روپیہ باقساط دینے کا وعدہ کر لیا ہے جس کا سود ۷ فی صدی ہوگا۔ اور بطور اِس قرضہ کی کفالت کے مختلف محاصل پر اس کی نگرانی اور اقتدار ہوگا۔

برٹش گورنمنٹ پر یہ بوجھ بھی اس معاہدہ نے ڈالا ہو کہ وہ ریلوے اور بار برداری کے دوسرے ذرایع کے متعلق بھی ایران کے ساتھ بل کر جد وجہد کرے تاکہ ایران مین آمد ورفت کا سلسلہ بہتر حالت مین ہو جائے۔

سر پی کالس نے ایرانی گورنمنٹ سے یہ بھی طے کیا ہو کہ ایک طرف ہز میجسٹی شاہ کی گورنمنٹ سے اُن انگریزی فوجون کے قیام کے اخراجات کا دعوی نہ کرے گی۔ جو اوسکی غیر جانبداری کی حفاظت کی غرض سے مامور کی گئی تھین۔ اور دوسری طرف ایرانی گورنمنٹ انگریزی گورنمنٹ سے اُس نقصان کا تاوان نہین لے گی جو افواج انگریزی کے قیام سے ایرانی علاقون کو پہونچا ہوگا۔

اگر ایران نے اُس فوج کے لئے اپنی غیر جانبداری کی حفاظت کی غرض سے گورنمنٹ برطانیہ سے درخواست کی تھی تو یہ بالکل صحیح ہے کہ وہ اپنے برباد شدہ علاقون کے تاوان کا مطالبہ

نہین کرسکتی اور اس حالت مین اس فوج کے مصارف کا بار ایرانی خزانہ پر نہ ڈالنا ایک احسان سے تعبیر کیا جاسکتا ہو۔ لیکن اس فوج کا ایران مین اگر اس لیئے قیام تھا کہ ہندوستان کو خطرہ سے محفوظ رکھے۔ اور عراق مین گورنمنٹ کی فوجی پیشقدمی پر ایران کیطرف سے دوسری قومین اثر نہ ڈالین تو ایران کے حق مین یہ فیصلہ خوب ہو کہ انصاف پر مبنی نہ ہو۔

مسلمانون کی بیچینی اور خلافت کمیٹیان۔

غرض سلطنت عثمانیہ اور اسکے متعلق اہم مسائل دولت ایران اور اسکی آزادی کی پامالی یہ تمام وہ چیزین ہین جن کی وجہ سے دنیاے اسلام بے چین نظر آرہی ہو۔ اور جہانتک میری خبر یہ وہ بیچینی ہی جسے مین عارضی جوش پر مبنی نہین سمجھتا۔ بلکہ یہ خیالات مذہب کے ساتھ گہرے طور پر وابستہ ہین۔ اسی لیے میرا خیال ہو کہ ان کا عارضی طور پر کم ہو جانا ہمین یہ نہین سمجھا سکتا کہ یہ دلون سے محو ہوگئے ہین۔

ترکی کے متعلق جو تاثرات تھے انھون نے ہندوستان مین خلافت کمیٹیون کی بنیاد ڈالی۔ امید ہو کہ وہ ہمیشہ اس بات خیال رکھین گی کہ مسلمانان ہند ایک گورنمنٹ کے زیر سایہ آباد ہین۔ اور اسکی طرف سے بھی ایک فرض ان پر عائد ہوتا ہو جسکا احترام انھین ہمیشہ کرنا چاہیئے۔ لیکن اسکے ساتھ ہی اُن کا فرض ہو کہ وہ ناجائز خوف کو اپنے دلون سے دور کردین اور اس نازک وقت مین اور اسکے بعد بھی ہمیشہ اپنی دلی جذبات کو آئینی طریقہ کے ساتھ ظاہر کرنے مین کچھ بھی پس وپیش نہ کرین۔

مین دعا کرتا ہون کہ یہ خلافت کمیٹیان اپنے مقاصد مین جلد کامیاب ہون۔ اور انھین ہمیشہ قایم رکھنے کی ضرورت ثابت نہو۔

پیس سلیبریشن مین مسلمانون کا شریک نہونا

مجھے آپ حضرات اجازت دین کہ مین سرکاری پیس سلیبریشن مین مسلمانون کے نہ شریک ہونے کے متعلق بھی چند الفاظ آپ کے سامنے بیان کرون۔

اِس جنگ کے جو بہتر نتائج اتحادیون کے لیئے پیدا ہوے اگر وہ حقیقت مین صلح و امن قایم کرنے والے ہوتے تو ان کے لیئے جو خوشی کا طریقہ اختیار کیا جاتا اس مین مسلمان اسی سرگرمی اور خوشی کے ساتھ شریک ہوتے جس سرگرمی اور خوشی سے دوسری قومین ہوتین۔ لیکن جبکہ اُن کی ایک باقی ماندہ اسلامی سلطنت اِس جنگ کے نتیجہ کے طور پر میٹ رہی ہو اور اُن کے مقامات مقدسہ اِن کے ہاتھون مین باقی نہ رہے ہون تو اُن کا "پیس سلیبریشن" مین حصّہ نہ لینا ایسا نہین ہو جسے انصاف کی نگاہ سے نہ دیکھا جائے وہ مذہبی طور پر مجبور رہتے۔ کہ ایسے جشن صلح مین حصّہ نہ لین۔ اور جب کبھی مذہبی احکام اور گورنمنٹ کی خواہش مین تصادم ہوگا تو ان کا پہلا فرض اپنے مذہبی احکام کی پابندی ہو سکتی ہو اور اس پر وہ کسی دوسری چیز کو ترجیح نہین دے سکتے۔

ہندؤون اور مہاتما گاندھی کا شکریہ

اِس موقع پر مسلمان اپنے ہندو بھائیون کے بید شکرگذار ہین جنھون نے صاف دلی اور محبت کے ساتھ اُنکی غمگساری کی اور اُن کے ساتھ اپنی ہمدردی کا پرجوش طریقہ سے اظہار کیا۔

انھون نے علاوہ دیگر وجوہ کے ہمارے محسوسات کا لحاظ کرتے ہوے پیس سلیبریشن کے موقع پر اُسکی شرکت سے احتراز کیا۔ شام کے وقت کئی روز تک اپنی دوکانین بند کر دین۔ اور اُن تمام ہدایات پر مسلمانون کے ساتھ ساتھ عمل کرتے رہے جو انھین اینٹی پیس سلیبریشن کمیٹی کیطرف سے ملتی رہین۔

مین اس بات کا حق رکھتا ہون کہ اپنے ہندو بھائیون کو یقین دلاؤن کہ ان کی اِس برادرانہ غمگساری اور شرکت عمل کا بہت گہرا اثر ہر ایک مُسلم دل پر ہوا ہی۔ اور مجھے امید ہی کہ اس اثر کو مسلمان اپنے دلون مین محفوظ رکھینگے اور کوشش کرینگے کہ وہ اپنے ملکی بھائیون کے کامون مین اسی طرح شرکت کرتے رہین جیسی کہ اس موقع پر انکی طرف سے ظہور مین آئی ہی۔

مین اس موقع پر ملک کے مسلم الثبوت لیڈر مہاتما گاندھی صاحب کا ذکر کیئے بغیر نہین رہ سکتا۔ جنھون نے خصوصیت سے اس نازک موقع پر مسلمانون کے ساتھ وہ ہمدردی کی ہو جو محض خلوص اور نیک نیتی پر مبنی تھی اور جسکے بیئے محبت آمیز شکر گذاری ہر ایک مسلمان کے دل مین ان کی طرف سے پیدا ہو گئی ہو۔

اگر لفظی شکریہ کی ضرورت ہو تو مین صدق دل سے ہندوؤن اور مہاتما گاندھی کا شکریہ مسلمانون کی طرف سے ادا کرتا ہون۔

نظربندان اسلام

افسوس ہو کہ لڑائی ختم ہونے پر بھی ہمارے اسلامی اور دیگر بھائی اب تک ہم سے جدا ہین۔ اور غربت و تنہائی کی تکلیفین برداشت کر رہے ہین۔ ہمارے پیشوا جناب مولانا محمود الحسن صاحب اور ہمارے بھائی مسٹر محمد علی۔ مولانا ابو الکلام آزاد اور مسٹر شوکت علی اور دوسرے نظربندون کی رہائی کا مسئلہ گویا آجکل گورنمنٹ کے سامنے پیش نہین ہو۔ مسلمانون نے ان قوم کے خادمون کے لیئے ہر ایک قسم کی کوشش کی لیکن اس کا کوئی نتیجہ نہین نکلا۔ اب وہ لڑائی ختم ہونے کی وجہ سے یہ امید کر رہے ہین کہ جسقدر جلد ممکن ہو سکے گا گورنمنٹ ان نظربندون کی طرف توجہ کرے گی۔ اگر ایک عرصہ تک اور بھی یہی خاموشی رہی تو پھر گورنمنٹ کو توجہ دلانے کے لیئے عام تحریک کی ضرورت ہو گی۔

ہمین امید ہو کہ گورنمنٹ اب ان کی رہائی کے مسئلہ پر جلد غور کرنے کے لیئے آمادہ ہو گی۔ اور انھین زیادہ عرصہ تک ہم سے جدا نہین رکھے گی۔

خاتمہ

آخری الفاظ

خواتین اور حضرات!

مجھے افسوس ہو کہ مین نے آپ کا قیمتی وقت لیا۔ مگر اس نازک دور کی وجہ سے جس سے ہمارا اسلام گزر رہا ہو۔ اور نیز پنجاب کے واقعات کے سبب سے میرے لیئے ناگزیر تھا کہ

مین آپ کے گران بہا وقت مین سے ایک حصّہ لون - مین آپ کا شکرگزار ہون کہ آپ نے صبر اور سکون کے ساتھ میری تقریر کو سُنا - مجھے امید ہی کہ آپ ان کوتاہیون سے درگذر فرمائینگے جو میرے معروضات مین آپ کو نظر آرہی ہین -

مین سمجھتا ہون کہ اسلامی دنیا کے حالات نے جو آجکل سامنے آرہے ہین مجھے اُن امور پر زیادہ توجہ دلائی ہی جو خصوصیت کے ساتھ مسلمانون سے تعلق رکھتے ہین - گر مین نے دانستہ اپنے بیان مین ان کا لحاظ اس وجہ سے اور بھی کیا ہی کہ آج کے ہندستان مین کوئی شخص بھی یہ شبہہ نہین کرسکتا کہ مسلمان اُن فرائض سے آگاہ نہین ہین جو ان پر مادر وطن کی طرف سے بطور ایک فرض کے ہین -

اس حیثیت سے کہ ہم اسی خاک ہند سے پیدا ہوے - اور دوسری قومون کے ساتھ اسی مُلک کے فخر کرنے والے وارث بنے - ہم اُن تمام فرائض کو جو ہماری زاد بوم ہم پر عائد کرتی ہی - نہ صرف اچھی طرح سمجھتے ہین بلکہ دلی جوش کے ساتھ اُن کے ادا کرنے کے لیئے اپنے ہندو، عیسائی، پارسی اور دوسرے بھائیون کے ساتھ آمادہ ہین -

فخر کے ساتھ یہ کہا جاسکتا ہی کہ ملکی محبت کے لیئے سبق دینے والے بیانات زیادہ ضروری نہ ہونے کی وجہ سے اب اس درجہ مین ہین کہ ان کی طرف توجہ کم کی جاسکے - اس لیئے کہ انسانی ترقی کی لہرین پیشقدمی کر رہی ہین - اور ہندستانی قومین بغیر کسی امتیاز کے کم و بیش اس ترقی سے متاثر نظر آرہی ہین جو اعلیٰ مقاصد پر زندہ رہنے اور مرنے کے پیغام اُن کے کانون تک پہونچا چکی ہی -

ہندوستان کے لیئے اُسکے نادیدہ استقبال مین وہ عظمت اور شان پنہان ہی کہ اُسکے ماضی کا زیادہ سے زیادہ عظیم الشان زمانہ بھی اُسکے مقابلے مین کم اور حقیر نظر آتا ہی -

آئیے - اب ہم سب متحدہ طاقت کے ساتھ اپنے ہاتھ بڑھائین اور اس مستقبل کے چہرے سے جو ہمارے ذہنی مگر اعلیٰ تخیل کے ساتھ وابستہ ہی نقاب ہٹانیکی خلوص دل سے کوشش کرین -

دیگر کارروائی

خطبۂ صدارت کے اختتام پر بارشاد صاحب صدر سکرٹری صاحب نے بیرونجات سے آئے ہوے چند تار پڑھکر سُنائے۔ سب سے پہلے لالہ لاجپت رائے جی تار پڑھا گیا۔ جو انھون نے نیویارک (امریکہ) سے ۱۲ ر دسمبر کو بھیجا تھا اس کا مختصر ترجمہ یہ ہی:-

ہم آپ کو مبارکباد دیتے ہین۔ اور آپکے ساتھ پوری ہمدردی کا اظہار کرتے ہوے ہندو مسلم اتحاد کے ہمیشہ قائم رہنے کے لیئے دعا کرتے ہین۔

آنربل سید آل نبی صاحب آگرہ۔ نواب سرفراز حسین صاحب ابراہیم سید یوسف حسین صاحب لکھنؤ وغیرہ کے تار پڑھے گئے۔ جو لیگ کے متعلق ہمدردانہ تھے۔ لوگون کی استدعا پر علی برادران کا تار پھر پڑھا گیا۔ اور اُس کا ترجمہ سُنایا اسپر اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا۔

اسکے بعد تین رزرلیوشن حسب ذیل پیش ہوکر پاس ہوے۔

(۱) آل انڈیا مسلم لیگ ہز مجسٹی (ملک معظم) کی ذات اور تخت سے حضور خراج اطاعت پیش کرتی ہی۔ اور مسلمانان ہند کی مستحکم اور مسلسل وفاداری کا یقین دلاتی ہی۔ یہ رزلیوشن احترام کھڑے ہوکر پاس کیا گیا۔

(۲) آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ جلسہ قوم کے عمیق احساس نقصان کو ضبط تحریر مین لاتا ہی۔ جو شیخ محمد عمر صاحب مرحوم بیرسٹرایٹ لا امرتسر و سکرٹری انجمن ترقی تعلیم مسلمانان کو اندوہناک اور ناوقت وفات سے اُسے برداشت کرنا پڑا۔

(۳) آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ جلسہ نواب سید محمد صاحب رئیس مدراس کی افسوسناک اور نا وقت وفات پر اظہار رنج والم کرتا ہی۔

اخیر مین جناب صدر نے فرمایا۔ برادران اِس سے پہلے کہ جلسہ ختم ہونے کا اعلان

کیا جائے۔ کونسل کی خواہش ہو کہ یہ ظاہر کر دیا جاوے کہ اس اجلاس کے ساتھ ہم پوری ہمدردی کا اظہار کرتے ہین۔ برادران آپ کو واضح رہے کہ یہ تنہا وہ جماعت ہو جو اپنے قومی جذبات اور حسیات کو گورنمنٹ کے سامنے پیش کرتی ہو۔ صاحبان اب عزلت نشینی کا زمانہ نہین ہو۔ بلکہ موجودہ وقت اس امر کا مقتضی ہو کہ صوفیا خانقاہون سے۔ علما اپنی درسگاہون سے باہر آئین اور میدان عمل مین قدم رکھین۔ سب کا متفقہ فرض ہو کہ ان امور مین دلچسپی لین اور اپنے طرز عمل سے اس تحریک کو زندہ اور برقرار رکھین مجھے امید ہو کہ آپ جب کل تشریف لائینگے تو اپنی پوری دلچسپی کا اظہار کرینگے کل بارہ بجے اجلاس شروع ہوگا۔ چونکہ ہمارے عزیز و محبوب بھائی محمد علی شوکت علی صاحبان صبح تشریف لانے والے ہین۔ اُن کا جلوس نکلے گا۔ آپ اس مین ضرور شامل ہون۔ اسکے ساتھ خلافت کانفرنس کا اعلان کیا گیا کہ بجائے ۳۰ کے ۳۱ کی شام کو ہوگا۔ اسوقت کونسل سے یہ بزور خواہش کی گئی کہ جیسا ملک معظم کے لیئے رزولیوشن پاس کیا گیا ہو۔ ویسا ہی ارادتمندانہ رزولیوشن اپنے روحانی سلطان المعظم خلیفۃ المسلمین ترکی کے لیئے ہونا چاہیئے۔ جسپر قرار پایا کہ خلافت کانفرنس کے موقع پر پاس کیا جاویگا۔

جلسہ برخاست

آل انڈیا مسلم لیگ کا بارھوان اجلاس

منعقدہ ۳۰ ر دسمبر سہ شنبہ بوقت ۱۲ بجے قبل دوپہر

نشست اوّل

جناب صدر ٹھیک بارہ بجے تشریف لائے، پلیٹ فارم پر علما مشائخ اور بیرسٹر و وکلاء کے علاوہ قوم کے مشہور لیڈر بھی رونق افروز تھے۔ صاحب صدر نے فرمایا کہ آجکی کارروائی پروگرام کے موافق شروع ہوتی ہو اور سکرٹری صاحب سالانہ رپورٹ پڑھین گے چنانچہ صاحب سکرٹری نے اپنی رپورٹ پڑھنی شروع کی، رپورٹ طویل تھی۔ اس لیئے اس کا جب کچھ حصہ پڑھا جا چکا۔ تو صاحب صدر نے فرمایا۔ اگر یہ منظور کیا جائے کہ رپورٹ پڑھی ہوئی سمجھی گئی ہو۔ تو اور کارروائی شروع کی جائے۔ ڈاکٹر مختار احمد صاحب انصاری نے تائید کی۔ اور فرمایا کہ جو کچھ سکرٹری صاحب نے پڑھکر سنایا ہو اسکی بنا پر مین کہ سکتا ہون کہ اپنے فرائض کو انجام دینے مین کوئی امکانی کوشش باقی نہین رہی۔ رپورٹ بہت واضح ہو۔ اور مطبوعہ ہو۔ آپ کے ہاتھون مین ہو۔ آپ بوقت فرصت ملاحظہ فرما سکتے ہین۔ اس لیئے مین تائید کرتا ہون کہ رپورٹ پڑھی ہوئی سمجھی جائے۔ موید شیخ برکت علی صاحب

صاحب صدر نے فرمایا۔ بالاتفاق پاس ہو۔ جواب مین کہا گیا کہ بالاتفاق پاس ہو کوئی اختلاف نہین۔

برانچز لیگ کی رپورٹ پیش کرنے کا قانون

صاحب صدر نے فرمایا۔ میرے پاس ایک سوال پہونچا ہو جسمین دریافت کیا گیا ہے کہ کونسل لیگ کے مرتبہ قوانین مین کوئی ایسا قانون بھی ہو جسکی بنا پر برانچز لیگ بھی اپنی

رپورٹ پیش کر سکتی ہین۔ جواب یہ ہی کہ اسوقت تک کوئی قانون نہین ہی۔

اعتراض چودھری غلام حیدر خان نے کہا کہ آپ نے پاس کر دیا ہو کہ رپورٹ پڑھی سمجھی جائے۔ مین اسکے خلاف ہون۔ میری خواہش ہو کہ رپورٹ پڑھی جائے۔ تاکہ ہم سال بھر کی کارگذاریون کو ملاحظہ کر سکین اور معلوم کرین کہ سال بھر مین کیا ہوا۔

ترمیم قواعد صاحب صدر نے فرمایا جب ایک تجویز پاس ہو چکی ہو تو وہ دوبارہ پیش نہین کی جا سکتی۔ اسوقت آپکے سامنے لیگ کے قواعد کی ترمیم پیش ہوتی ہو۔ اِس پر غور کیجئے۔ مین یہ ظاہر کر دینا چاہتا ہون کہ راے دینے کا حق صرف آل انڈیا مسلم لیگ کے ممبرون کو حاصل ہو۔ پس راے وہی دین جو اُسکے ممبر ہون۔ دیگر اصحاب کسی راے کے موافق یا مخالف ہاتھ بلند نہ کرین۔

قواعد کی کاپیان کہا گیا کہ قواعد کی کاپیان تقسیم ہونی چاہیئے۔ تاکہ ہم بھی کارروائی مین دلچسپی لے سکین۔ چنانچہ کاپیان تقسیم کی گئین۔ سکرٹری صاحب نے فرمایا کہ یہ قواعد پہلے دہلی کے اجلاس مین چند ضروری ترمیمون کے لیئے پیش ہوے۔ مگر بوجہ دیگر ضروری کامون کے پاس نہو سکے۔ پھر تجویز ہوا کہ علیگڈھ مین پیش ہون۔ چونکہ وہان بھی کوئی انتظام یہ ہوا اِس لیئے اب پیش کیئے جاتے ہین۔ آپکی توجہ اِدھر مبذول کرانے کا شرف حاصل کرتا ہون۔ چنانچہ قواعد کی دفعات مع ترمیمات سنائی گئین۔ اور سکرٹری صاحب نے کہا کہ میرا مقصد یہ ہو کہ مین آپ کی توجہ ان ترمیمات کی طرف دلاؤن جنکو کونسل نے منظور کیا ہو۔ پھر مسودہ بغرض ترمیم قواعد پیش کیا گیا۔

دفعہ (۱)

اِس انجمن کا نام آل انڈیا مسلم لیگ ہوگا۔

صاحب صدر نے اِسکے متعلق راے دریافت کی۔ مولانا ابو القاسم نے کہا کہ

میری راے مین اس مین کسی قدر تبدیلی کی ضرورت ہی۔ مین چاہتا ہون کہ پورا نام عربی مین ہو جائے۔ اسپر تبادلۂ خیالات ہوا۔ اور آخر وہی نام رہا جو پہلے سے ہے "آل انڈیا مسلم لیگ"۔

دفعہ (۲)

اس لیگ کے اغراض حسب ذیل ہونگے۔

(الف) اس ملک کے باشندون مین تاج برطانیہ کے ساتھ وفاداری کے خیالات کو قائم رکھنا اور ترقی دینا۔

(ب) مسلمانان ہندوستان کے پولیٹیکل و دیگر حقوق و منافع کی حفاظت کرنا اور ترقی دینا۔

(ج) مسلمانون اور ہندوستان کی دوسری اقوام کے درمیان دوستی اور اتحاد کو ترقی دینا۔

(د) بلا اسکے کہ اغراض مذکورالصدر پر کوئی مضر اثر پڑے تاج برطانیہ کے ظل عاطفت مین سیلف گورنمنٹ کے ایک ایسے طریقہ کا قانونی ذرایع سے حاصل کرنا جو ہندوستان کے مناسب حال ہو۔ یعنی علاوہ دیگر وسائل کے موجودہ نظام سلطنت مین مسلسل اصلاحات کرنا۔ قومی اتفاق کو ترقی دینا۔ باشندگان ہندوستان مین پبلک اسپرٹ (قومی جذبہ) کو بڑھانا اور دوسری اقوام ہند کے ساتھ اغراض مذکورۂ بالا کے لیئے متفقہ کارروائی کرنا۔

صاحب صدر نے فرمایا کہ اس دفعہ پر ایک ضمن کے متعلق جدا جدا راے لی جائے گی چنانچہ پہلے (الف) کے متعلق راے دریافت کی جاتی ہی۔ مسٹر ممتاز حسین بیرسٹر نے کہا کہ اس مین لفظ "ترقی دینا" حذف کر دیا جائے۔ کیونکہ ہماری وفاداری مسلم ہی۔ اور اس لفظ کے ہونے سے یہ مطلب نکلتا ہو کہ ہماری وفاداری مین ابھی کمی ہی۔ جسکو ترقی دینا مطلوب ہی۔ ہم اس سے زیادہ وفاداری کا کیا ثبوت دے سکتے ہین کہ دوران جنگ مین ہم مسلمان اپنے

ہم مذہب مسلمانوں کے ساتھ سلطنت انگلیشیہ کی طرف سے لڑے ہین۔

اسی طرح (ج) ہ کے متعلق کچھ تبدیلی کرنے کا خیال ظاہر کیا۔ اور دیگر اصحاب نے بھی تائید و تردید مین کچھ بیان کیا۔ اس پر صاحب سکرٹری نے فرمایا۔ برادران اغراض اور قواعد دو جُدا جُدا ہین۔ وقت کم ہو۔ اسکو ملحوظ رکھکر کام کرنا چاہیئے۔ واضح رہے کہ ان اغراض کو لکھنؤ کے جلسہ مین بڑے حزم و احتیاط اور غور و بحث کے بعد پاس کیا گیا ہو۔ اگر اسوقت ان پر از سر نو غور کیا گیا تو بڑا وقت صرف ہوگا۔ مین اپیل کرونگا کہ ضروری باتون پر غور ہونا چاہیئے۔

مسٹر جناح کی تشریف آوری مسٹر جناح ٹرکی ٹوپی زیب سر کیئے ہوے سٹیج پر آلے۔ ان کا تعارف کراتے ہوے صاحب صدر نے فرمایا۔ کہ وہ اُردو مین چونکہ اچھی طرح خیالات ظاہر نہین کر سکینگے۔ اس لیئے انھین انگریزی مین تقریر کرنے کی اجازت دی جائے۔ بعد مین ان کی تقریر کا ترجمہ سُنا دیا جائیگا۔ حاضرین نے منظور کیا۔ اور مسٹر ممدوح نے تقریر کی جسکا مطلب یہ تھا کہ قواعد جو بڑے غور و خوض کے بعد تیار کیئے گئے ہین انھین اسوقت تعجیل کاری سے تغیر و تبدل نہ کرنا چاہیئے۔ اسوقت تک کوئی وجہ معقول پیش نہین کی گئی۔ اس لیئے مین کہونگا کہ جو اغراض پاس شدہ درج ہین وہی رہنے دین بجائے ترمیمات کو پیش کرکے وقت ضایع نہ ہونے دین ہمارے سامنے بہت بڑا کام ہو جو کرنے کو باقی ہو۔ اسپر غور کرنا چاہیئے۔ ہمارا فرض ہو کہ ہم اہم کام پر غور کرین۔ اور فروعات مین زیادہ مصروف نہون۔ ورنہ اندیشہ ہو کہ اصل کام رہ جاویگا یا بوجہ احسن نہ ہوسکے گا۔

انکے بعد مسٹر برکت علی نے تقریر کی۔ اور پھر صاحب صدر نے دوبارہ اعلان کیا کہ ہر ایک معاملے پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے۔ اور رائے دیتے وقت اس امر کو ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ وہ جس امر کے موافق یا مخالف رائے دیتے ہین اُسکو انھون نے اچھی طرح سمجھ لیا ہو نیز رائے دینے والے آل انڈیا مسلم لیگ کے ممبر ہون۔ دیگر اصحاب (جو ممبر نہون) خاموش

رہین۔ اسکے بعد ضمن (ب) (ج) (د) پر گفتگو ہوتی رہی اور مناسب طریقہ سے پاس کی گئی اسکے بعد دفعہ (۳) پیش ہوئی اسکے پاس کرنے مین زیادہ وقت خرچ ہوگیا۔ اور یہ بھی کسی قدر ترمیم کے ساتھ پاس ہوئی۔ پھر نماز ظہر کے لیئے جلسہ برخاست ہوا۔

دوسری نشست ۳ بجے

صاحب صدر نے فرمایا۔ کہ آپ حضرات کی دلچسپی کے لیئے مناسب معلوم ہوتا ہو کہ ترمیم قواعد کا مسودہ جو پیش کیا جا رہا ہو۔ اسکو کسی دوسرے وقت پر اُٹھا رکھا جاے۔ اور اسوقت وہ تجاویز پیش ہون جن کا اظہار اس مجلس مین ضروری ہی لہذا قرار پایا ہو کہ کل صبح اس جلسہ سے پہلے ایک خاص جلسہ منعقد کیا جاویگا۔ جسمین صرف آل انڈیا مسلم لیگ کے ممبر ہی شامل ہوسکینگے۔ ان قواعد کو بسہولت طے کرنیکے لیئے اسوقت ضروری سمجھا گیا کہ چند اصحاب کی کمیٹی اسوقت مرتب کرلی جائے جو غور و خوض کرنیکے بعد مجلس مین پیش کرسکین لہذا میان فضل حسین۔ مولوی محمد علی۔ آنریبل ابوالقاسم۔ مسٹر ممتاز حسین بیرسٹر و سکرٹری صاحب اس کام کے لیئے مقرر کیے جاتے ہین۔ یہ اصحاب غور کرنے کے بعد کل صبح پیش کرینگے اور کل ۹ بجے سے ۱۱ بجے تک ایک جلسہ اسی غرض کے لیئے منعقد ہوگا۔ جو اصحاب آل انڈیا مسلم لیگ کے ممبر ہون وہ اسمین ضرور شامل ہون۔ تجویز ہوا کہ اگر میان فضل حسین صاحب بوجہ ملالت طبع تشریف نہ لاسکین تو اُن کی جگہ پر آغا صفدر حسین کام کرین سب نے اسکو پسند کیا اور دیگر کارروائی شروع کی گئی۔ اور

رزولیوشن نمبر ۵

آغا محمد صفدر صاحب کی طرف سے پیش کیا گیا جسکا مضمون یہ ہی:۔

یہ موجودہ اجلاس آل انڈیا مسلم لیگ گورنر بمبئی کا شکریہ کونسل مین اس بات پر

اعلان کرنے کی بابت کہ مذہبی معاملات مین گورنمنٹ سختی کے ساتھ غیر جانبدار ہی اور ایک عام ده مین شایع کرنے کی نسبت ادا کرتا ہی- اسکے ساتھ ہی اجلاس لیگ بعض سندھ افسرون کے طریق عمل کی جو مسئلہ خلافت کے متعلق ان سے ظاہر ہوا ہی بجانب گورنمنٹ تفصیلی تحقیقات ہونے کی بہت زور سے ضرورت جتاتا ہی-

اسپر صاحب محرک نے فرمایا: کہ حضرات! آپنے دیکھا ہوگا سرکاری ملازم اپنے فرائض کی ادائگی بخیر و خوبی نہین کرتے ہین- جو گورنمنٹ کے قانون حکومت کے لیئے نامناسب ہے سندھ مین بعض سرکاری افسر اس بات کی کوشش کر رہے ہین کہ خلافت کے متعلق پبلک اسپرٹ کو ملیامیٹ کر دین- یہانتک کہ کوئی یہ نہ کہنے پائے کہ باوجود مسلمان ہونیکے اُسے ترکی علاقہ یا سلطان المعظم ترکی کے ساتھ کس قسم کی ہمدردی ہی- افسوس ہو کہ وہ بجاے اِسکے کہ اپنے فرائض کو عمدگی کے ساتھ ادا کرین اور لوگون کو حق بات کہنے سے نہ روکین- وعلمائے اسلام کو ڈراتے ہین- اور لوگون کے جذبات کو دبانے کے لیئے سعی ناواجب کرتے ہین- آخر سندھ کے مسلمانون نے اپنے اعلیٰ افسر سے اُن کے ماتحت عمال کے اس رنج دہ طرز عمل کی شکایت کی اور اس پر اگرچہ گورنر بمبئی نے بڑی مہربانی سے یہ حکم دیا کہ کسی کے مذہبی امور مین مداخلت نہ کی جائے- مگر تاہم وہ سلسلہ کم و بیش جاری ہی- اور مسلمانون کو ڈرایا جارہا ہو کہ اِس لیے اسوقت حکومت بمبئی سے اسکے متعلق مطالبہ کرنے کا اہم سوال درپیش ہو کہ ایسے افسرون کو مناسب ہدایت کی جائے تاکہ آئندہ کسی تشویش یا تکلیف کے رونما ہونے کا خطرہ نہ رہے-

موید:- مولوی محمد اکرم صاحب کلکتہ (بنگال) صاحبان! اس رزولیوشن کے دو جز وہین ایک یہ کہ سندھ مین سرکاری افسرون نے جو اس بارہ مین کوشش کی تھی کہ مسلمان اس مین دلچسپی نہ لین اسکے خلاف صداے احتجاج بلند کی گئی جبپر گورنر صاحب بمبئی نے اعلان کیا کہ ہم کارکنان حکومت کو تنبیہ کرتے ہین کہ وہ خلافت کے معاملہ مین دخل نہ دین-

گورنر کے اس مناسب حکم کا ہم شکریہ ادا کرتے ہین۔

دوسرا حصہ یہ ہو کہ گذشتہ زمانہ مین جو افسران حکومت کی طرف سے مخالفانہ کارروائیان ہوئی ہین۔ اُن کے متعلق ہماری پُرزور خواہش ہو کہ اُن کی تحقیقات کی جائے جنھون نے قانون اور اپنے فرائض کو بالائے طاق رکھکر من مانی کارروائیان کی ہین۔ ان کو بعد ثبوت سرزنش کی جائے۔ جو دوسرون کے لیئے باعث عبرت اور نظیر ہو۔

اگر آپ دریافت کرینگے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ خلافت کے معاملہ مین ہر جگہ ریشہ دوانیان کی جاتی رہین ہین۔ یہانتک کہ علما اور مدارس کے ذریعہ سے درپردہ اور ظاہر مخالفت کرائی جاتی رہی ہو۔ ان کی طرف بھی توجہ دینے کی ضرورت ہو۔

مسٹر لال محمد خان صاحب گوجرانوالہ نے کہا۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ میرے ساتھ بھی یہ واقعہ پیش آچکا ہو۔ اور وہ اخبارات مین نکل چکا ہو۔ مین کہتا ہون جہان آپ گورنر بمبئی کا شکریہ ادا کرتے ہین۔ وہان پنجاب کے لاٹ صاحب سے بھی استدعا کرین کہ اس معاملہ مین جو سرکاری افسر مداخلت کرتے ہوے سختی اور دباؤ سے کام لے رہے ہین۔ اُن کو تنبیہ یا مناسب ہدایت فرمادین۔ ایسلیئے جو مقرر صاحب تقریر کرین۔ اس امر پر بھی گفتگو کرین کہ لاٹصاحب پنجاب کی توجہ ادھر مبذول کرائی جاوے کہ ان کے ماتحت افسر مسلمانون کے مذہبی مراسم و احکام مین مداخلت کرنے سے باز رہین۔

مین افسوس سے ظاہر کرنا چاہتا ہون۔ ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ کی طرف سے مجھ سے کہا گیا کہ تم مہاتما گاندھی کو خلیفہ کیون نہین تسلیم کر لیتے۔ مین چاہتا ہون کہ مسلم لیگ کی طرف سے اس مُسلّم آزار تحریک پر جو اخلاقاً ناواجب اور ناروا ہو نفرت کا اظہار کیا جائے (چنانچہ ہر طرف سے شیم شیم کا نعرہ بلند ہوا)

صاحب صدر نے فرمایا کہ رزولیوشن نمبر ۸ جو آغا محمد صفدر نے پیش کیا۔ اور مولوی محمد اکرم نے تائید اور مسٹر لال محمد خان نے مزید تائید کی پاس کیا جاتا ہو۔ باتفاق قرار پاس ہوا۔

رزولیوشن نمبر ۶

یہ کہ مسلمانون کی پُر زور خواہش کو مد نظر رکھتے ہوے کہ اُن کے مفاد کا تحفظ مستقل طریق سے ہو۔ آل انڈیا مسلم لیگ گورنمنٹ سے اصرار کرتی ہی کہ حسب ذیل طریقے حفاظت کے آئندہ اصلاحات مین رکھے جائین۔

(الف) مسلمانون کی نیابت سرکاری ملازمتون مین مناسب اور معقول ہو۔

(ب) مسلمانون کی نیابت سرکاری یونیورسٹیو مین اس تناسب سے ہو جس تناسب سے اُن کی نیابت اس صوبہ کی قانون ساز کونسل مین ہی جہان وہ یونیورسٹی قائم ہو۔

(ج) اردو زبان اور فارسی رسم الخط ان صوبون کی سرکاری عدالتون اور پبلک دفترون مین جہان یہ اس وقت مروج ہو قائم رہے۔ اردو زبان ابتدائی تعلیم کا ذریعہ ان صوبون مین رہے۔

(د) مسلمانون کو اُن کے مذہبی رسوم و رواج مین بلا کسی قیود کے سہولتین حمائت اور امداد بہم پہونچائی جائے گی۔

تقریر جناب مسعود الحسن صاحب بیرسٹر (مراد آباد)

یہ ایک ایسی قرارداد ہی جو مختلف صورتون مین مسلم لیگ کے اجلاسون مین پیش ہوتی رہی ہو۔ اب جبکہ "ریفارم اسکیم" معرض ظہور مین آگئی ہو۔ اور ہندوستانیون کو حقوق سے بہرہ اندوز کیا جا رہا ہی۔ ہندو مسلمانون کے اتفاق و اتحاد کی دیوارون کی بنیادین مضبوط چٹانون پر رکھی گئی ہین۔ اس قرارداد کا پیش کیا جانا نہایت ضروری تھا۔ اب وہ وقت نہین رہا کہ گورنمنٹ ہم سے کہے کہ "تم دیگر اقوام ہند سے اتفاق کرو۔ اب باہمی اتفاق کی کڑیان مضبوط ہوگئی ہین۔ اور زمانہ آگیا ہو کہ ہم کہین کہ ہمین وہ حقوق عطا کیئے جائین جن سے قومون کی زندگی قیام و دوام حاصل کر سکتی ہو۔ ہندؤن سے ہمارا اتفاق ہو مگر جب تک ہمین وہ حقوق

نہین ملینگے - ہم کبھی چین سے نہین بیٹھین گے - مین کہون گا کہ جن باتون سے گورنمنٹ ہند و مسلمانون کو آمادہ پیکار کرتی رہی ہو ان کو ہمیشہ کے لیئے ایک دفعہ ختم کردو۔

یہ نامناسب معلوم ہوتا ہو کہ ہم کو کچھ حق زیادہ ملین اور دوسرون کو کم نہین بلکہ ہمارا حق ہمکو دیا جائے - اور ہمین یقین ہو کہ برادران وطن اعتراض نہین کرینگے جب تک آپکی اپنی یونیورسٹیان نہون - میدان تعلیم مین آپ دوسرون پر بازی نہین لیجا سکتے - اسوقت تعلیم کی حالت یہ ہو کہ گورنمنٹ جو حقوق دیتی ہو وہ سارے اُمس کے اپنے ہاتھون مین ہوتے ہین - اس کا نتیجہ یہ ہو کہ تعلیم کی حالت خراب ہو - رپورٹ کو دیکھتے ہوے یہ ضرورت محسوس ہوتی ہو کہ آیندہ یونیورسٹیون مین اپنے حقوق کا تحفظ کیا جائے - ہماری تعداد یونیورسٹی فیلوز اور پروفیسرز مین کافی کی جائے - مین پنجاب سے واقف نہین ہون - یوپی مین ہماری نیابت اسقدر کم ہو کہ ہم اپنی آواز بلند نہین کرسکتے - اگر ایم او کالج نہوتا تو شاید اتنی بھی نہوتی - کوئی قوم جب تک تعلیم اُسکے اپنے ہاتھ مین نہو کبھی ترقی نہین کرسکتی - اور تحفظ حقوق کی مکمل صورت یہی ہو کہ ہر ایک قوم کو کافی حصّہ دیا جائے۔

مسلمانون کی ترقی زبان سے وابستہ ہو - ضرورت ہو کہ اُردو زبان فارسی حروف مین ہو - اس زبان مین ہم ہمیشہ سے لکھتے ہین اور لکھتے رہینگے - اور جب تک بدن مین روح اور روح مین قوت ہو اردو کو فارسی حروف مین رکھینگے - اور دنیا کی کوئی طاقت ہمکو نہین روک سکتی - جہان مسلمان اردو زبان بولتے ہین - گورنمنٹ کا فرض اولیٰ ہو کہ وہان اُردو کی ہستی قائم رہے - اور تمام دفاتر کی کارروائی اردو زبان مین ہو۔

آخری معاملہ نہایت اہم ہو اور وہ آپ کی مذہبی آزادی سے متعلق ہو - کوئی شخص اُن کی مخالفت نہین کریگا - دنیا کی کوئی قوم ہو وہ فطرتاً آزاد ہو - برطانیہ اس بات کا مدعی ہو کہ وہ آزادی پسند ہو - اِس دعوے کو اب ثابت کرنے کا وقت ہو - ہم چاہتے ہین اور بڑے زور سے کہتے ہین کہ ہمکو پوری مذہبی آزادی حاصل ہونا لازمی ہو - جمعہ ہو یا دوسرے

اوقات کی کوئی نماز ہو" کوئی مذہبی معاملہ ہو اس مین کسی قسم کی مداخلت ہم جائز نہین رکھ سکتے۔ مسلمانون کے لیئے مذہب و پالٹیکس دو چیزین ہین۔ دونون کا تحفظ ہماری قومی ہستی کے لیئے لازمی ہی۔ ہم کو اپنے فرائض کی ادائیگی مین پوری آزادی ملنا ضروری ہی۔ مسلمانونکی اب آنکھین کھل گئی ہین۔ اور وہ اپنے حقوق پوری طور سے حاصل کرنے مین کوئی کوشش باقی نہ رکھینگے۔ اسکے یہ معنی نہین کہ ہم دوسری قومون کو کوئی نقصان پہونچانا چاہتے ہین بلکہ ان سب معاملات کے طے ہو جانے سے واقعی اتحاد ملکی و قومی کی بنیاد پوری طور سے مستحکم ہو جائے گی۔ اور کوئی بیرونی قوت پھر اسکو کمزور نہین کر سکتی۔

تقریر مولوی فضل الرحمن صاحب ایڈیٹر اخوت

اس رزولیوشن مین وہ مسئلہ پیش کیا گیا ہو جو سیاسی اور قومی مفاد کے لیئے ضروری ہو۔ جسکے بغیر ہم بحیثیت ایک زندہ قوم کے باقی نہین رہ سکتے۔ پہلا معاملہ مسلمانون کی نیابت سرکاری ملازمتون مین پیش کیا گیا ہو جو نہایت معقول اور ضروری ہی۔ آجکل سرکاری ملازمتون مین مسلم تعداد بہت کم ہی۔ اگر مسلمان کہین زیادہ ہین تو وہ پولیس کا محکمہ ہی۔ جو اپنی مذموم کارروائیون سے بدنام ہی۔ اور یہ افسوس کا مقام ہی کہ ہم بوجہ مذموم کامون کی طرف راغب ہونے کے اس محکمہ مین زیادہ ہین۔ ذمہ دار عہدون مین ہماری تعداد مختصر ہی۔ تعلیم مین صنعت و حرفت مین۔ تجارت مین۔ اور دیگر شعبون مین مسلمانون کی تعداد بہت کم ہی۔ ہمین چاہیئے کہ جب ہم اپنے لیئے بڑے سے بڑے جائز حقوق کا مطالبہ کرین وہان ہمین جزئیات سے اعتراض نہ کرنا چاہیئے۔ چھوٹے حقوق اور چھوٹی اسامیان بھی کم مفید نہین ہوتین۔ یونیورسٹیز کا مسئلہ ایک اہم مسئلہ ہی۔ جہان ہمارے بچے تعلیم پاتے ہین۔ چونکہ ان کی تعلیم کا نصاب مفید نہین اور نہ ہمارے موافق ہوتا ہی جسکو پڑھکر بچے تیار ہوتے ہین۔ اس لیئے جب تک ادھر توجہ مبذول نہ کی جائے گی ہمین بہت خسارہ رہے گا۔

اسی طرح تاریخ کا معاملہ جب ہمارے سامنے آتا ہی تو ہم اس موجودہ تاریخ سے ناقص کوئی چیز نہین پاتے۔ ہم دیکھتے ہین کہ تاریخ مین ایسے دور از واقعات اور من گھڑت افسانے بڑھے جاتے ہین۔ جو طالبعلم کو آگے چلکر بجاے مفید ہونے کے مضر ثابت ہوتے ہین۔ اور وہ سمجھتا ہو کہ مین نے اُن کے مطالعہ مین فضول وقت ضایع کیا ہی۔ مثلاً جب کسی کے ظلم وستم کی داستان پیش کرنی ہوتی ہی تو اورنگذیب کا نام پیش کردیا جاتا ہی۔ اور جب کسی کو عیاشی کا ذکر کرنا مقصود ہوتا ہی تو جہانگیر کا نام لیا جاتا ہی۔ مہذب عیاشی کے ساتھ جب ہندو مسلم اتحاد کا واقعہ دکھانا مقصود ہوتا ہی تو اکبر کا نام نامی پیش کردیا جاتا ہی۔ اور یہ کہا جاتا ہی کہ وہ بالکل بے تعصب تھا۔ اور اس اتحاد کی بدولت وہ اپنے مذہب کی بھی پرواہ نہ کرتا تھا۔ اس قسم کی تاریخین ہین جو غلط بلکہ اغلط واقعات سے ملو ہین۔ اور ہمارے بچوّن کو ازبر کرائی جاتی ہین۔ وہ تاریخی کتابین جن مین اس قسم کے واقعات مندرج ہین اس قابل ہین کہ اُن کو ایک جگہ جمع کرکے ان کا انبار لگایا جاوے۔ اور اُن کو دیا سلائی دکھاکر تودہ راکھ بنا دیا جاوے۔

صاحبان اسی کا نتیجہ ہو کہ ہمارے بچے جب تعلیم پاکر نکلتے ہین تو اُن مین ایک دوسرے کے خلاف نفرت آمیز جذبات موجود ہوتے ہین۔ یہ قصور ان کا نہین بلکہ ہمارا قصور ہی۔ کہ ہم اُن کے ہاتھ مین ایک ایسا مصالحہ دیتے ہین جو ہر طرح قابل اعتراض ہی۔ اب زمانہ آگیا ہی کہ ہم دیگر مفید تبدیلیون کے ساتھ اِس مین بھی ضروری تبدیلی کرین۔

اردو زبان کے متعلق تذکرہ فرماتے ہوے کہا کہ زبان قومی جذبات وحسیات کی ترجمان ہوتی ہی۔ بلکہ قومی زندگی کی روح۔ اِسکی اصلاح ضروری ہی۔ اِسکی کامیابی دراصل اپنی کامیابی ہی۔ زبان ہی ایک ایسی چیز ہی جس سے قومی روایات کی تازگی اور قومی جذبات کو نشو ونما پانے کا موقع حاصل ہوتا ہی۔ ہمین یہ دیکھکر افسوس ہوتا ہی کہ ہم اس ملکی زبان کی کماحقہ قدر نہین کرتے۔ بلکہ ایسا دیکھا گیا ہی کہ ہمارے دوست اپنے پرائیوٹ خطوط مین بجاے

اردو کے انگریزی حرف استعمال کرتے ہین۔ جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہو کہ اُن کی طبایع انگریزی کی طرف زیادہ رجوع ہو جاتی ہین۔ اور اردو نیا سنیا ہونی شروع ہو جاتی ہو۔ اس زبان پر ایک اور بار یہی ڈالا جاتا ہو۔ وہ یہ کہ اسکی اصلاح کرنے اور اسے صاف و شستہ بنانے کے بجائے اسے نامرغوب سانچے مین ڈھالا جاتا ہو۔ یعنی ہمارے ہندو بھائی تو اس مین کثرت سے سنسکرت الفاظ شامل کر دیتے ہین۔ اور مسلمان عربی اور نیولائٹ کے حضلمین انگریزی کے رنگ مین رنگ دیتے ہین۔ ایک ہنود سے گفتگو کرنے کے لیئے سنسکرت یا ہندی بھاشا کے الفاظ سے ماہر ہونے کی ضرورت ہوتی ہو۔ اور ایک مسلمان سے عربی فارسی تعلیم سے بہرہ ور ہونے کی ضرورت۔ اسی طرح ایک انگریزی خوان سے گفتگو کرنے کے لیئے انگلش لٹریچر سے بہرہ ور ہونا ضروری ہو۔

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہو کہ صوبہ بہار سے اس کا استخراج عمل مین آرہا ہو اور ہم نے ادھر توجہ نہین کی۔ زبان کو ترقی دینے کا مسئلہ ایسا ہو جسکے بغیر وہ زندگی مشکل ہو جو زندگی کا مفہوم ادا کرنے والی ہو۔

صاحبان۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ترکی حریت کی بنیاد ملکی زبان پر ہو تمام یورپ کے علمی و ادبی سامان کے تراجم ترکی زبان مین ہو چکے ہین۔ لہذا اگر ہمین اپنی ترقی مطلوب ہو تو یہ ضروری ہو کہ ہم اُردو کو عالمگیر زبان قرار دیگر اور رسم الخط کو عام طور پر مقبول و ہر دلعزیز بنانے کی کوشش کرین۔

مذہبی پابندی کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ کہ سب سے اہم مسئلہ سیاسی رنگ مین مذہبی پابندیون کا ہو۔ جہان مذہبی پابندیان عائد ہون وہان حکام مذہبی رنگ مین دخیل ہوتے ہین۔ جمعہ کی نماز ہی کو لیجیئے۔ باوجود متواتر عرضداشتون اور کوششون کے ابھی تک سرکار کی طرف سے کوئی معتدبہ کارروائی نہین کی گئی۔ ہماری خواہش ہو کہ جب تک ہمارا یہ مسئلہ پورا نہو ہمین اپنی جد و جہد کا سلسلہ جاری رکھنا چاہیئے۔ ہمین اسوقت افسوس

ہوتا ہی جب ہم دیکھتے ہین کہ کالجون کی بے انتہا تعلیم مین طلبا، کو نماز ادا کرنے کا وقت نہین ملتا اور اس کا اثر یہ ہوتا ہو کہ نماز کا احترام اور اُس کا مفاد اُن کی نظرون سے گر جاتا ہی اور وہ پھر نماز تک کا نام بھی سننے کو غیر ضروری خیال کرتے ہین۔

مخالفانہ پہلو پر آغا محمد صفدر صاحب نے فرمایا کہ مین صاحب صدر کی اجازت سے حاضر ہوا ہون اور اپنے پیش کرو معزز رون کی پیش کردہ تجاویز کے کسی قدر خلاف کہنا چاہتا ہون۔ میری رائے مین ہمین ایسے مطالبات کی ضرورت نہین۔ ہم گورنمنٹ سے کیون التجا یا خواہش کرین کہ وہ ہمارے معاملات کو سلجھائے۔ ہم ہندوہی سے کیون نہ سمجھوتہ کرکے باہمی طور پر اپنے معاملات کا تصفیہ کرلین۔ جب اس سے پہلے ہم ۱۹۱۶ء مین ہندوون کے ساتھ بلکہ تقسیم کرچکے ہین تو اس وقت جبکہ متحدہ قومیت کا آغاز ہوچکا ہو اور اتحاد کی لہر ایک سرے سے دوسرے سرے تک پیدا ہوچکی ہی۔ تو یہی کرنا میرے خیال مین بالکل آسان بات ہی۔ اتفاق موجودہ سے مستفید ہوتے ہوے کیون نہ ہم ہندوؤن ہی سے فیصلہ کرین اور دونون قومین اپنے طور پر فیصلہ کرلین۔ صاحبان ہم نہین چاہتے کہ ہم قوی ہون ہم کمزور ہون۔ مگر سوال یہ ہو کہ جب ہم مشترکہ شاندار جلوس نکالتے ہین اور اُس مین شریک ہوتے ہین۔ متحدہ قوت تیار کررہے ہین۔ تو پھر ان امور کو نظر انداز کردیا جائے۔ جہانتک مین سمجھتا ہون ہمارے مطالبات کی چار جزو۔

پہلا یہ ہو کہ ہمارے گلے مین طوق غلامی پڑا ہوا ہی۔ ہم سرکاری ملازمتون مین رہکر قوم کا ساتھ نہین دے سکتے۔ ابھی آپنے سندھ کا ذکر سنا ہو وہ آمین یہ بھی سنا ہوگا کہ سرکاری ملازمون نے عشن کی مخالفت مین کوئی حصّہ نہین لیا۔ بلکہ وہ اپنی خوشی سے یا مجبوراً جشن صلح مین شریک نہین ہوئے پس آپ کو یقین ہونا چاہیئے کہ اسی طرح اگر کوئی اور وقت بھی آئے گا تو وہ آپ کے کام مین شریک نہ ہوسکینگے۔ اس لیے کہ اُن کے گلے مین طوق غلامی پڑا ہوا ہے اور وہ سرکاری ملازمت مین رہ کر ہماری کوئی مدد کرنیکے قابل نہین ہین۔ بلکہ باعث ضرر ہین۔

دوسرا یونیورسٹیز کا معاملہ ہی۔ بیشک یہ امر مفید ہی کہ ہمارا عنصر ان مین زیادہ ہونا چاہیئے مگر مین کہونگا کہ جسطرح ہم کونسلون مین تصفیہ کرچکے ہین۔ اسی طرح ہر صوبہ کے حصہ مین ہمین ہندؤن سے سمجھوتہ کرلینا چاہیئے۔ حکومت سے استدعا کرنے کی کیا ضرورت ہی۔

اِسی طرح مین اردو زبان کا حامی ہون۔ اور اس زبان کی خوبیون اور اوصاف کا معترف ہون۔ مگر مین یہ نہین چاہتا کہ حکومت سے التجا کی جائے کہ محکمون اور دفترون مین اُردو زبان مین کارروائی کرنے کا سرکاری حکم دین۔ اگر حکومت کی طرف سے مداخلت کی گئی تو پھر شکایت پیدا ہوگی۔ اور نہ ہمین اِس کارروائی پر زور دیتے ہوئے کِسی کے دِل دکھانے کی ضرورت ہی۔ بنگال۔ مدراس۔ بمبئی مین اگرچہ اردو بکثرت بولی جاتی ہی، مگر یہ محال ہے کہ وہان اُسکو سرکاری دفاتر مین رواج دیا جاسکے۔ میرے خیال مین اگر مسلمان عربی کے اور ہندو سنسکرت کے ادق الفاظ اسمین ملانے چھوڑ دین۔ تو اسمین بہت زیادہ ترقی کی امید ہوسکتی ہی۔ اور ہمین نظر آجاوے گا کہ جانبین کے اِس طرزِ عمل سے اِس مین کِس قدر خوشگوار ترقی ہوتی ہی۔ پس اِسکے متعلق حکومت سے استدعا کرنا فضول ہی۔ اور نگہداشت کی استدعا غیر ضروری ہی۔

چوتھا مسئلہ مذہب سے تعلق رکھتا ہی اور اس کا ظہور عید الضحی پر اکثر ہوا کرتا ہے جو فساد کی صورت اختیار کرلیتا ہی۔ ہمارے خیال مین اُن کا انسداد ہماری طاقت مین ہے جیسا کہ صدر صاحب نے اپنے خطبۂ صدارت مین بیان فرمایا ہی۔ اور وہ گائے کی قربانی ترک کرنے کا خیال ہی۔ اگر اس تجویز کو عملی جامہ پہنا دیا گیا تو آپ دیکھینگے کہ تمام فساد رفع ہوجائینگے اگر ہم نے اپنے ہمدرد و رفیق قوم کی رواداری کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسپر عمل کیا تو کوئی جھگڑا نہ رہیگا۔ پس مین بزور کہونگا کہ اپنے آگے بڑھنا ہی اور ترقی کے میدان مین گام زن ہونا ہے چھوٹی چھوٹی باتون کو نظر انداز کیجیئے تاکہ ہمسایہ اقوام سے تعلق روز افزون خوشگوار ہو۔

ان کے بعد نور محمد احمد میٹی تشریف لائے اور اُنھون نے کہا۔ کہ حضرات جو زرد پوشن

اسکے سامنے بغرض تصفیہ ہو جو رہی ہین اُسکی تائید کرتا ہون وہ ہر حالت مین ضروری ہے۔ میرے پہلے جو صاحب اسکی مخالفت مین کہہ گئے ہین۔ اُن سے بعض باتون مین مجھے اختلاف ہے۔ ہم دیکھتے ہین کہ اسوقت ایک نیا دور شروع ہوا ہے۔ ریفارم اسکیم کا مسودہ پاس ہوگیا ہے۔ سکیم اصلاحات کو حاصل کرنے کے لیئے۔ اپنے تئین لائق وقابل بنانے کی ضرورت ہے۔ ہمین سرکاری ملازمتون مین زیادہ حصّہ ملنا چاہیئے۔ جو صاحب ابھی اسکے خلاف کہہ گئے ہین انھون نے آنے والے زمانہ کو نظر انداز کر دیا ہے۔ ہم دیکھتے ہین کہ مسلمان تعلیم مین بہت کم ہین۔ اور اس کمی کا ازالہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ مسلمانون کو یونیورسٹیون مین کافی حصّہ ملے۔ ابھی کہا گیا ہے کہ ہمین اسکے لیئے آپس مین تصفیہ کرنا چاہیئے۔ مین کہتا ہون ٹھیک۔ مگر اُسوقت جب اس پر ہمارا اقتدار ہو گا۔ ابھی تک یہ معاملہ گورمنٹ کے ہاتھون مین ہے۔ اس لیے ہم اسکے لیئے گورمنٹ سے ہی اپنے حقوق کا مطالبہ کرسکتے ہین جب گورمنٹ سر پاس ہونے پر بھی ہم ہندؤن سے تصفیہ کرسکتے ہین جب دونون قومون کو سمجھ آ رہی ہے اور بیداری کے آثار دونون قومون مین پیدا ہو چلے ہین۔ اس لیئے اگر ہم کوئی گورمنٹ سے مطالبہ کرینگے تو ہمارے بھائی اسمین مخل نہونگے۔

مولانا محمد علی شوکت علی کی آمد

ابھی یہ تقریر ہو رہی تھی کہ مولانا محمد علی شوکت علی مولانا حسرت موہانی جلسگاہ مین تشریف لے آئے۔ اور اللہ اکبر کے متواتر نعرون سے پنڈال گونج اُٹھا۔

صاحب صدر نے فرمایا کہ موجودہ رزولیوشن پر جو بحث ہو رہی تھی اسکو اس وقت چھوڑکر ہم زیادہ خدمت کو انجام دینا چاہتے ہین۔ اور وہ ہمارے عزیز برادران محمد علی شوکت علی صاحبان کا خیر مقدم ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ ان دونون عزیز بھائیون نے جو اپنے ملک وقوم کی خدمات انجام دی ہین۔ وہ کوئی نہین بھول نہین سکتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ آج

اُن کا خیر مقدم کرنے کے لیے ایک زمانہ چشم براہ ہے۔ یہ ان کا وہ جلوس ہے جو سچے اسلام نے اُن کے دلون مین ودیعت کر دیا ہے۔ برادران ان کی جدائی پر شاق نہین۔ کیونکہ اس جدائی کے زمانہ مین وہ پہلے سے زیادہ مفید ہو کر آئے ہین۔ اسوقت ان کا نورانی سینہ بحفظ قرآن مجید منور ہو چکا ہے۔ اور ان باتون کو دیکھتے ہوے کہنا پڑتا ہے کہ خدا جس کام کو کرتا ہے اسمین کوئی مصلحت ہوتی ہے۔ کوئی نکتہ پوشیدہ ہوتا ہے۔ ہمین توقع ہے کہ ان دونون بھائیون سے جو خدمات خدائے برتر لینے والا ہے ان امور کو اب یہ بہتر طریقہ سے انجام دیسکینگے۔

برادران! آپ کا خلوص اُن سے جسقدر زیادہ ہوگا اسی قدر مفید ہوگا۔ گورنمنٹ کے شاہی اعلان کے مطابق جو ان کی رہائی عمل مین آئی ہے اسکے باعث ہم ایک جگہ جمع ہین۔ اور آج یہ دونون عزیز بھائی ہم مین موجود ہین۔ ایسی رہائی کے لیئے ہم دلی شکریہ سے قاصر ہین۔ اِس لیئے کہ ہم یہ جانتے ہین۔ کہ اگر مسلمانون کی پیہم درخواستون، میموریل۔ اور عرضداشتون پر گورنمنٹ اُن کو چھوڑ دیتی تو مسلمان سچے دل سے مناسب طریق پر شکریہ ادا کرتے۔ مگر جب مسلمان اپنی التجاؤن مین ناکام رہے۔ اور رنج و غصہ کی وجہ سے خاموش رہے۔ اور اُنھون نے دیکھ لیا کہ اُن کی درخواستون کو پامال کر دیا گیا۔ اُن کی عرضداشتون پر کوئی توجہ نہین دی گئی۔ تو انھون نے اپنی جبین نیاز کو احکم الحاکمین کے آگے خم کیا۔ اور اپنی کوششون کو خدا کی رضا پر چھوڑ دیا۔ اِس لیئے ان کی یہ رہائی گورنمنٹ کا ایک فعل ہے جو شاہی اعلان کے مطابق عمل مین آیا۔ اِس لیئے گورنمنٹ مسلمانون کے دلی شکریہ کی مستحق نہین ہے پس مین اِن دونون بھائیون کا آپکی طرف سے خیر مقدم کرتا ہون (اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا گیا)

ڈاکٹر محمد اقبال صاحب سٹیج پر تشریف لائے اور انھون نے فرمایا کہ:۔

جناب صدر و حضرات! علی برادران کے اِس جلسہ مین تشریف لانے پر جو قبلہ نے ارشاد فرمایا اسمین کسی اضافہ کی گنجائش نہین۔ یہ دونون بھائی قوم کے عزیز محبوب ہین۔ نہ صرف اِن خدمات کے عوض جو اُنھون نے قلمی۔ زبانی یا کسی اور طریق سے انجام دی ہین

بلکہ میرے خیال ناقص مین ایک بہت بڑی خدمت کی ہو جس نے اُنھین پہلے سے زیادہ مخدوم بنا دیا ہو۔ اس کا ذکر اسوقت ضروری ہو وہ خدمت ان کی دینی استقامت ہو علی برادران کی نظر بندی کا زمانہ اور ان کی دینی استقامت بمنزلہ ایک چٹان کے ہو جس پر مسلمانون کی سیرت کا آئندہ محل تیار ہوگا۔

صاحبان! یہ یاد رکھئے اگر اس قوم و مُلک مین علی برادران ایسے قابل اور سچے فرزندان اسلام ایک درجن ہی پیدا ہو جائین تو قوم کی سوشل و پولیٹکل اور دیگر حالتون کی اصلاح کے لیئے کافی ہونگے۔ کل مجھے معلوم ہوا کہ اُن کا تار آیا ہو اور توقع کی جاتی ہو کہ وہ کل صبح امرتسر پہونچین گے۔ اس موقع پر دو تین اشعار میرے خیال مین آئے۔ اور یہ قدرتی بات ہو کہ جو محبت اور اخلاص اُن سے مجھے ہو اُن کا کسی قدر اظہار ان اشعار مین کیا گیا ہو۔ چنانچہ حافظؒ کے مندرجہ ذیل شعر پر دو تین شعر موزون کئے ہین جو عرض کرتا ہون ؎

شہپرِ زاغ و زغن در بندِ قید و صید نیست
این سعادت قسمتِ شہباز و شاہین کردہ اند

ہے اسیری اعتبار افزا جو ہو فطرت بلند
قطرۂ نیسان ہو زندانِ صدف سے ارجمند

مشک از فر چیز کیا ہو اک لہُو کی بوند ہو
مشک بن جاتی ہو ہو کر نافۂ آہو مین بند

ہر کسی کی تربیت کرتی نہین قدرت مگر
کم ہین وہ طائر کہ ہین دام و قفس سے بہرہ مند

مولانا شوکت علی

ڈاکٹر اقبال کے بعد مولانا شوکت علی تشریف لائے اور انھون نے فرمایا۔ کہ صاحبان ۶ رمئی ۱۹۱۳ء کو فرنگی محل کے مبارک مکان مین مولانا عبدالباری قبلہ کے ساتھ ایک اقرار نامہ پر دستخط کیئے تھے جسکے الفاظ یہ تھے کہ:۔

مین شوکت علی اقرار کرتا ہون کہ کعبہ پر اگر مخالفانہ حرف آئیگا تو اُسکی حفاظت و بچاؤ

کے لیئے مین جان و مال سے قربان ہو جاؤن گا۔ اس عہد نامہ کی ایفاد کے لیئے جو کچھ ہو سکا مین کعبۂ مکرم کی خدمت کرتا رہا۔ بدقسمتی سے بعض ایسے واقعات پیش آ گئے جنکی وجہ سے ہماری کوششین رُک گئین۔ اور ہم اپنے فرائض مین عہدہ برآ نہو سکے۔ اس اثنا مین جہان ہمنے اور بہت سے گناہ کیے۔ وہان اس بارہ مین ہم سے تساہل رونما ہوا جسکے لیئے مین از حد نادم ہون۔ اور ڈرتا ہون کہ خدا ہمین معاف نہ کرے گا۔ افسوس ہو کہ دینی معاملات مین ہم نے مصلحت سے کام لیا۔ جو ہماری ضمیر فروشی کے علاوہ خسر الدنیا والآخرہ ہی۔ ہم رشتہ ناطہ کرتے ہین ٹیکس دیتے ہین۔ غرضکہ سب دنیوی کامون مین مصلحت کا لحاظ رکھ سکتے ہین۔ اُن کے کرنے کے لیئے حسب پسند صورت اختیار کر سکتے ہین۔ مگر جہان خدا و رسول کا معاملہ ہو وہ نہین چھوڑ سکتے۔ چونکہ اس بارہ مین ہم نے خاموشی اختیار کی اور مصلحت وقت کو مد نظر رکھا۔ اس لیئے جو کیا سو گناہ کیا۔ اب یہ کہکر مین آگے چلتا ہون کہ جو ہوا سو ہوا بیکار زولیوشن بغرض پاس کرنا کہ گورنمنٹ سے درخواست کی جائے۔ فضول ہو۔ آپ سوچ لیجیئے۔ کہ ان باتون سے کیا نتائج مرتب ہونگے وہی جو پہلے ہوے۔ آہ! میرے ساتھ جو حکومت کی طرف سے غیر منصفانہ برتاؤ روا رکھا گیا۔ مین اس کا ہر طرح مستحق تھا کیونکہ مین نے اپنے منصبی فرائض مین کوتاہی کی۔ اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آج ہم دیکھتے ہین کہ تمام مقدس مقامات ہمارے قبضے سے نکل چکے ہین۔ اگر ہم نے صاف صاف کہدیا ہوتا۔ اور مصلحت وقت کی پرواہ نہ کی ہوتی تو آج یہ دن دیکھنا نصیب نہوتا۔

ہمارے بڑے بڑے علماء قید مین تھے۔ اور وہ کچھ نہین کر سکتے تھے۔ ہم نے اس دوران مین وفاداری کی تجاویز پاس کی۔ لیکن سب بیسود۔ خدا سے مُنھ موڑ کر جو نتیجہ ہوا وہ ظاہر ہے اگر آپ چاہتے ہین کہ اسلام کی گئی ہوئی عظمت بحال ہو۔ خزان رسیدہ گلشن مین بہار اسلام کی تازگی آئے تو مصلحت کو چھوڑیئے۔ خدا سے مُنھ موڑ کر زندہ رہنے یا مرنے کے بجائے قید اچھی ہو۔ طرابلس اور بلقان کا زمانہ آپ کو یاد ہو۔ ہماری شیخیان اور مشورے کسقدر بالاتر

اور اُن کے مقابلہ مین غریب ترکون کو دیکھیئے جو اماکن مقدسہ کی حفاظت کے لیئے لڑتے رہے۔ اُنھون نے بھوک کی پیاس کی کوئی پرواہ نہ کی وہ محض اسلام کے لیئے لڑے۔ اور جان ومال سے قربان ہو گئے۔ کیا آج کوئی بہتر سے بہتر متقی سے متقی شخص دعوے سے کہ سکتا ہو کہ نہتے ترکون کے مقابلہ مین ہم نے دین کی کیا خدمت کی ہی؟ اسکا جواب عملاً نفی مین ہوگا۔ پس میرے خیال مین ہمین صاف صاف کہدینا چاہیئے کہ ہم خدا ورسول کی منشا، اور اُنکے احکام کے مطابق کام کرینگے تو ہمین اتفاق ہی۔ ورنہ مخالفت۔ وہ عالم جو خدا سے ڈرتے ہین وہ بیان فرمادین کہ اس مسئلہ مین اُنکی کیا راے ہی۔ مین نے ایک موقع پر صاف کہ دیا تھا کہ میرے مسلمان بھائی اس راے مین شامل ہین کہ ہمارے بھائی کامیاب ہون مسلمانون کے کسی عالم سے پوچھو کہ اگر خلیفۃ المسلمین اعلان جہاد کرے تو وہ کیا رویہ اختیار کرسکتا ہی۔ میرے خیال مین وہ صاف جواب دے گا کہ اگر اسے مذہبی آزادی کامل حاصل ہی تو وہ اس اعلان کی قدر کرے گا۔ اور اگر آزادی نہ ہو تو وہ کہیگا کہ مین ماتحت نہ رہون گا۔ پس جہاد ہمارا جزو ایمان ہی۔ اسوقت سب مسلمان مرد وعورات کا فرض ہو کہ وہ صاف کہ دین کہ ہمارے اماکن مقدسہ مین سے اگر ایک انچہ جگہ بھی اغیار کے قبضے مین جائیگی تو ۸ کروڑ مسلمان چین سے نہ بیٹھینگے۔ اور نہ بیٹھنے دینگے۔ (اسپر آواز آئی کہ ہندو بھی اسمین شامل ہین) ہم گورنمنٹ کے طرفدار ہین۔ اور اُسکی عزت وسلطنت کی حفاظت کے لیئے مخالف سے مقابلہ کرنے کو تیار ہین۔ مگر مقدس مقامات کو ایک انچہ نہ دینگے۔ پس صاحبان ان زبانی باتون کو چھوڑیے اور صاف کہ دیجیئے کہ اگر ہماری خواہش کے مطابق فیصلہ کیا گیا تو بہتر ورنہ ہم سے موافقت کی پھر تمنا نہ رکھیئے۔ مین چاہتا ہون کہ ایک وفد خلیفۃ المسلمین کی خدمت مین جاوے۔ اپنی کمزوریون اور اخلاص کا اظہار کرے۔ باقی یہ گفتگو بیکار ہی۔ اسوقت بڑے سے بڑے مقنن۔ علما۔ مقرر۔ شاعر۔ پالٹیکس کے ماہر موجود ہین۔ مین اس امر کا فیصلہ چاہتا ہون کہ ہمین برطانوی حکومت کی رعایا ہو کر رہنا چاہیئے۔ یا مسلمان بنکر۔ اگر آپ مسلمان

نہ رہنا چاہین تو میرا اسلام۔ اگر تم دُنیا کے طالب ہو تو خدا کی قسم دنیا کو مین خوب جانتا ہون کہ اس کا انجام رسوائی ہی۔ خدا ہم کو اور آپ سب کو توفیق دے کہ ہم اسکے بندے اور اسکے رسول کا سچا خدمتگزار ہونے کا شرف حاصل کرین۔ خدا کا خوف دلون مین بٹھا ئین۔ اور دنیوی خواہشات سے بے بہرہ ہو جائین۔

مولانا محمد علی

مولانا شوکت علی کے بعد مولانا محمد علی اللہ اکبر کے گونجتے ہوے نعرون مین تشریف لائے اور بولے۔ کہ صاحبان! ہم لوگ ساون کے اندھے ہین۔ جسوقت ہم نظر بند ہوے۔ تھے اسکو آج پونے پانچ برس گذرے ہین۔ اسوقت ایک مسئلہ ہمارے پیش نظر تھا۔ خدا شاہد ہی کہ اس پونے پانچ سال کے زمانہ مین ہر دن۔ ہر گھنٹہ۔ اور ہر لمحہ مین وہ مسئلہ ہمارے دل و دماغ سے دور نہین رہا۔ ٹھیک اسوقت جب ہم جیل سے نکل کر آئے ہین۔ تو اسوقت بھی پیش نظر تھا مجھے آزادی نہ تھی۔ بلکہ ہر مسلمان کو قدم قلم۔ زبان کی آزادی نہ دی گئی تھی۔ ہم نے اپنے جذبات کو کسی کافر کسی غیر اللہ کے ہاتھ نہین دیا۔ بحمد اللہ آج ہم آزاد ہین۔ اسی طرح سے جب مکہ فتح ہوا تھا جب رسول خدا صلعم نے فرمایا تھا۔ جاء الحق زھوقا۔

ہم خدا کے شکر گذار ہین کہ اُسنے پھر موقع دیا۔ جو خدمت ہم قیدخانہ مین کر رہے تھے وہ باہر انجام دینگے۔ اسوقت آپنے حضرت یوسف علیہ السلام کا وہ واقعہ سُنایا جو قرآن مین مذکور ہی، جب وہ مصر کے قیدخانہ مین تھے۔ اور لوگ اُن سے خواب کی تعبیر دریافت کرنے آئے تھے۔ حضرت یوسف نے فرمایا تھا کہ اے میرے قیدخانہ کے شریکو۔ تم سے پوچھتا ہون کہ ارباب حکومت اچھے ہین۔ یا واحد القہار۔ اسکی توضیح مین فرمایا کہ بھائیو کیا جلیانوالہ باغ مین بیدردانہ موت مرنے سے ڈرتے ہو۔ یا اس گلی کی ذلت سے جہان تمھین رینگ کر چلنے کا حکم دیا جاتا تھا۔ گوجرانوالہ کی بم بازی کا خوف ہی۔ یا ڈائر خان کا۔ کیا تم نہین دیکھتے کہ خدائی قہر اس سے

بڑا ہی۔ اُس نے انفلوانزا نازل کر کے حقیر و ناتوان کیڑوں مکوڑوں کے اثر سے ایک
کڑوڑ جانون کو ضایع کرا دیا۔ کیا اب بھی تم نہین سمجھے کہ خدا کا قہر بڑا ہی (آواز آئی اللہ اکبر)
فرمایا صرف ہمین اللہ کا خوف چاہیئے۔ اسکی بادشاہت سب سے بلند بادشاہت ہی۔
مین اپنی ضعیف مان۔ اپنے بچون اور اپنی زندگی کو اللہ اور دین کے لیئے قربان کرنے کو
تیار ہون۔ میری رہائی سے اگر کوئی معنی اخذ ہو سکتے ہین تو یہی کہ مین اپنے خدا کے
قریب پہونچ جاؤن (اللہ اکبر) ہمین اسوقت ان علماء سے شکایت کرنی ہی جنھون نے
مسلمانون کو عبادت کا مفہوم نہین سمجھایا۔ اور اپنے علم کو ابتدائی منازل پر محدود رکھا۔

ماہِ رمضان کے تیس روزے رکھ لینے یا عید الضحٰے کی تقریب پر جانورون کا ذبح
کر دینا ہماری ذمہ داریون کو ختم نہین کر دیتا۔ بلکہ عبادت کا مفہوم اصلی عبدیت کا سبق
دیتا ہی جس سے یہ ذہن نشین کرا دیا جاوے کہ ہم اللہ کے غلام ہین۔ جن کی غلامی ہم کرتے
ہین چند ہستیان ہین۔ جو ہماری طرح خود بھی غلامی کی زنجیر مین جکڑی ہوئی ہین۔ اسوقت آپنے
فرعونِ مصر کا واقعہ سنا کر اس مضمون کو با وضاحت بیان فرمایا۔

مثال کے طور پر کہا کہ وایسرائے پہلے وائسرائے نہ تھے۔ ہم نے تسلیم کیا تو وہ وائسرائے
ہوے۔ فرعون جب مان کے بطن سے پیدا ہوا تو وہ خدا نہ تھا۔ ہم نے اُسکو تسلیم کیا اور خدا
بن گیا۔ اور اُسکی غلامی کا طوق گلے مین ڈال کر ہم خود بے بس ہو گئے۔

یاد رکھو کسی کی حکومت کو دائمی بقا نہین۔ مگر اللہ کو۔ اور کوئی راستہ سیدھا نہین اگر
دین کا۔ اگر اسپر ایمان رکھتے ہو کہ تم پر کسی کی حکومت نہو۔ تو خدا کی رعایا ہو۔ بادشاہ بھی
تمھاری طرح خود اس کی رعایا کا ایک فرد ہی۔ تم اسکو کہہ سکتے ہو۔ کہ ہم تم ایک خدا کے
بندے ہین۔ مراتب بیشک جدا جدا ہین۔ مگر عبدیت مین یکسان ہین۔ چونکہ ہمین اس مخبر صادق
کی طرف سے یہ حکم دیا گیا ہی کہ جزیرۃ العرب سے کفار کو نکال دو۔ اسکی تعمیل کے لیئے ہم
مجبور ہین۔ وہ بیت المقدس جسکو مسلمانون نے فتح کیا تھا۔ وہ آجتک جبسے خلیفۃ المسلمین کی کا

اقتدار تھا ہم اسپر اغیار کا قبضہ نہین رہنے دینگے۔

اسوقت بیت المقدس کے متعلق جو جنرل ایلنبانی کا بیان شایع ہوا ہو اسمین مذکور ہو کہ، تھا فوج مسلمانون کی تھی۔ جنھون نے مسلمانون کو اس مقام سے پیچھے ڈھکیلا وہ بھی ایک وقت تھا جب خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسمین فاتحانہ طور پر داخل ہوے تھے اور لوگون نے فاتح کے اوصاف بیان کئے تھے۔ اور کہا تھا کہ بیشک وہ جملہ اوصاف حضرت عمر رضی اللہ عنہ مین موجود ہین۔ اور اسوقت انھون نے حضرت عمرؓ کے حوالے کنجیان کی تھین یا اب وقت آیا کہ ہم نے اپنے بھائیون کے خون سے اُن کنجیون کو تر کر کے واپس لیا۔ افسوس ہم نے اپنے بھائیون کا خون اپنے ہاتھون سے بہایا۔ ہم وہ بہادر ہین کہ جب اُن کے سینہ مین گولی مارتے تھے۔ جب اُن محافظان اماکن مقدسہ پر تیر و تلوار سے وار کرتے تھے۔ اور جب ہمارے وار سے وہ مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپتے تھے تو ہمارا ایک آنسو بھی نہ گرتا تھا۔ اور جب ہم یہ حالات سنتے اور پڑھتے تھے تو ان واقعات کا نقشہ ہمین اس شعر مین نظر آجاتا تھا جو ہمارے کسی شاعر نے اسطرح پر بیان کیا ہو ؎

قفس مین مجھسے روداد چمن کہتے نہ ڈر ہمدم ... گری ہو جسپہ کل بجلی وہ میرا آشیان کیون ہو

ہم اخبارات مین دیکھتے تھے اور دم بخود رہ جاتے تھے۔ ہم کبوتران حرم تھے۔ ہماری آرزو یہ تھی کہ ہمارا آشیانہ وہان ہو جو بیت عتیق ہو۔

اے عزیز و! سال پیدائش رسول مین جب نصاریٰ نے بیت اللہ پر حملہ کیا تھا۔ اسوقت ابرہا نے عبدالمطلب کو بلایا اور اُن سے گفتگو کی۔ گفتگو نہایت متانت سے ہوئی۔ ابرہا نے کہا ہم تم سے مل کر خوش ہوے کچھ مانگو۔ ہم دینے کو تیار ہین۔ تو اسپر عبدالمطلب نے کہا کہ آپکے آدمی ہمارے آبائی گلہ کی دو سو بھیڑین لے گئے ہین وہ واپس کر دو۔ ابرہا نے کہا کہ مین نے تمکو معقول آدمی سمجھکر اور تمھاری شریفانہ گفتگو سے متاثر ہو کر کہا تھا۔ کہ کچھ حقوق طلب کرو ہم دینے کو تیار ہین۔ تم نے کیا مانگا۔ اور کیا کہا۔ اُسوقت آپکے رسول علیہ الصلوٰۃ السلام کے

دادا نے کیا کہا - کہا کہ بھیڑین میری ہین - اور کعبہ اللہ کا گھر ہی - گھر والا اپنے گھر کی حفاظت خود کرے گا - اور وہ ایسا قوی ہی کہ جب واپس لینے کا ارادہ کرے گا تو کوئی دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی اُسکے ارادے مین مزاحم نہ ہوسکے گی - یہ واقعہ رسول کے پہلے کا ہی - لیکن اب ہم پر پابندیان عائد ہین - اُسوقت ہم عبدالمطلب کی طرح نہین کہہ سکتے - اسکے ساتھ اُنھون نے کچھ اپنے اخبارات کا ذکر کیا - اور پھر توحید کا مسئلہ بیان کیا -

فرمایا کہ توحید - خدا کو ایک ماننا ہی - اور اُسکی غلامی کرنا - اُسکے گھر کی حفاظت کرنا - شعائر اسلام کی نگہداشت کرنا - ہر مسلمان کا فرض ہی - مین کعبہ کی حرمت سے اس سے زیادہ کیا کہہ سکتا ہون کہ مجھے اپنی بی بی - ان کی حرمت سے اسکی عزت زیادہ ہی - اور مین اپنی جان ہے کے علاوہ اپنے موجودہ متاع کو اُسپر نثار کرنے کو تیار ہون - بھائیو اللہ کے گھر کی حرمت سنبھالو - اُسکی حرمت ہماری بیٹیون - بیویان - اور ماؤن سے زیادہ ہی - اللہ کے گھر کی حفاظت کے لیئے اگر ہمین قید کر لیا گیا تو کوئی چیز نہین - جس مسلمان کو اسکے اعمال کی سزا دنیا مین مل جائے وہ بہتر ہی بہ نسبت اس امر کے کہ اُسے عقبیٰ مین سزا ملے -

ایک زانی کا واقعہ زبان دراز مطلب نہوگا جسے زنا کرنے کی پاداش مین سنگسار کیا گیا تھا - مگر پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا جنازہ پڑھا دیا اور فرمایا کہ اسکے بدعمل کی سزا اُسکو دنیا مین مل گئی - اسی طرح اگر ہمارے اعمال کی سزا ہمین دنیا مین مل جائے تو اچھا ہی ہم نے بحالت قید ایک شعر موزون کیا تھا جسمین اپنے خیالات کا اظہار کسی قدر کیا ہی - ملاحظہ ہو ؎

مستحق دار کو حکم نظر بندی ملا — کیا کہون کیسی رہائی ہوتے ہوتے رہ گئی

حضرات ! مکھی کے مارے جانے کے لیئے بھی سامان کی ضرورت ہوا کرتی ہی - گرمنے کے لیئے کسی سامان کی ضرورت نہین - اگر ہم کعبہ کی حُرمت کو ضروری سمجھتے ہین تو ہمین موت سے

سے باک نہو گا۔ مین اسوقت جیل سے نکلکر آیا ہون۔ اگر مصلحتون پر پابند رہون تو میرا جیلخانہ مین رہنا فضول ہوگا۔ صاحبان! مین کانگریس مین بھی کہ آیا ہون اور اب بھی کہتا ہون۔ اور پھر بھی یہی کہونگا کہ مصلحتون کو چھوڑیئے اور خدا سے لو لگایئے۔

وقت ہوچکا تھا۔ اِس لیئے صاحب صدر نے فرمایا۔ کہ حضرات اب جلسہ برخاست کیا جاتا ہی۔ اور آج جس رزولیوشن پر بحث ہو رہی تھی اُسکو نا تمام چھوڑا جاتا ہی۔ کل کا پروگرام یہ ہو کہ صبح ۹ بجے سے ۱۱ بجے تک جلسہ خاص ہوگا۔ اور پھر اسکے بعد عام۔ جیسا کہ کہا گیا ہو۔ جلسہ خاص مین صرف وہی اصحاب شامل ہو سکینگے جو آل انڈیا مسلم لیگ کے ممبر ہونگے۔

مولانا عبدالباری

صاحب صدر کے بعد مولانا عبدالباری قبلہ تشریف لائے۔ چونکہ نماز کا وقت بھی ہوچکا تھا اور ناظرین کا وفورِ اشتیاق بھی زور ون پر تھا۔ ان کی خواہش تھی کہ مولانا کے مقدس ملفوظات سے وہ بھی بہرہ اندوز ہون۔ مگر مولانا نے فرمایا۔ کہ اگر تمھین ہم سے سچی محبت ہی اور تم اس سپاہی کی طرح ہو جو بگل بجنے پر تن تنہا تیار ہوجاتا ہی تو اپنے طرز عمل سے اسکا ثبوت دیجیے آیئے مین نماز کو چلا ہون آپ بھی نماز مین شامل ہو جایئے۔ اگر آپ اِسکا ثبوت دینگے تو مین سمجھونگا کہ آپ لوگ ہمارے ساتھ مرنیکو بھی تیار ہین۔ ورنہ سمجھا جاویگا کہ یہ سب زبانی باتین ہین۔ مولانا کے اِس ارشاد پر ہر طرف سے صدا آئی کہ ہم تیار ہین اور عملی طور پر ثبوت دینگے۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا بارھوان اجلاس

اجلاس سوم

مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۱۹ء (بدھ) ۱۱ بجے

نشست اوّل

سب سے پہلے تو دس سالہ لڑکے عبد المجید نامی نے خوش الحانی کے ساتھ قرآن مجید کا ایک رکوع تلاوت کیا۔ اسکے بعد سیّد جالب صاحب اڈیٹر ہمدم لکھنؤ تشریف لائے اور انھون سنے رزولیوشن نمبرہ کی تائید مین حسب ذیل تقریر فرمائی۔

حضرات! جو رزولیوشن کل رہ گیا تھا۔ آج پھر پیش کیا جاتا ہی (رزولیوشن کی عبارت پھر پڑھی) اسپر موافق و مخالف تقریرین ہو چکی ہین۔ ہماری دلی خواہش ہی کہ اتحاد کی سپرٹ جو پیدا ہو چکی ہی قائم رہے۔ اسوقت آغا صفدر صاحب اگر موجود ہوتے تو مین اُن سے کہتا کہ ہمارا مطالبہ اتحاد کے منافی نہین۔ اگر یہ منافی ہو تو پھر سوال ہوگا کہ لیگ کی علیحدگی کی کیا ضرورت ہی؟ انھون نے کہا تھا کہ سرکاری ملازمتون کی استدعا بیہودہ ہی۔ کیونکہ یہ ایک غلامی ہی۔ اور اسکی نظیر مین انھون نے یہ مثال دی تھی کہ جشن صلح مین جب عام طور پر لوگ شامل نہین ہوے تو اسوقت وہ لوگ شامل ہوے تھے، جو سرکاری ملازم تھے، اگر وہ غلام نہ ہوتے تو ہماری طرح آزادانہ طور پر رہ سکتے تھے۔ مین کہتا ہون کہ یہ راے اُن کی جملہ امور پر حاوی نہین ہی۔ کیونکہ محکوم تو مین اگر حصہ لے سکتی ہین اور آنے والی خوشگوار منزل کیلیے اگر تیار ہو سکتی ہین تو حصول مقاصد کے لیئے اُنھین ہر صیغہ مین بکثرت جانا چاہیئے۔ کیونکہ وہ ملازم ہو کر ہی کام نکال سکتے ہین۔ اب اصلاحات کی اسکیم نافذ ہونے والی ہی۔ اور ہمارے سامنے

ایک نیا دور آنے والا ہو۔ اگر ہم سرکاری دفاتر مین کام کرنا نہ جانتے ہون گے تو سلف گورنمنٹ کے انجام دینے کے لیے کہان سے واقفیت و قابلیت لائینگے۔ اگر ہمین یہ مشورہ دیا گیا کہ ہم سرکاری ملازمتون سے پرہیز کرین۔ تو اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم پہلے سے بھی زیادہ بیکار و بے قیمت بن جاوینگے اور انتظامی امور مین کوئی حصّہ نہ لے سکینگے:

اس امر کی اسوقت ضرورت ہو کہ ہم پوری کوشش کرین اُسکا حصہ لینے کی تیاری کرین اور اپنے آپکو قابل بنائین اگر جشن صلح مین سرکاری ملازمون نے مجبوری کی وجہ سے ساتھ نہ دیا تو وہ امر دیگر ہو۔ ان کا تصور نہین ہو۔ ایک زمانہ آئیگا جب ہم سرکاری ملازمتون مین بکثرت ہونے کی وجہ سے اپنے مطالبات و فوائد حاصل کر سکین گے۔ ہندو بھائیون سے اتحاد کے بارہ مین جو کہا گیا ہو اُسکے متعلق عرض کرون گا کہ اتحاد اور ہو، اور عملی زندگی اور۔ جنکو سرکاری دفاتر اور عدالتون کا تجربہ ہو وہ مشکلات سے واقف ہین۔ مین اتحاد کا حامی ہون۔ اور اس تحریک کو عالمگیر بنانے کے لیے ساعی ہون۔ مگر بحیثیت اخبار نویس ہونے کے مجھے علم ہو کہ اس قسم کی شکایتین ہفتہ مین بیسیون آتی ہین۔ جن مین جائز حقوق پامال کیئے جانے کا تذکرہ درج ہوتا ہو، چونکہ عہدہ دار غیر ہوتے ہین۔ وہ اسلامی حقوق اور مفاد کی پرواہ نہین کرتے۔ اور یہ روزمرہ کی باتین ہین پس یہ کہنا کہ سرکاری ملازمتون کی پرواہ نہ کی جاوے نامناسب خیال ہو۔ بلکہ غلط ہو۔ اور سچے اتحاد کے لیئے اِس امر کی اشد ضرورت ہو۔ کہ ہندوستان کا دوسرا بازو کمزور نہ ہو۔ اگر کمزور ہوا اور سہارے کی اُسکو ضرورت ہوئی تو اسکے قیام و قرار کا حال کس سے پوشیدہ ہو یونیورسٹیز پر جب ہم نظر کرتے ہین۔ تو پنجاب مین باوجود ۵۶ فی صدی مسلم آبادی کے مسلمانون کو اسمین نہین دیکھتے۔ ممتحن ہونگے تو غیر مسلم۔ پروفیسر ہونگے تو غیر مسلم۔ مین کہتا ہون کہ جب وہان نیابت کافی نہوگی تو سب مفاد تلف ہو جاوینگے۔ اور وہ تعلیم جو ہمارے بچون کو بہتر بنانے والی ہوگی حاصل نہ ہوسکے گی۔ تاریخ ہمارے حسب منشا نہ پڑھائی جاسکے گی۔ اگر ہمارے قائم مقام وہان موجود ہونگے تو یہ تمام شکایتین از خود رفع ہو جاوینگی۔

اب مین اردو پر کچھ کہتا ہون۔ ہمارا اردو زبان کو ہندوستان کی مشترکہ زبان تسلیم نہ کرنا افسوسناک ہی نہین بلکہ ملکی ترقی کو روکتا ہی۔ مدراس سے اردو اخبارات نکلتے ہین۔ کشمیر مین اردو اخبار شائع ہوتے ہین۔ بمبئی اور کراچی سے اردو صحائف جاری ہین۔ بنگال سے اردو اخبارات نکلتے رہے ہین۔ جن سے دنیا آشنا ہی۔ اور یہ سب فارسی رسم الخط مین تھے اور ہین۔ مگر جب ہم دیکھتے ہین کہ بعض صوبون سے اس زبان کا اخراج سرکاری حکم سے کیا جاتا ہی تو ہمین افسوس ہوتا ہی۔ یہ موقع اسوقت شکایت کا نہین۔ محض اظہار حقیقت کے لیئے بیان کیا گیا ہی۔ مین آپکو ایک جگہ کے مقدمہ کی کیفیت سناؤن تو آپ حیران ہونگے کہ وہان اردو الفاظ بصورت فارسی رسم الخط ترک کرائے جا رہے ہین۔ اور مقدمات کی کارروائی ہندی حروف مین قلمبند ہونے کا حکم نافذ کیا گیا ہی۔ اسوجہ سے وہان مسلمان ملازم کم رہ گئے ہین۔ یہ ایک معاملہ ہی جو غور طلب ہی۔ ایک خوشگوار سپرٹ جو پیدا ہو رہی ہی اُسے ضایع نہ کرنا چاہیئے اور کسی ہیچ و رخی پر قربان نہ کرنا چاہیئے۔ ان صوبون مین جہان اُردو رائج ہی رائج رہے بذریعہ تعلیم [illegible] قائم رکھی جائے۔ اگر ہم غفلت کرینگے تو اچھا نتیجہ نہ حاصل کرسکین گے۔ شعائر اسلامی۔ فرائض مذہبی ایسی چیزین ہین جن مین سب یکسان شامل ہین۔ ہم کوئی نیا حق طلب نہین کر رہے ہین۔ جو حق آزادی سے ہم حاصل کرسکتے ہین وہ طلب کر رہے ہین۔ جو اتحاد کی سپرٹ پیدا ہوئی ہے اسکے ہم صدق دل سے مشکور ہین جو ہندوؤن کی طرف سے روزانہ سلوک ہم سے کیئے جاتے ہین اُن کے لیئے ہم مشکور ہین۔ اور احسان کا بدلہ احسان دینے پر تیار ہین۔ ان سب باتون کے ساتھ مذہبی مراسم اور شعائر کا تحفظ ضروری ہی۔

میرے پیش رو کا یہ کہنا کہ اس رزولیوشن کو پاس کرنے کے بجائے باہمی طور پر سمجھوتہ کرلین چاہیئے۔ مین اُسکے متعلق کہونگا کہ اس کام کو آج ہی کرلیا جاوے کون اسکا مخالف ہی۔ اسکی مخالفت تو اسوقت کرنی چاہیئے جب کوئی اس اللہ کی خلاف مخالف آواز بلند کرے۔ باہمی سمجھوتہ تو ہر حال مین ہوسکتا ہی۔ وہ ہمارے خیالات مین اشتقاق و نفاق کی بو پاتے ہین۔ مین کہون

انھون نے اسپر بھی اچھی طرح غور نہین کیا۔ ہمارا مطالبہ اتحاد کے کسی طرح منافی نہین۔ بلکہ جو خوشگوار اسپرٹ پیدا ہوئی ہو۔ وہ اسمین اضافہ کرنے کا موجب ہو۔ کون نہین جانتا کہ اگر کونسلون مین ہمارے ممبر نہ ہوتے۔ تو آج لیگ اور کانگریس کو کوئی نہ دیکھ سکتا تھا۔ یہ کرشمے بہت کچھ منٹو اور مارلے سکیم کے پیدا کردہ ہین۔ جب ہمارے معتمد علیہ کونسلون مین جا بیٹھینگے تو اس اتحاد مین اور زیادہ خوشگوار ترقی ہوگی۔ پس اتحاد وہی سچا ہو کہ دونون فریق طاقتور ہون۔ اور متحدہ طاقت سے ہاتھ بڑھائین۔ اگر ان مین سے ایک غالب اور ایک کمزور ہوگا تو سچا اتحاد نہوگا۔

صاحب صدر نے فرمایا۔ کہ کل اسپر کافی بحث ہو چکی ہو۔ اسوقت میر صاحب نے جو کچھ کہا آپ نے بخوبی سمجھ لیا ہو۔ کیا آپ اسکو پاس کرتے ہین۔ سب نے بالاتفاق پاس کیا۔

رزولیوشن نمبر ۲

"آل انڈیا مسلم لیگ تجویز کرتی ہو کہ آل انڈیا کانگریس کمیٹی سے ایک کمیٹی جلد سے جلد مقرر کرنے کے لیئے کہا جائے جو ایک کمیٹی قائم کردہ کونسل مسلم لیگ باہم مشورہ کرے تاکہ ان مسائل کے متعلق ایک مجوزہ ہو جائے جو قانون اصلاحات ۱۹۱۹ء سے اور مکمل ذمہ دار حکومت کے مطالبہ سے پیدا ہوتے ہین"

آنریری سکرٹری صاحب نے پیش کرتے ہوے فرمایا۔ کہ جب یہ امر طے پایا کہ کانگرس اور لیگ مین ہمارے مطالبات دوسری قسم کے ہونگے تو ہم گورنمنٹ سے کم از کم خود اختیاری حکومت کا مطالبہ پیش کرین نیز گورنمنٹ آف انڈیا کے اجرا تو نوا فاال کرنیکی اہمیت جتائین اسوقت یہ ضرورت ہوگی کہ جو مقاصد آپسمین طے ہو گئے ہون انکو طے کرکے گورنمنٹ مین پیش کرین تاکہ مشکلات کا حل آسانی ہو۔ اور ہم ہندوؤن سے ملکر طے کرلین چنانچہ پچھلی مرتبہ لیگ کے ایک اجلاس مین یہ تجویز پاس کی تھی کہ اس امر پر کانگریس سے مطالبہ کیا جاے کہ ایک کمیٹی مرتب کرکے مسلمانون سے ملکر کام کرے اس سال باوجود پاس ہونیکے بعض وجوہ سے عملدرآمد نہوا کسی نے کوئی کمیٹی بنائی اور نہ کچھ کارروائی کی۔ پارسال یہی کہا گیا مگر بوجہ مصروفیت کے اس پر کوئی کارروائی۔ اب پھر کانگریس سیکرٹری کی توجہ مبذول

کرائی گئی ہو اور اس امر پر زور دیا گیا ہو کہ وہ اس تجویز کو پاس کرائین۔ تاکہ دونون کمیٹیان بنکر باہمی سمجھوتہ سے اسکے متعلق کام کرین۔ کہ ہمارے مشترکہ حقوق کی حفاظت کرین۔ یہ کہا گیا ہو کہ اس کام کو چند آدمی انجام دے لینگے۔ مگر ایسا نہوگا۔ آپ کی منظوری کے بغیر نہ ہوگا۔ پہلے بھی آپ کی منظوری کے بغیر کچھ نہوا۔ اب بھی ایسا ہوگا۔

ڈاکٹر انصاری ڈاکٹر مختار احمد صاحب انصاری نے فرمایا کہ اسکے متعلق مجھے کچھ زیادہ نہین کہنا ہو۔ جیسا کہ سکرٹری صاحب نے فرمایا بہت سے امور طے ہو گئے ہین اور ابھی بہت باقی ہین۔ جو طے ہونے والے ہین۔ آپ مین سے کوئی ایسا نہوگا جو یہ چاہے گا کہ ہندو مسلم حلقہ مین جو قابل تصفیہ امور ہین وہ باقی رہ جائینگے۔

صاحب صدر نے اس پر عام رائے دریافت کی تو ہر طرف سے یہی آواز آئی بالاتفاق پاس سب کو منظور ہو۔

صاحب صدر کل کا ایک پاس شدہ رزولیوشن آج پیش ہوگا۔ اتحاد کی قدر و قیمت آپ بخوبی سمجھتے ہین۔ دونون قومون کا اتحاد باعث خیر و برکت ہو۔ اور فلاح ہندوستان اسپر موقوف ہو۔ کہ باہمی سلوک نیک ہو اور آپ ابھی پوری طرح اندازہ نہین کر سکے کہ اسکے کیا فوائد عظیم ہین۔ برادران! جسقدر دونون قریب ہون گے اسی قدر فوائد قریب ہون گے۔ برادران! اسوقت جو ڈاکٹر انصاری صاحب رزولیوشن پیش کرنے والے ہین آپ دلی جوش سے اُسکے پاس کرنے مین مدد دین۔

گائے سے اظہار محبت ڈاکٹر انصاری پلیٹ فارم پر آئے۔ اور فرمایا۔ برادران جو رزولیوشن مین پیش کرنے والا ہون۔ اُسکی ضرورت اسوجہ سے ہو کہ ہمین یقین ہو ہندو مسلم اتحاد مقدم اور مذہبی پہلو سے ضروری ہو۔ ایک زمانہ وہ تھا جب نفاق کے بیج بوئے جاتے تھے اگر کسی سے دوسرے کا ذکر کیا جاتا تو وہ نفرت کا اظہار کرتا۔ اور بحالت غصہ اسکا چہرہ سرخ ہو جاتا۔ مگر شکر ہو کہ زمانہ بدلا۔ اور دونون نے دیکھ لیا کہ یہ طرز روش کسی کے لیے مفید نہین ہو۔

اور ایک انقلاب عظیم دنیا مین پیش آیا اور اس سے احساس ہوا۔ اور معلوم ہوا کہ جب تک ہم دونون فریق یکجہتی سے کوشش نہ کرینگے۔ کچھ نہ ہوگا۔

اتحاد کی خوبی ایک بڑے افسر نے انگلستان سے واپس آکر سنایا کہ اہالی انگلینڈ کے دلون پر اگر کسی چیز کا کوئی اثر ہوا ہے تو وہ اتحاد ہی۔ ایک زمانہ تھا کہ وہ حامی نہ تھے اور دونون قومون کے اتحاد کو ایک مفروضہ خیال جانتے تھے۔ مگر اب واقعات سے انھون نے دیکھ لیا ہی اور انھین یقین ہو گیا ہی کہ ہندوستان بیدار ہو رہا ہی۔ اور وہ ایک جماعت کی صورت مین منتقل ہو رہا ہی اسکی آواز ایک ہی۔ اور وہ ایک ہو کر مکالمہ پیش کر رہا ہی۔ ایک زمانہ تھا وہ کہتے تھے کہ ہندوستان مختلف المذاہب ہونے کی وجہ سے خیالات مین تضاد اور تناقض رکھتا ہی، وہ اس قابل نہین کہ اُسے خودمختاری دی جائے۔ چونکہ واقعات بھی ایسے ہی رونما ہوجاتے تھے جو اُن کے خیالات کی تائید کر دیتے تھے۔ اور اس بنا پر اُن کے دعوی کو تقویت پہونچ جاتی۔ سلوک و محبت کے بجائے باہمی خیالات مین نفرت و عداوت ہوتے۔ مگر آخر زمانہ نے سبق دیا۔ اور بتا دیا کہ ایک ہو کر رہنا چاہیئے۔ اور موقع و محل کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ مین آپ سے کہونگا کہ پہلے حالات کو جانے دیجیے۔ حال مین جو واقعات گذرے ہین ان پر نظر کیجیے۔ دوران جنگ مین ہمارے عزیز و مخدوم بھائیون پر طرح طرح کی قیود عائد کی گئین نظر بند کیے گئے۔ اُن کے ۔۔ ان کی زبان پر قفل لگا دیے گئے۔ بھی لیے کہ وہ ملک و قوم اور مذہب کے متعلق صحیح خیالات کا اظہار کرنے والے تھے۔ اسوقت اُنکی یہ کارروائی ملکی مصالح کے خلاف سمجھی گئی۔ ان کی آزادی سلب کی گئی ہر چند ان کی رہائی کے لیے رزلیوشن پاس کیے گئے اور رواداری کی درخواست کی گئی۔ مگر بے سود ثابت ہوئی۔ ہان جس نے ایوسیون کو دور کیا جس نے ایک سال کے اندر حیرت ۔۔ پیدا کر کے دکھائی وہ خلافت کا مسئلہ تھا جو اب تمام ہندوستان کا قومی مسئلہ بن گیا از ہندون نے سیرچشمی سے ہمین ہمارا ساتھ دیا۔ اور ہاتھ بٹایا۔ آپ حضرات نے دیکھا ہوگا کہ ۱۰ اکتوبر گذشتہ کو اس ہنگامہ مین نہ صرف مسلمان مبتلا تھے۔ بلکہ ہندو دکان نے بھی دوکانین

بند کرکے اپنی ہمدردی کا ثبوت دیا۔ اختلافات جشن صلح کے متعلق ہندو مسلمانون سے کے دوستی ہمدردی سے ہے۔ مین یہ کہون گا کہ اگر ہندو شریک نہ ہوتے تو کامیابی نہ ہوتی اگران تمام باتون پر جو خلوص وشرافت پر مبنی ہین۔ نظر کی جاوے گی۔ اور جیسا کہ مسلمانون کا شیوہ ہر تو مین کہون گا کہ اسکا بدلا ہمین نیک دینا چاہیئے۔ اور ایسے مسائل مین نہ جانا چاہئیے جن سے باہمی تصادم پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔

مجھے یقین ہر کہ یہ آپ کے اصل خیالات ہین۔ اگر تھوڑی دیر صبر کرینگے اور جھگڑے کی بات نہ کرینگے تو اتحاد ومحبت زیادہ ہوگی۔ یہ تجویز ہم بدلہ یا قیمت کے عوض مین دینا نہین چاہتے بلکہ جو خیالات ان مین جوش زن ہین وہ انکی تکمیل مین کوشش کررہے ہین۔ ہمین بھی انکی دلجوئی کی کوشش کرنی چاہیئے۔

مضمون رزولیوشن

"آل انڈیا مسلم لیگ کی یہ رائے ہو کہ مسلمانون کے ساتھ اہل ہنود نے جس نیک رویہ کا اظہار کیا ہو اسکے اعتراف اور ہندوؤن اور ہندوستان کے مسلمانون کے درمیان رشتۂ اتحاد کو زیادہ مضبوط کرنے کی غرض سے بقرعید کے مواقع پر جہانتک ممکن ہوسکے۔ گائے کی بجائے دوسرے جانورون کی قربانی کی جائے۔"

تصدق حسین صاحب شروانی علی گڈھی نے تائید کرتے ہوے کہا۔ کہ اس تجویز کے لئے اس سے زیادہ کوئی اچھا موقع نہ تھا جہان تک یہ مبارک رزولیوشن پیش کیا جاتا اور خلوص ومحبت سے پاس ہوتا۔ کیونکہ یہی وہ مقام ہر جہان ملکی خدمات کے لئے قربانیان عمل مین آئین۔ مین اسوقت آپ کو پائنیر کے مضمون سے ایک نکتہ دکھاتا ہون جوان لوگون کے خیالات کا آئینہ ہی۔ پائنیر کی ایک نظم مین حال ہی مین ایک مضمون نگار نے مضحکہ خیز بات کی ہر۔ اس نے ایک صورت ہندو اور مسلمان کی بنائی ہو۔ اور وہ کانگرس ومسلم لیگ ہو۔ ان کے سامنے اگر بگا (آدی)

اور وہ دونوں لڑا دیے گئے ہیں۔ اسکا مطلب یہ ہو کہ ہندوؤں کے خیالات کی ترجمان کو کانگرس ہو اور مسلمانوں کے مسلم لیگ۔ مگر جب گائے کا معاملہ سامنے آیگا تو دونوں آپس میں الجھینگے۔ مگر ہم اپنے طرز عمل سے انکی اس مضحکہ خیز کارروائی کی تکذیب کرنا چاہتے ہیں۔ اور یہ ظاہر کر دینا چاہتے ہین کہ ہمارے دل اور ہمارے خون ایک ہو گئے ہیں۔ اب ان کی اس قسم کی فریب کاریاں کارگر نہو نگی۔ برادران پرسوں کانگرس مین مین نے جب کہا کہ خلافت کا مسئلہ ۸کروڑ مسلمانوں کو بیقرار کر رہا ہو۔ تو ہر طرف سے آواز آئی کہ نہیں تمام ہندوستان آپ کی مدد پر ہو اور آپکے رنج مین شریک ہو پس اگر ہم یہ رزولیوشن پاس کرتے ہین تو ھل جزاء الاحسان الا الاحسان کا مصداق بنتے ہیں۔

صاحب صدر کے ارشاد پر حاضرین نے بالاتفاق کہا کہ منظور ہو۔ پاس ہو۔ اور یہ رزولیوشن بھی بالاتفاق پاس کیا گیا۔

اسکے بعد کل کا رزولیوشن نمبر ۵ میر جالب صاحب اڈیٹر ہمدم نے پیش کیا۔ جسکا مضمون یہ ہو:-

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس اپنے اس یقین کو ضبط تحریر مین لاتا ہو کہ نیا دور جسکا اعلان شہنشاہی سے آغاز ہو تیوالا ہو۔ انکی ابتدا "غرض متحد کے لیئے مل کر کام کرنے کے باہمی عزم مابین افسران و باشندگان سے" اسوقت تک نہیں ہو سکتی جب تک کامل آزادی خیال و بیان باشندگان ہند کو عطا نہو۔ اور متعدد قیود جو اس آزادی پر قانون مطابع کے عملدرآمد سے عائد ہو چکی ہیں۔ اور ہو رہی ہیں وہ اور نیز متعدد دیگر مزاحمتیں جو ہندوستانی جریدہ نگاری کے لیئے عموماً اور مسلمان جریدہ نگاروں کے لیئے خصوصاً موجود ہیں۔ فی الفور دور نہو سکے"۔

حضرات یہ وہ خاص آلہ ہو جو قوموں مین اتحاد و جذبات کی روح پھونکنے کا موجب ہو وہ کیا ہو۔ بلا تامل جواب مل گیا کہ وہ پریس ہو۔ اخبارات نے جو خدمات انجام دی ہو۔ یہ اسی کا نتیجہ ہو

جو آپ دیکھ رہے ہین - انہی کے ذریعہ سے جلسون کا انعقاد اور ہمین چہل پہل ہوتی ہی - آپ دیکھ سکتے ہین کہ اس جلسہ مین حاضرین کی تعداد چند سو یا چند ہزار ہوگی جو ان اجلاس کی کارروائیون کو دیکھتی ہوگی - مگر یہ کارروائی جب اخبارات مین طبع ہوگی تو سیکڑون سے ہزارون اور ہزارون سے گذر کر لاکھون کے مطالعہ مین آئے گی - اور وہ لوگ جو کسی وجہ سے شامل نہ ہوسکے ہونگے - اسکی کارروائی سے آگاہ ہوسکین گے -

صاحبان - آپکے قومی پریس پر جو چند سال سے مصائب نازل ہوئے ہین وہ ناگفتہ بہ ہین خاصکر اسلامی پریس پر جو مشکلات عاید ہوئی ہین وہ آپ کو معلوم ہین - آپ کو علم ہوگا کہ ۱۹۱۷ء کلکتہ مین ایک دردناک واقعہ ظہور مین آیا جسکا نزلہ اردو پریس پر گرا - اور ارباب حکومت کی ایک گردش قلم سے سب کے سب اخبار بند کردیے گئے - ایک طرف تو ہم وفادار تھے - مگر دوسری طرف بنگال گورنمنٹ نے ہمین غیر صوبون کے باشندے ٹھہرا کر نکل جانیکا حکم دیا - چنانچہ اسوقت تک ان اخبار نویسون کو وہان کام کرنے کی اجازت نہین ہی - کس قدر افسوس کا مقام ہی کہ کلکتہ جیسا شہر جو صوبہ بنگال کا مرکز ہی - اسمین ایک بھی اردو اخبارات نہو - اسکو چھوڑ کر اب پنجاب کی طرف آیے بد قسمتی سے یہی وہ زمانہ ہی جب اسمین دوسرے صوبون کے اخبارات کا داخلہ بند کیا گیا اور اپنے اخبارات کو سنسر کی ہولناک زنجیرون مین جکڑا گیا - اسوقت بھی مین نے سُنا ہی کہ بعض اخبارات کے گلے سے ابتک بھی یہ طوق نہین اترا - مزید برآن پریس ایکٹ اور اخراج کی کارروائی قابل افسوس ہی - مولوی ظفر علی خان کی داستان کس سے مخفی ہو - پہلے ان کا قلم بند کیا گیا - پھر زبان بند اور آخر انھین نظر بندی کا حکم دیا گیا - مولوی ظفر علیخان ہی ایک ایسا شخص ہی جس نے ملک وقوم کی خدمات بہترین طریقون پر انجام دین - علی ہذا القیاس ہمدرد و کامریڈ کا حال ہی جب ہمدرد پر سنسر قائم کیا گیا تو اسپر ایک افسر مقرر ہوا جس نے ساری عمر مین اخبار تک نہین پڑھا تھا - خیر جو ہوا سو ہوا - اب جبکہ ملک معظم نے مہربانی آمیز اعلان شایع کیا ہی اور ہمین عملی کام کی تحریک دلائی گئی ہی تو اسوقت ضروری ہی کہ اخبار اور اخبار نویسون پر جو قیود و پابندیان عائد کی جا چکی ہین وہ

رفع کردی جائین - پریس کی ... - پر مین پہلے عرض کر چکا ہون -

تائید مین چودھری غلام حیدر خان صاحب نے کہا کہ ایک طرف وقت یہ ہو دوسری طرف داستان پر درد - مین اسوقت تصویر کا ایک پہلو دکھاتا ہون - گورنمنٹ کی خواہش ہو کہ ہم ملکر کام کرین جب ہم ملکر کام کرتے ہین اور ملک کی آراء کی ترجمانی کرتے ہین تو ہما ... درزبانون پر مہر لگ جاتی ہو - وہی بات سی آئی ڈی والے کہتے ہین تو ... واحسین لیتے ہین - مگر جب ہم وہی بات گورنمنٹ کو سناتے ہین تو ہمارے برخلاف عتاب نازل ہوتا ہو رائی کا پہاڑ بنا دیا جاتا ہو اور ایسا کرنے والے یہ نہین دیکھتے کہ ہم کیا کر رہے ہین - جسقدر وہ دباؤ ڈالتے ہین اُسی قدر نتیجہ برعکس ہوتا ہو - سب سے زیادہ پابندیان صوبہ پنجاب پر عائد کی گئین - اور یہ ظاہر ہو کہ سب سے زیادہ خرابیان اور شورش بھی یہان ہی نمودار ہوئی - اگر حکومت پنجاب ہماری تحریرات و بیانات کو ٹھنڈے دل سے پڑھتی اور سنتی تو ایک نقصان بھی نہوتا - جو کچھ ہوا اسکی بداعتقادی کا نتیجہ ہو - بہرحال اسوقت جو شاہی اعلان ہوا ہو اس سے پورا فائدہ تب ہی اُٹھایا جا سکتا ہو جب پریس آزاد ہو - ہم بہانگ دہل یہ کہین گے کہ گورنمنٹ جب تک ہمسے پرے پرے رہیگی اسوقت تک نیک اثر نہوگا -

یہ رزولیوشن بھی بالاتفاق پاس ہوا

منجانب صدر - صاحب صدر نے فرمایا - کہ اسوقت کارروائی آج کے پروگرام کے مطابق شروع ہوتی ہو - اور پہلا رزولیوشن پیش ہونا ہو - آپ کو سمجھنا چاہیئے کہ ۲۳ دسمبر کا اعلان ایک نیا دور شروع کرنے والا ہو جسکی رو سے آپ کو سلطنت گورنمنٹ سے اپنی خود اختیاری حکومت کرنا ہو - اسکی ابتدا ہو گئی ہو - گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ جو شاہی اعلان کے ذریعہ ہوچکا ہو اسکے مطابق تیاری کرنی ہو - اسوقت ہمین اظہار راے کرتے ہوے کہنا چاہیئے کہ شاہی اعلانات کے لیئے ہم شکر گذار ہین - آپ ایک عرصہ سے اپنی خواہشون کو پیش کر رہے تھے - سو اس سے پہلے جو ہمین عطا ہوا تھا وہ نہونے کے برابر تھا - آپ کی آواز

کونسلوں میں آواز نہ تھی۔ پس اس اعلان کے ذریعہ سے اور گورنمنٹ آف انڈیا کے ذریعہ سے ہمیں ایسے حقوق ملتے ہیں کہ جن میں آپ کی آواز کا لحاظ کیا گیا ہے۔ اگرچہ وائسرائے کی کونسل میں ہمیں حسب خواہ حصہ نہیں ملا۔ مگر امید رکھنی چاہیئے کہ بتدریج ملنے والا ہے۔ اور جو چیزیں اس وقت ہمیں دیگئی ہیں شکریہ کے ساتھ لے لینی چاہیئے۔ اب میں وہ رزولیوشن پڑھتا ہوں۔

رزولیوشن نمبر ۱۱

"آل انڈیا مسلم لیگ جو حضور ملک معظم شاہ جارج پنجم شہنشاہ ہند کی آٹھ کروڑ مسلمان رعایا کی نیابت کرتی ہے۔ حضور ملک معظم کی ذات اور تخت کے ساتھ اطاعت و فرمانبرداری ضبط تحریر میں لاتے ہوئے اس فیاضانہ اور آزادانہ رجحان کی نسبت اپنے عمیق احساس تشکر کا اظہار کرتی ہے جو اس فرمان شاہی بنام والیان والیان ریاست و رعایائے ہند میں مضمر ہے۔ جسکو حضور ممدوح نے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۱۹ء پر شاہی منظوری کے صادر کرنے کے موقع پر شایع کیا ہے۔ لیگ کو اسکا بھروسہ ہے کہ باشندگان ہند کے لیئے اپنے معاملات کو خود طے کرنے اور اپنے مفاد کی خود حفاظت کرنے کا حق بغیر کسی ملک کی ترقی تکمیل کو نہیں پہونچ سکتی۔ ہز مجسٹی کی رعایا پر پدرانہ نگہداشت و محبت آمیز ہمدردی کے ذریعہ سے بہت جلد حاصل ہو جائیگا۔ لیگ تہ دل سے اس دعا میں ہز مجسٹی کے ساتھ ہم آہنگ ہے کہ ہندوستان افزائش پاتا ہوا قریب مستقبل میں سیاسی آزادی کے تکملہ کو پہونچ جائے لیگ کو یقین ہے کہ عام معافی تمام سیاسی قیدیوں اور نظر بندوں کا عطا کرنیکا شہنشاہی عمل رحم ایک بڑی حد تک اس تلخی کو دور کردے گا۔ جو باشندگان ہند اور ان اشخاص کے درمیان ہے جو ملک کی حکومت کے ذمہ دار ہیں،

مسلم لیگ حضور شہنشاہ معظم کو یقین دلاتی ہے کہ باشندگان ہند نہایت اخلاص اور

اور دلی مسرت کے ساتھ حضور ولیعہد بہادر کا خیر مقدم کرینگے۔ جب حضور ممدوح آئندہ موسم سرما مین اس ملک مین رونق افروز ہونگے"۔

بحکم صدر اس رزولیوشن کو بنظر احترام کھڑے ہوکر پاس کیا گیا۔

رزولیوشن نمبر ۱۳

"اس امر کو مدنظر رکھتے ہوے کہ پنجاب کی بدامنیون کے معاملے معرض تحقیق مین ہین۔ یہ جلسہ آل انڈیا مسلم لیگ کا ان کی بابت اس موقع پر اظہار راے سے پرہیز کرتا ہی لیکن پارلیمنٹ کی گہری توجہ ان ہولناک انکشافات کی جانب مبذول کرانے سے باز نہین رہ سکتا جو ہنٹر کمیٹی کے روبرو دوران شہادت مین جنرل ڈائر کے بیان سے ہوے ہین۔ اس امید پر کہ پارلیمنٹ فوراً کوئی ایسا عمل اختیار کرے کہ انصاف اور برطانوی شہرت غیر جانبداری کی برقرار رہے"۔

آنریبل سید رضا علی صاحب نے اس رزولیوشن کو پیش کرتے ہوے کہا کہ جن حالات مین یہ اجلاس ہو رہا ہی وہ اس قابل نہین کہ جب ان کا تذکرہ آئے تو ہر اس دل مین جسمین محبت کے جذبات موجود ہون۔ الم ہوگا۔ اور ہونا چاہیئے۔ پنجاب کے واقعات پر تقریر کرتے ہوے مقرر کے لیئے یہ دشوار ہی۔ کہ وہ ایسی تقریر کرے جسمین اسکے جذبات مملوء ہون۔ مگر واقعات ظہور شدہ کے بعد اب یہ امر غیر ضروری ہی کہ اسکی شرح وبسط مین زیادہ کہا جاے اس لیے مین مختصراً عرض کرتا ہون کہ حضرات ڈائر نے اور اسکے رفقا نے جو کہا اور کیا۔ وہ آپ کو معلوم ہی۔ اور سب پر ظاہر ہی۔ اُسکے اعادہ کی ضرورت نہین۔ ڈائر کی شہادت نے کسی حد تک خود روشنی ڈالدی ہی۔ اسوقت چونکہ ہنٹر کمیٹی کے سامنے شہادت کا سلسلہ جاری ہی۔ اگرچہ ہنٹر کمیٹی سے انصاف کی زیادہ امید نہین ہی۔ کیونکہ شہادات کا سلسلہ یکطرفہ ہی۔ ہمین اپنی شہادت پیش کرنے کا موقع نہین دیا گیا۔ اور وہ فیصلہ جو ہوگا یکطرفہ ہوگا۔ تاہم اسکا انتظار کرنا چاہیئے۔

گورنمنٹ نے اس کمیٹی کے تقرر سے ایک خاص امر مدِ نظر رکھا ہو۔ اور وہ سب پر روشن ہو۔ دیکھنے والوں نے دیکھ لیا ہو کہ ہمارے نمائندوں کا تقرر ہماری منشاء کے مطابق عمل میں نہیں آیا۔ اگرچہ ہم اُن ممبروں کے مشکور ہیں جو محنت سے کام کر رہے ہیں۔ ہنٹر کمیٹی کے سامنے پیش ہونے والے گواہوں کا طرزِ عمل بعض دفعہ گستاخانہ ہوتا ہو۔ گواہ جو کہنا چاہیں کہیں لیکن ان کا طرزِ عمل درست ہونا چاہیئے۔ چونکہ اب معاملہ عدالت میں ہو۔ اس لیئے انتظار کرنا چاہیئے۔ اور ہم اسپر پہلے رائے دینا نہیں چاہتے۔ اگرچہ جو کچھ ہونا ہو وہ ہمیں معلوم ہو۔ اور دونوں طرف سے رائے قائم ہو چکی ہو۔ ضابطہ کی خانہ پُری باقی ہو۔ قطع نظر ان باتوں کے ہنٹر کمیٹی کی رپورٹ گورنمنٹ میں جائیگی۔ کیا ہم قبل اسکے یہ کہنے کے مستحق نہیں ہیں کہ باوجود اس امر کو مان لینے کے ہنٹر کمیٹی کی سفارش ہمارے خلاف ہو۔ گورنمنٹ اسکا کیا جواب دے گی کہ جانوں کا اتلاف کس بیدردانہ فعل کا نتیجہ ہو۔ مارشل لا کی پابندیاں اور سختیاں کہانتک روا ہیں۔

اصل بحث یہ ہو کہ باوجود شاہی اعلان کے کہ آیا طرزِ حکومت آیندہ ایسا ہوگا جو ہمسے کیڑوں مکوڑوں کی طرح برتاؤ نہیں ہوگا۔ ڈائر کے جابرانہ اور وحشیانہ احکام ہمارے خیال میں کبھی فراموش نہونگے۔ اور ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہو کہ باوجود ان تمام تکالیف کے ڈائر ہم میں موجود تھا۔ اور ہو۔ ممکن ہو کہ وہ اسوقت بھی انتظار میں ہو کہ پھر اسکی خدمت کی ضرورت پیش آئے۔ اور وہ بڑھتی ہوئی آبادی کو مختصر کرنے کی شاندار خدمات انجام دے۔ ہم بزور کہیں گے کہ جنرل ڈائر کورٹ مارشل لا کیئے جانے کا مستحق ہو۔ اگر ایسا نہیں کیا جاتا تو کم از کم اُسے واپس بلایا جاوے۔ گورنمنٹ اگر چاہتی ہو تو بیشک اُسے تنخواہ دے۔ اور ولایت میں رکھے۔ اور جرم ثابت ہونے پر اُسکی پاداش دی جائے تاکہ دوسروں کو عبرت ہو۔ ورنہ کہا جاویگا کہ وہ گورنمنٹ جو ڈائر سے یہ برتاؤ کر رہی ہو۔ کہ باوجود ثبوت جرم کے اُسے تنخواہ دے کر ہمارے سامنے رکھا ہوا ہو جس سے ہمارے زخموں پر نمک پاشی ہو رہی ہو۔ اِس

گورنمنٹ سے آیندہ کیا توقع ہو سکتی ہی - کہ وہ ہماری ہمدردی رکھتی ہو - پارلیمنٹ مین جو ہوا وہ
بھی عجیب ہی - ڈوائر کی شہادت جب وہان پہونچی تو ایک تہلکہ پیدا ہو گیا - اور وہان سے لوگ
بہت کچھ متاثر ہوے، مگر وزیر ہند نے کہا کہ بغاوت کے فرو کرنے کے لئے ایسا کیا گیا - افسوس
ہندوستان کے ہمدرد کرنل ویجوڈ (جیسے) خواہ بنی نوع انسان ولایت مین موجود ہین انھون نے
پارلیمنٹ مین جب سوال کیا کہ دوران مقدمہ مین ڈائر کو بلایا گیا ہی یا نہین تو ہاؤس آف کامنز
نے چیئرز دیے کہ ابھی نہین - اب پارلیمنٹ کا رُخ معلوم ہو سکتا ہی - کہ وہ کیا خیالات رکھتی ہی زیادہ
کہنے کی ضرورت نہین -

ہم گورنمنٹ سے کہتے ہین کہ آپ لبد قاتل کو مقتول کی نظر سے اوجھل کر دیجئے - آپ کے کرّ و فر
عز و جاہ کو نقصان نہ ہوگا - ہمارے زخمی اور مضطرب دلون کو کچھ تھوڑی سی تشفی ہو جاے گی
ہمین معلوم ہی کہ جو کچھ ہوگا - مین چاہتا ہون کہ اپنی راے کا اظہار کرون کہ کوئی خاص رپورٹ
ہونے والی ہی -

شاہی تذکرہ کا اعلان کرتے ہوے کہا کہ ہمین کینڈا، نیوزیلینڈ، آسٹریلیا کی طرح حقوق ملنے چاہئین
ورنہ طفل تسلی ہمارے دلون کو مطمئن نہین کر سکتی - کہا کہ اگر برٹش حکومت ہندوستان کا
اعتماد چاہتی ہی - حاکم و محکوم کے خوشگوار تعلقات دیکھنے کی متمنی ہی - جیسا کہ اعلان شاہی مین
درج ہی انگریز چاہتے ہین کہ انکی حکومت قائم رہی تلوار و بندوق کے زور سے نہین - ڈائر کے فائر یا
کسی کی بم بازی سے نہین - بلکہ محبت و عطوفت سے - تو کم از کم ڈائر کو یہان سے بلا لیا جاے
اس اڈوائر نے جس نے اپنے جابرانہ عہد حکومت مین مصائب و آفات کے پہاڑ نازل کئے
افسوس ہی کہ آرمی کمیشن کے ذریعہ سے ہندوستان مین مکرر بھیجا گیا ہی کیا گورنمنٹ کے پاس
ایسے انگریز نہین رہے جو زخمون پر پھاہا رکھنے والے ہون - اور یہی رہ گئے ہین جنکو دیکھ کر اور
جنکا نام سُنکر زخمون کے ٹانکین کُھل جائین مین کہتا ہون کہ گورنمنٹ کو اپنا طرز عمل بدلنا چاہئے ورنہ مین یہ کہنے پر مجبور ہونگا

گریہی ہی اس گلستان کی ہوا شاخ گل اک روز جھونکا کہا

مسٹر ممتاز حسین بیرسٹر لکھنؤ نے تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ اس مرتبہ لیگ کا اجلاس امرتسر مین ہونا ضروری تھا۔ اہالی امرتسر کی طرف سے دعوت دینے کا شکریہ۔ ہمین کبھی یہی موقع حاصل ہوا کہ ہم نے بھی ہمدردانہ جذبات کا اظہار کیا۔ برادران! جو مظالم آپ پر ہوئے اُن کو سنکر سب کے دِل دہل گئے۔ افسوس ہے کہ پنجاب کی لیجیسلیٹو کونسل مین ایسے ممبر بھی ہین جنھون نے کہا کہ غیر پنجابیون کو کیا حق ہے کہ وہ معاملاتِ پنجاب مین آکر دخل دین۔ (شیم کا نعرہ بلند کیا گیا) صاحبان! یہ دعوت جو صوبہ پنجاب کی طرف سے دی گئی ہے۔ ہندوستان کے تمام صوبون کے لیئے ہے۔ اور اسکی اجازت ہے کہ ہندوستان کے تمام مقامات کے نمایندے آئین اور قومی سیاسی مذہبی پہلوؤن پر مشورہ کرین۔ یہ کہنا کہ مسلمانانِ پنجاب علیحدہ ہین غلطی ہے۔ مسلمان ہندوستان کے علاوہ باہر کے مسلمان بھی ہمارے بھائی ہین۔ میری بیحد تمنا تھی کہ اس صاحب کی شہادت جو ہنٹر کمیٹی کے سامنے ہوئی۔ میرے مطالعہ مین آتی۔ مگر افسوس کہ اسکو یہ جرأت نہوئی کہ وہ مردِ میدان بنکر شہادت دیتے۔ بلکہ اُنھون نے دی بھی تو بند کمرہ مین دی جس سے معلوم نہوا کہ کیا کہا۔ مگر اس خفیہ شہادت دینے سے اُن کے خیالات کا اندازہ ضرور ہو گیا ہے (شیم کا نعرہ)

حضرات! ہم صاف کہتے ہین کہ ہر جگہ کے مسلمان ایک ہین۔ اور وہ برابر ہین۔ جو مظالم پنجاب مین ہوئے۔ امریکہ کی سینٹ مین پہونچ چکے ہین۔ اب کوئی اُن پر پردہ نہین ڈال سکیگا ہمین ہنٹر کمیٹی سے مایوس نہونا چاہیئے کہ اس کمیٹی کی راے خواہ کسی حد تک خلاف بھی ہو۔

برادران! ڈائر نے جو شہادت دی ہے۔ اور اپنی حرکات ومظالم کو جس فخریہ لہجہ مین بیان کیا ہے۔ اس سے زیادہ کوئی بے حمتی کی دلیل نہین ہو سکتی۔ کہ وہ اسطرح بیدردی کے ساتھ نہتّون کو نشانۂ اجل بناتا ہے۔ اور پھر اپنی کارگذاری پر خوش ہوتا ہے۔ اسکی نظر مین ہماری وقعت کیڑون مکوڑون سے زیادہ نہین ہے۔ اِس لیئے اسکے متعلق ہمین کیا راے دینی چاہیئے۔ ظاہر ہے جو اسکے متعلق ہماری راے ہے، وہ یہ کہ پارلیمنٹ بہت جلد اس بارہ مین انصاف کو عمل مین لائے شاہی اعلان مین نظربندون وغیرہ کا معاملہ درج ہے۔ جابر حکام کی زیادتی کا ذکر اور اسکے متعلق اطمینان دہی

کی کوئی صورت درج نہین ہی۔ ہمارے دل اسوقت تک آرام نہین لینگے جب تک پنجاب کے ان جابر حکمرانون کو گورنمنٹ کی طرف سے تنبیہ نہوگی۔

صاحب صدر کے استمزاج پر یہ رزولیوشن بھی بالاتفاق پاس ہوا۔

رزولیوشن نمبر ۱۴ جو پروگرام مین دو رزولیوشنون کی صورت مین تھا صاحب صدر کے حکم سے ایک رزولیوشن کر دیا گیا۔ اور آنریبل مولوی ابوالقاسم صاحب نے انگریزی زبان مین اُسپر تقریر کی۔

"آل انڈیا مسلم لیگ کے اس جلسہ کی یہ رائے ہو کہ ہنٹر کمیٹی کے روبرو جنرل ڈائر نے جو اقبال کیئے ہین ان کے رو سے وہ اس قابل نہین ہین کہ کا نطور برقرار رہین۔ انکو فی الفور ان کے فرائض سے سبکدوش کر دینا چاہیئے۔ قبل ازین کہ ان کے خلاف قانونی کارروائیان کی جائین

آل انڈیا مسلم لیگ کی یہ بھی رائے ہو کہ سر مائیکل اڈوائر کی پوری پالیسی معرض تحقیق مین ہو اور اسوجہ سے کہ انھون نے جنرل ڈائر کے جلیانوالہ باغ کے سفاکانہ قتل عام پر اپنی پسندیدگی ظاہر کی تھی۔ ان کا تعلق آرمی کمیشن سے منقطع کر دیا جاوے تمہیدان قانونی کارروائیون کے جو ان کے برخلاف کی جاوین"

آنریبل مولوی ابوالقاسم نے فرمایا۔ برادران اسلام۔ مین اس لیئے انگریزی بولنا نہین چاہتا کہ مین اردو بھی اچھی تقریر نہ کرسکون گا۔ بلکہ انگریزی مین اس لیے بولنا چاہتا ہون کہ سرکاری رپورٹ ہمارے جذبات و خیالات کو صحیح طور پر قلمبند کرلین تاکہ اعلیٰ حکام کو معلوم ہوجائے کہ اس بارہ مین ہم کیا رائے رکھتے ہین۔ لہذا مجھے اجازت دی جائے کہ مین انگریزی زبان اظہار خیالات کرسکون۔ حاضرین کے منظور کرنے پر آپنے انگریزی مین تقریر کی۔

قتل حسین اصل مین قتل یزید ہی   اسلام زندہ ہوتا ہی ہر کربلا کے بعد

مولوی محمد یعقوب صاحب نے فرمایا کہ میرے فاضل دوست نے جو رزولیوشن پیش کرتے ہوئے

تقریر کی۔ مین اسکی تائید کرتا ہون۔ حاضرین کے اصرار پر اور رزولیوشن اسوقت پڑھے گئے۔

حضرات۔ میرے فاضل دوست نے جو کچھ کہا۔ اسپر زیادہ کہنے کی گنجائش نہین ہی، جسطرح سفاکون کے نام آجتک سیاہ حروف مین کندہ ہین۔ اسی طرح ڈائر اور ... اُن کے نام بھی ہندوستان بلکہ برٹش تاریخ مین مرقسم رہینگے۔ زیادہ کہنے کی ضرورت نہین یہ الفاظ خود کہتے ہین کہ دونون اشخاص اس قابل نہین کہ وہ پنجاب یا ہندوستان کے کسی مقام پر موجود رہین۔ ہمارے دل زخمی ہین۔ لہذا ان کی نمک پاشی کے لیئے انھین یہان نہ رکھیئے۔ یہ اصولی بات ہی اور عام قانون ہی۔ جسکے خلاف کارروائی ہو رہی ہو۔ اسکا تعطل عمل مین آتا ہی۔ جب اُن کی تحقیقات ہو رہی ہی۔ تو کیون وہ دونون موجود ہین۔ اگر برٹش قانون کی کوئی قدر و قعت ہی تو دوران تحقیقات مین انھین ہٹا دینا چاہیئے۔ ان کی موجودگی اسوقت نہ صرف غیر ضروری ہی۔ بلکہ مضر ہی۔ کیونکہ ان کا یہان رہنا آزاد تحقیقات پر برُا اثر ڈالنے والا ہی۔ لہذا مین ان مختصر الفاظ مین تائید کرتا ہون۔

ان کے بعد مولوی الف دین صاحب پلیڈر پلیٹ فارم پر آئے۔ اور انھون نے کہا

دوران بقا چو باد صحرا بگذشت — تلخی و خوشی و زشت و زیبا بگذشت
پنداشت ستمگر کہ جفا بر من کرد — بر گردنِ او بماند و بر ما بگذشت

صاحبان! حقیقت یہ ہی کہ اور اسپر تمام ہندوستان کیا باہر والون کا بھی اتفاق ہی کہ جو مصائب یہان نازل ہوئے ان کا ذمہ دار اڈوائر ہی۔ اب یہ دیکھنا ہی کہ اسکو جرات کیون ہوئی۔ یہ ایک راز ہی۔ اور وہ راز یہ ہی کہ رزماست کہ برماست۔ اسکی کونسل کے ممبر خوشامدی اور نکمے تھے، اور یہ ان ہی کی کمزوری کا نتیجہ ہی جو ہوا۔ کہ اسکو کوئی روکنے والا نہ تھا سب اسکی ہان مین ہان ملاتے تھے۔ اور اسطرح اسکی قوت انتقام بڑھتی گئی۔ ڈائر بھی اسکے کارندون مین ایک ہی۔ اسکے مظالم کا نقشہ کھینچنے کے لیئے جلیانوالہ باغ باچشم نم موجود ہی۔ کل ٹریبون مین ہمنے دیکھا کہ ولایت کی مزدور پارٹی نے اعلان کیا ہی کہ تمام انگلستان مین ایک میٹنگ کی جائے۔

شہیدانِ ملک کے لیئے دم بخود ہو کر دس منٹ کے لیئے دعا کی جاوے۔ جب یہ معاملہ وہان ہوگا تو کیفیت واضح ہو جاے گی اسکے بعد آپنے ایک دلچسپ واقعہ سُنایا کہ میرے دوست لوین جی نے مجھ سے کہا کہ مین روم مین گیا تو وہان دو انگریز بیٹھے تھے۔ ایک کے سینے پر فوجی تمغے لٹک رہے تھے۔ اُسکو مین نہین جانتا تھا۔ لیکن دوسرا انگریز جو وہان تھا اس سے میری جان پہچان تھی۔ اُس نے مجھسے کہا کہ کہان سے آئے ہو۔ مین نے کہا کانگرس سے اُس نے کہا کہو کانگریس مین اسوقت کیا کارروائی ہو رہی ہے۔ مین نے کہا یہ رزولیوشن پاس کیا جا رہا ہو کہ جنرل ڈائر کو یہان سے بلا لیا جاوے۔ ابھی اتنا کہنے پایا تھا کہ دوسرا انگریز ناک بھون چڑھاتا ہوا اُٹھکر چلا گیا۔ میرے دریافت کرنے پر اُس نے کہا۔ جنرل ڈائر یہی تھے۔

صاحب صدر کے ارشاد پر حاضرین نے بالاتفاق کہا۔ کہ پاس ہو۔

رزولیوشن نمبر ۱۵

”آل انڈیا مسلم لیگ کے اس جلسہ کی یہ راے ہو کہ چونکہ ہز اکسلنسی لارڈ چیمسفورڈ پر ہندوستانی آبادی کے کسی گروہ کا اعتبار باقی نہین رہا ہو اس لیئے ان کو فی الفور ہندوستان سے واپس بلا لینا چاہیئے“

مسٹر ممتاز حسین بیرسٹر نے کہا کہ برادران جو صاحب اس رزولیوشن کو پیش کرنے والے تھے وہ چونکہ تشریف نہین رکھتے۔ اس لیئے مین پیش کرنے کی عزت چاہتا ہون۔ برادران ہمارا سب سے بڑا حاکم وائسرائے ہی چونکہ ہندوستان کی تمام آبادی اُن سے ناخوش ہی۔ اس لیئے ہم درخواست کرتے ہین کہ ملک معظم کی گورنمنٹ ان کو جلد واپس بلائے۔ ایسا ہی جب وائسرائے لکھنؤ کی طرف تشریف لا رہے تھے تو باشندگان لکھنؤ کی طرف سے ایک دن پہلے اُن کا خیر مقدم کیا گیا تھا۔ اور اس جلسہ مین یہ طے پایا تھا کہ حضور وائسرائے جو تشریف لا رہے ہین وہ ہمارے خیر مقدم کے قابل نہین ہین۔ اس لیے اُنھین واپس بلا لیا جاوے۔ غالباً آج کانگریس

مین بھی یہی رزولیوشن پیش ہوا ہوگا۔ اب تک جو ہم نے ایسی درخواستین دین کہ وہ بلائے جادین۔ گو اُن کی سماعت نہین ہوئی۔ مگر جو اعلان شاہی ہوا ہو ان اصلاحات کی تکمیل و ترقی ہندوستان کے لیئے ضروری ہو کہ انھین بلالیا جائے۔ اب نیا دور شروع ہوا ہو ہمین یہ رعایت دی گئی ہو کہ اب ہم حکومت اپنی راے کے مطابق بنالین۔ جب سابقہ حکومت کا طریق عمل بدل گیا ہو تو ہمین نئے دورے فائدہ اُٹھانے دیا جائے۔ اور جب سب متفق ہین تو ان کو کیون نہ واپس بلالیا جائے۔ انھون نے جو کارنمایان کیئے ہین وہ رزولیوشن کی طرح ظاہر ہین۔ مارشل لا کی منظوری جو ہمارے نقصان عظیم کا باعث ہو۔ وغیرہ اور وہ بھی نقائص تھے جنکو ملحوظ رکھتے ہوے ملک کے سچے سپوت سر سنکرتا یرن نے وائسراے کی کونسل سے استعفا دیدیا۔ اور وہ یہی کمزور ناجائز کارروائیان تھین جن سے متاثر ہوکر سر رابندرناتھ ٹیگو نے اپنا اعلیٰ خطاب "سر" واپس کردیا۔ مگر شرم ہو ایک پنجابی پر جس نے نائٹ کی جگہ قبول کرلی۔ جناب ٹیگور نے ایک مثال قائم کردی ہو۔ اور امید ہو کہ اس مثال کو ملحوظ رکھتے ہوے ہمارے خان بہادر راے بہادر آئندہ اپنے طرز عمل سے کوئی نیک تاریخ مرتب کرنے کا باعث ہونگے۔ اور غور کرینگے کہ محض صداقت اور ملک و قوم کی خاطر ایک سپوت "سر" کا خطاب کسطرح واپس کردیتا ہو۔ مسٹر جناح بھی ہمارے شکریہ کے مستحق نہین ہین جنھون نے اپنی خرابیون کی بنا پر ممبری سے استعفا دیدیا۔ اور انھون نے صاف کہدیا کہ جب ہماری آواز کی کوئی قدر نہین کی جاتی تو ہمین ایسی کونسل مین رہنا ہی فضول ہو۔ لہذا وہ وائسراے جو اہل علم اور قابل اصحاب کی راؤن کی قدر نہین کرتا۔ اس سے ہم کیا توقع رکھ سکتے ہین۔ کہ وہ شاہی اعلان سے ہمین مستفید ہونے دیگا۔ اِس لیے اُن کا واپس بلالینا ضروری ہو۔

مولوی شوکت علی صاحب نے اسکی تائید کرتے ہوے کہا کہ جو رزولیوشن آپ کے سامنے پیش ہو۔ اسپر آپ نے قابل محرک کی تقریر سن لی جنھون نے بالوضاحت کہا کہ وائسراے کو جلد سے جلد علیحدہ کیا جانا چاہیئے۔ اور یہ مطالبہ بالکل کم ہو۔

اس موقع پر ایک مثال عرض کرتا ہوں - سن لیجئے - ترکی جنگ میں آرمینیا نے شور مچایا کہ انکے ساتھ مظالم کئے گئے ہیں - حالانکہ وہ جنگ کی حالت تھی - دوسری طرف بلقان کا نقشہ آپ کے سامنے ہے، کہ بلقانی ریاستوں نے کیا کیا مظالم کئے - مگر ترک چونکہ ایشیائی تھے - اس لئے مظالم آرمینیا کے متعلق انھیں پھانسی دے دی گئی - ان پر مقدمے چلائے گئے - اور یہ کہا گیا کہ یہ سب کچھ انصاف کے لئے کیا جا رہا ہے، کیا ہندوستانیوں کی وفاداری کے سامنے یہ مطالبہ بھی کوئی چیز ہے - صرف یہ کہ وائسرائے کو واپس بلایا جائے - اسی پر اکتفا کیا گیا ہے، کوئی مقدمہ چلانا یا سزا دلوانے کی خواہش نہیں ہے - اگر یہ بھی نہ کیا گیا تو افسوس ہوگا -

مسٹر خلیق الزمان نے بھی تائید کی اور فرمایا - حضرات مجھے معلوم نہیں کہ وائسرائے کا خیال خیال ہوگا کہ وہ ہندوستان میں ابھی کب تک قیام پذیر رہیں مگر ہمارا خیال ہے کہ لکھنؤ کے جلسے کے بعد جسمیں متحدہ طور پر یہ کہدیا گیا ہو کہ ہم وائسرائے کی حکومت کو پسند نہیں کرتے انھیں چاہئے تھا کہ وہ خود واپس چلے جاتے - ایسی حالت میں جبکہ رعایا دل سے نہ چاہتی ہو ان کا رہنا کیا فائدہ دے سکتا ہے - لازم ہے کہ وہ خود استعفا دیکر واپس چلے جائیں - موجودہ وائسرائے کے عہد حکومت میں جو مشکلات ہم پر نازل ہوئی ہیں اُن کا وجود پہلے کسی وائسرائے کی حکومت میں نظر آیا ہوگا - ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ - طاعون - رولٹ ایکٹ - انفلوئنزا وغیرہ -

ہماری وفاداری اور جاں نثاری کے عوض میں رولٹ ایکٹ کا پاس کرنا اور اسکے لئے شب و روز کی لگاتار محنت گوارا کرنا یہ ہمارے وائسرائے کی کارروائیوں کا ایک عمدہ نمونہ ہے - اسکا نتیجہ جو ہوا دُنیا نے دیکھ لیا - اب وہ زمانہ گیا کہ ہم گردن جھکا کر ہر جائز و ناجائز حکم کو قبول کرلیں - جب ہم اپنی مرضی کے خلاف بیجا احکام قبول نہ کرینگے - اگر کوئی ایسا کرنا چاہے گا تو یہ عرض کرینگے کہ وہ واپس تشریف لے جائیں - اگر کسی انگریز کو وائسرائے ہوکر رہنا ہوگا تو اسکو ہماری آرزو کا احترام کرنا ہوگا -

مولانا حسرت موہانی تشریف لائے اور انھوں نے فرمایا کہ میں اسوقت تقریر نہ کروں گا میرے

دوست نے جو فرمایا کہ اب وائسرائے کو خود استعفا دیکر واپس چلا جانا چاہیئے تو مین اسپر صرف اسقدر عرض کرتا ہون کہ

تو جو ہو جانے پہ راضی تو ترے سر کی قسم — کرکے چندہ ابھی دیدین تجھے لندن کا ٹکٹ

اسوقت آدھ گھنٹہ کے لیئے براے نماز ظہر جلسہ برخاست کیا گیا۔

نشست دوم

۳ بجے بعد دوپہر

رزولیوشن نمبر ۱۶

"یہ کہ آل انڈیا مسلم لیگ اظہار رنج اور افسوس کرتی ہو کہ مسئلہ خلافت عثمانیہ و مسئلہ جزیرۃ العرب و دیگر مقدس مقامات کے متعلق جو مطالبات مسلمانان ہند کی طرف سے پیش ہوتے رہے ہین وہ ابتک قبول نہین کیئے گئے۔ اس لیئے مسلمانان ہند اس بات کا یقین کرتے ہوے کہ نئی صلح مسلمانون کی عام ناخوشی کے ساتھ قابل اطمینان نہین ہو سکتی۔ یہ ظاہر کرنا چاہتے ہین کہ ایسی صلح جس سے سلطنت عثمانیہ کے حصے بخرے ہوتے ہون مسلمانون کو ہمیشہ گہرے رنج اور بددلی مین رکھیگی اور اسکے ناگوار نتائج کے وہ ذمہ دار نہون گے اور وہ حق رکھینگے کہ اپنے اس رنج اور غم کو ہر آئینی جد و جہد کی صورت مین ظاہر کرتے رہین جسمین برٹش فوج مین داخل ہونے سے اعتراض شامل ہو۔ اگر یہ فوج سلطنتی اور غیر اسلامی اغراض کے لیئے بیرون ہند کام مین لائی جائے۔"

صاحبزادہ سید فضل شاہ سجادہ نشین کیگتان شریف لائے اور انہون نے مندرجہ بالا رزولیوشن پیش کرتے ہوے فرمایا کہ جناب صدر و معزز حاضرین۔ اس فقیر کے ذمہ ایک ایسے اہم اور مہتم بالشان رزولیوشن پیش کرنے کی خدمت عائد کی گئی ہو جسپر اسلامی نقطہ خیال سے

بہت کچھ کہا جا سکتا ہی۔ مگر ایک ایسے تنگ وقت مین جبکہ اور بھی بعض قابل ترین اصحاب اس بارہ مین اپنے قیمتی خیالات ظاہر فرمانے والے ہین۔ مختصراً اتنا عرض کر دیتا ہون کہ مسئلہ خلافت ایک ایسا مسئلہ ہی جسکا تعلق صرف مسلمانون سے ہو سکتا ہی۔ اور ایسے مسلمہ مذہبی معاملہ مین اغیار کی دخل دہی صراحتاً ہمارے جذبات وحیات کی پامالی کا موجب ہی۔ جسے کوئی مسلمان بشرطیکہ اسکے دل مین ایمان کا ایک ذرہ بھی موجود ہو۔ برداشت کرنے کے لیئے تیار نہین۔ جزیرۃ العرب کی آزادی اور سلطنت عثمانیہ کے تحفظ وبقا کے لیئے ہمارے مطالبات ایسے نہین جنھین طاق نسیان پر رکھا جائے اس لیئے کہ جزیرۃ العرب سے جب ہمارے شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری اقوام کو بوجہ خاص مصالح اسلامی ہمیشہ کے لیئے خارج کر دیا تھا جو کسی قوم کا اسپر قابض ومتصرف ہونا یا اسکے انتظامی اور سیاسی معاملات مین دخل دہی پیروان دین محمدی کے نزدیک غیر واجب اور نامستحسن فعل ہی نہین بلکہ قابل رد عمل یداً ولساناً وقلباً سلطنت عثمانیہ ایک صرف ایک اسلامی سلطنت کی حیثیت نہین رکھتی بلکہ بوجہ خادم الحرمین اور خلیفۃ المسلمین ہونے کے لیئے مسلمانون کا مرجع وآل ہی۔ اور واجب التعظیم اور واجب الاحترام اس لیئے اسکی ہستی سے ہمارا بقا وابستہ ہی اور اُسکے تنزل سے ہمارا انحطاط مستلزم ہی۔

ایسی صورت مین جبکہ ہمارے خالص مذہبی جذبات کی شنوائی اور قبولیت مین حکومت کی طرف سے سرد مہری اور سہل انگاری کا برتاؤ ہو رہا ہی۔ اور مسٹر لائڈ جارج ایسے ذمہ دار مدبر اپنی کُھلم آزار تقاریر سے ہمارے دل دکھا رہے ہین۔ ہماری طرف سے صدائے احتجاج بدین الفاظ رزولیوشن کی صورت مین بلند کرنی غیر انسب نہ ہو گی کہ

مولانا محمد فاخر صاحب الہ آبادی نے تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کے جو رزولیوشن ایک قابل سجادہ نشین نے پیش کیا ہی۔ بحمد اللہ کہ اب ایک آستانہ کے دوسرے خادم کا یہ شرف بخشا گیا ہی کہ وہ اسکی تائید کرے گویا پیرزادہ کی تائید ایک دوسرے پیرزادہ کے سپرد کی گئی ہی۔ آپ نے فرمایا کہ انسان کے لیئے چار چیزین بہت پیاری اور ضروری ہین (۱) دولت

(۲) جان (۳) عزت (۴) ایمان۔

جان کے لیئے آدمی ذلت قربان کر دیتا ہی۔ اور عزت کے لیئے جان و دولت دفین گر ایمان وہ چیز ہی کہ ... لیئے تینون کو نثار کر دینا معمولی بات ہی۔ اور بات بھی یہی ہے کہ ایمان ہی تو سب کچھ ہی۔ ایمان نہین تو کچھ بھی نہین۔ کیونکہ پہلی تین چیزون کا تعلق صرف دُنیا سے ہی۔ اور ایمان کا تعلق دنیا سے گزر کر عقبیٰ مین بھی قائم ہی۔

اسکے بعد آپ نے خلافت کے متعلق بہت کچھ کہا۔ مزید واقعہ سنایا کہ کہتے کو وہ بھی حرمین شریفین کا محافظ بنتا تھا۔ اور کہنے والے یہ بھی کہتے ہین کہ الائمۃ من القریش حرمین شریفین کا محافظ قریش مین سے ہونا چاہیئے۔ خانۂ کعبہ کے متعلق اس واقعہ کی مثال ہی۔ جب ہشام آیا۔ اور حضرت زین العابدین بھی آئے۔ جب ہشام آتا جو بادشاہ تھا اُسے جگہ نہ ملتی۔ مگر جب حضرت امام زین العابدین آتے تو لوگ آنکھوں پر جگہ دیتے۔

اسکی کیفیت کو جب ایک شاعر نے نظم کیا تو اظہار صداقت کی بنا پر گرفتار کر لیا گیا۔ صداقت کے دشمن آج ہی نہین پہلے بھی ہو چکے ہین۔

برادران۔ خلافت کا مسئلہ صاف ہی۔ جب ہم دیکھتے ہین کہ بنی فاطمہ نے خود آل عثمان کے ہاتھ پر برضا و رغبت خود عثمانِ خلافت دیدی ہی تو اب کسی سید کا یہ حق نہین ہی کہ ماں باپ کے ہاتھ کی دی ہوئی اور ایک سپرد کی ہوئی چیز کو واپس طلب کرے۔ (چیرز) کہا گیا کہ تالیاں نہ بجایا کرو۔ مرحبا۔ سبحان اللہ۔ اللہ اکبر کہا کرو۔

جس چیز نے آپ کو عزیز بنایا تھا وہ خدا اور رسول کی غلامی تھی۔ اب حالت دگرگون ہے پوت سپوت وہ ہی جو خدا و رسول کی اطاعت کرے اور کپوت وہ ہی جو اپنے ماں باپ کے خلاف کرے۔ چاہے وہ شریعت کا ہو۔ یا کوئی اور۔ اگر کوئی مخالفت کرتا ہو تو وہ نامناسب افعال کا ارتکاب کرتا ہو خواہ وہ اہل بیت ہی سے ہو۔

مسلم شرافت کی دلیل صاحبان! مسلمان طبعی طور پر شریف ہیں۔ جنرل ارشد علی کی

سپاہیوں کی شرافت کا مداح ہو۔ حال مین جو اُس نے اپنا بیان شایع کرایا ہو وہ دنیا سے مخفی نہین ہے۔ وہ اس بات کا قایل ہو کہ زمانۂ اسیری مین اسکے اور اسکے مگر سپاہیون کے ساتھ ترکون نے نہایت شریفانہ برتاؤ کیا۔ ترکون کی یہ شرافت آج کوئی نئی نہین۔ بلکہ قدیمی ہو جن لوگون کو تاریخ دیکھنے کا اتفاق ہوا ہو گا، انھین وہ زمانہ یاد ہو گا جب رچرڈ سلطان صلاح الدین کے مقابلہ مین فوج لایا۔ اور اتفاق سے اُسکی فوج مین زہریلی ہوا چلی اور اُسکے سپاہی بیمار ہو گئے سلطان نے مقابلہ ملتوی کرایا۔ اور اپنے دشمن کے لیے تریاق مہیا کی اور اُسے دی اور کہا کہ جب تمہین سے سمیت دور ہو جائیگی تو ہم مقابلہ کرینگے۔ یہین بہادر حریفون کے کارنامے اور یہ ہین مسلم سپاہیون کی شرافت کے کرشمے۔ چنانچہ حقی پاشا کا یونانیون کو کئی ہزار بورے آٹے کے بھیجنا مسلم شرافت کا بین نمونہ ہو۔

افسوس وہ مسلمان جو کبھی بہادر اور قابل تھے آج وہ نالایق شمار کیے جاتے ہین۔ اور جزیرہ العرب پر غیر مسلم قابض و متصرف نظر آرہے ہین۔ ہمارے لیئے حکم ہو کہ اسکا ماتم بھی نکرین برادران۔ اگر آپ کے دل مین حرمین شریفین کی کچھ بھی محبت ہو۔ اگر آپ مخبر صادق کے اطاعت گذار ہین تو واجب ہی کہ اس ٹھوکر سے آپ جاگین اور اپنی بیداری کا ثبوت دین۔ ورنہ مین کہہ چکا ہون کہ اگر ہم نے سستی کی تو ہم زیادہ پامال کیئے جاوینگے۔ ہماری محبت سلطنت عثمانیہ سے کے ساتھ لازمی اور قدیمی ہو۔ اگر سلطنت عثمانیہ کو ضعف پہنچایا گیا اور حرمین شریفین کو خلیفۃ المسلمین کی حد سے علیحدہ کیا گیا تو مسلمان اپنی قربانیون سے اور اپنے خون کے قطرون سے صفحۂ عالم پر اپنی محبت و تعلق کے حروف لکھدینگے۔ پس جو لوگ حکومت کرنے آئے ہین وہ یاد رکھین کہ اگر مسلم جذبات کو ٹھیس لگے گی تو اسکی ذمہ داری ان پر ہو گی۔ اسلام فساد کے لیئے نہین آیا۔ مگر اسلام حق بات کہنے سے نہین رُکے گا۔ کیونکہ حق بات پر چپ رہنے والا گونگا شیطان ہو (حدیث) مین صاف کہونگا کہ اگر خلافت برقرار نہ رہے گی تو مسلمان بھی برقرار نہ رہین گے۔

مولانا حسرت موہانی حاضرین اسوقت اسکے آخر مین چند الفاظ پڑھانے کے لیئے آیا ہون۔ اگر آپ منظور کرین تو پڑھا دیئے جاوینگے۔ کیونکہ اگر آپ اسمین کوئی اثر ڈالنا چاہتے ہین تو ایسا کرنا ضروری ہوگا کیونکہ ہم باتین بنانے نہین آئے۔ لہذا میرے خیال مین اُسکی تصریح اسطرح ہونی چاہیئے۔ الفاظ انگریزی مین پڑھے گئے اور اسکا ترجمہ یہ کیا گیا۔

”جو فوج ہندوستان سے باہر بھیجی جانے والی ہو جسکو خلاف مقاصد اسلام استعمال کئے جانے کا گمان غالب ہو اسکو بائیکاٹ کر دیا جائے“

حضرات! کل علی برادران جو فرما گئے تھے وہ باتین ابتک یاد ہونگی۔ اصل مسلمان کا کام ہی کہ جو کہے وہی کرے، وہ کہتے ہین کام عمل مین آوے۔ مین کہتا ہون ہو صورت حال بھی اسکی متقاضی ہی۔ آپ کو معلوم ہی کہ ہم نے لاکھون کی تعداد مین مسلم سپاہی بھیجے۔ شروع مین ہم سے کہا گیا کہ یہ جنگ مذہبی نہین ہی۔ بھولے بھالے مسلمان گئے۔ اور نبرد آزما ہوئے، نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانون نے مسلمانون کو مارا، اور بالآخر مسلمانون نے مقامات مقدسہ کو فتح کرکے غیر مسلم کے ہاتھ مین اُنکو دیدیا، درانحالیکہ مسلمان کا مسلمان کو گالی دینا فسق ہی۔ مارنا کفر ہی۔ ایسی حالت مین خلیفۃ المسلمین کے مقابلہ مین جانا جہنم کا زاد راہ خریدنا ہی، اس لیئے جو فوج جانے والی ہو اسکا بائیکاٹ عمل مین آنا چاہیئے۔ چونکہ پہلے کچھ لوگ دھوکا کھا چکے مین اور کچھ ان کی کمزوری تھی کہ اُنھون نے صاف بیانی سے کام نہ لیا، اس لیئے اب ہمیشہ کی طرح ہم غلطی مین نہین رہنا چاہتے ہین۔ چونکہ موجودہ حالت مین دوبارہ جنگ چھڑنے کی توقع ہی۔ ترک مصر ہین کہ وہ علاقہ نہ دینگے۔ غازی انور پاشا حملہ کی تیاریان کر رہے ہین۔ کیا اس وقت کوئی بے حمیت پھر مقابلہ کے لیئے آمادہ ہو سکتا ہی (آواز آئی ہرگز نہین ہرگز نہین)

حضرات! اس رزولیوشن مین دو باتین ہین۔ پہلا حصہ یہی ہی کہ مسلمان کہین گے کہ ہم باہر نہ جائینگے۔ یہ مسلم ہی کہ ہندوستان ہندوستانیون کے لیئے ہی۔ یہ سپاہی بھی نہ تھا نیز باہر نہین بھیجا جا سکتا اور یہ قانون گو جنگ سے پہلے نا [illegible]

گڑھ لیا گیا۔ اگرچہ یہ قاعدہ وقتی تھا۔ اور قدیم قاعدہ جاری ہو اور رہے گا۔ مگر اس خیال سے کہ فوج خلیفۃ المسلمین کے ساتھ یا تاشقند و بخارا مین لڑنے کے لیئے جاوے تو بائیکاٹ کا طریقہ کافی ہوگا۔ اگر اسپر فوج جاوے گی تو کوئی بے حمیت نہو گا جو جاویگا۔ یہ مسئلہ زبانی جمع خرچ کا نہین بلکہ اصول اسلام کی پابندی کے لیئے ہی۔ اس لیئے ان الفاظ پر زیادہ کہنے کی ضرورت نہین۔ آپ نے سب کچھ سمجھ لیا ہوگا۔

صاحبزادہ سجادہ نشین سید فضل شاہ صاحب نے فرمایا کہ مجھے بحیثیت محرک اس ترمیم پر کوئی اعتراض نہین۔

صاحب صدر نے فرمایا۔ جو تحریک حسرت موہانی صاحب نے کی وہ محرک صاحب پسند کرتے ہین۔ اگر آپ منظور کرین تو رائے دین۔ حاضرین نے بالاتفاق کہا۔ کہ منظور ہی۔ چنانچہ بالاتفاق منظور کیا گیا۔

رزولیوشن نمبر ۱۷

صاحب صدر نے فرمایا۔ اسوقت ایک اور ضروری رزولیوشن مولوی ثناء اللہ صاحب پیش کرتے ہین۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ صاحب آئے اور اُنھون نے یہ شعر پڑھا۔

ے ہو نگے چمن مین سیکڑون نالے ہزارون کے
کلیجہ تھام لو اے دل جلے فریاد کرتے ہین

جناب صدر و برادران! میرے متعلق ایک ایسا رزولیوشن پیش کرنے کا کام دیا گیا ہی جو مسلم لیگ کی جان اور روح رواں ہی۔ اس سے پہلے مین ایک دو حوالے پیش کرتا ہون۔ یہ ایک رشتہ داری اور تعلق کا ذکر ہی جو سرکاری کاغذات مین درج ہی۔ ابھی کل کی بات ہی کہ سلطان ٹیپو جب انگریزون سے لڑ رہا تھا۔ تو اسوقت انگریزون نے ترکی سے فتوی منگوایا۔ جسمین کہا گیا کہ انگریزون سے نہ لڑو۔ کل کا ذکر ہی کہ کریمیا کے مقابلہ مین جب فوجین آتی ہین تو انگریز بھی ترکون کی طرف سے لڑتے ہین۔ بلقان کی جنگ مین ہمین اجازت دی جاتی ہی کہ

مالی امداد حسبقدر دے سکتے ہین دین۔ ڈاکٹر انصاری کا مشن بھی قسطنطنیہ تک جاکر اپنا کام کرتا ہے۔ جب یہ جنگ چھڑتی ہے تو گورنمنٹ کی طرف سے وعدے کیئے جاتے ہین کہ وہ مقدس مقامات پر حملہ نہ کرینگے جسکی تائید مین سرکاری کاغذات موجود ہین، مگر جو کچھ ہوا وہ سب پر عیان اور روشن ہے، کہ کسطرح سابقہ تعلقات کو نظر انداز کرتے ہوے اپنے وعدون کی بھی پرواہ نہین کی گئی۔

برادران مسلمانون کا رستہ جو بحکم قرآن و حدیث ہے۔ اُسکو دنیا جانتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دنیا کے مسلمان ایک واحد شخص کی طرح ہین۔ اگر ایک کی آنکھ دکھتی ہے تو سب کی آنکھ مین درد پیدا ہوتا ہے۔ ایک کا بدن دکھتا ہے تو سب کے جسم دُکھتے ہین۔ اس بنا پر جو تعلق ہمین باہر کے مسلمانون سے ہے وہ کسی سے مخفی نہین۔ اور علی الخصوص محافظ حرمین شریفین سلطان المعظم ترکی سے جو تعلق ہے۔ وہ بھی کسی سے پوشیدہ نہین۔ اور یہ وہ صداقت ہے جو محتاج تشریح نہین۔

برادران! یہی وہ بات تھی کہ جو حافظ احمد سعید صاحب دیوبند نے صاحب ضلع سے کہی تھی۔ اور اس راست بیانی پر انھین افسر ضلع کی طرف سے ایک تلوار بطور انعام پیش کی گئی۔ اس لیئے جو لوگ صاف کہ دینے سے جھجکا کرتے ہین۔ وہ اِس واقعہ سے سبق اُٹھائین

اب مین رزولیوشن پیش کرتا ہون۔

"آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ جلسہ مسلمانان عالم کے اس ہمہ گیر عقیدہ مین شریک ہے کہ جلالت مآب سلطان وحید الدین محمد خان سادس خلد اللہ ملکہ وایدہ بنصرہ خلیفۃ الرسول ہین اور حضرت امیرالمومنین مدظلہم العالی کی خدمت قدسی صفات کے ساتھ اس حیثیت سے کہ حضرت اقدس نائب رسول اللہ اور محافظ اسلام ہین اپنی عمیق اور غیر متزلزل ارادت وعقیدت کا اظہار کرتا ہے۔ یہ جلسہ اس بات کا بھی فیصلہ کرتا ہے کہ مسلمانان ہند کی ارادت وعقیدت کا یہ نذرانہ بوساطت مناسب بارگاہِ خلافت مین گذرانا جائے۔"

آنریبل مولوی ابوالقاسم نے فرمایا کہ جو تحریک اسوقت ہمارے مخدوم مولوی ثناء اللہ صاحب نے کی ہو۔ اُسکی تائید مین کسی مزید گفتگو کی ضرورت نہین۔ بس اتنا کہنا چاہتا ہون کہ ہم خلیفۃ المسلمین کو خلیفہ ایسا ہی مانتے ہین جیسا کہ حضرت کا منشہ اسکی ضرورت اس لیے ہو کہ مسلمانون پر یہ شبہہ کیا گیا ہو کہ وہ خلیفہ نہین ہوسکتے۔ اس لیے مسلم لیگ نے یہ مناسب سمجھا کہ اسکے متعلق کھُلا اظہار کردیا جائے۔ کہ ہم اس بارہ مین کیا رائے رکھتے ہین (حکیم ابوتراب نے کہا کہ یہ بھی کہ دیجیے کہ جو سلطان ترکی کو خلیفہ نہ مانے وہ مسلمان نہین ہو) اسپر فاضل مقرر نے فرمایا یہ لیگ سیاسی مجلس ہو۔ علماء کی مخصوص مجلس نہین کہ کسی پر کفر کا فتوی صادر کرے۔ ایسی باتین مخصوص جماعت مین پیش کیجاسکتی ہین۔ پس یہ جلسہ اپنی عقیدت کا اظہار کرتا ہو۔ چونکہ ابھی شہنشاہ جارج کے لیے ایسا رزولیوشن پاس کیا گیا ہو۔ لہذا یہ بھی ضروری ہو کہ سلطان المعظم کے لیے بھی پاس ہو۔ چنانچہ بحکم صدر یہ رزولیشن بہ نظر احترام کھڑے ہوکر پاس کیا گیا اور اللہ اکبر کا نعرہ پیہم بلند کیا گیا۔

رزولیوشن نمبر ۱۸

صاحب صدر نے فرمایا ایک اور رزولیوشن جناب محمد خان صاحب پیش کرتے ہین وہ بھی قابل توجہ ہو۔

پہلے آپ نے رزولیوشن پڑھا جو یہ ہو:-

"آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ جلسہ ارض مصر کے محبانِ وطن کی اس تمنا کے ساتھ گہری ہمدردی کا اظہار کرتا ہو۔ کہ کانفرنس صلح کے مقررہ اصولون کے مطابق ان کو نیا طرز حکومت (آپ تجویز کرنے کا حق) ملنا چاہیئے۔ اور اس طرز عمل پر اظہار افسوس کرتا ہو جو اس تمنا کا خون کرنے مین اختیار کیا جارہا ہو"

صاحبان۔ اس امر کے ثابت کرنے کی ضرورت نہین کہ مسلمانان مصر نے کس کشمکش کی زندگی بسر کی۔ جب اہل یورپ نے دنیا کو خون مین رنگنے کا فیصلہ کیا تو وہ حریت کیلئے لوا زنکالے ہوئے تھے

جب جبکہ لڑائی کا خاتمہ ہے۔ تو اُنھون نے آزادی کے پامال کرنے والون کو مطلع کر دیا ہو کہ اُن کی لڑائی جبکہ آزادی کے لئے تھی تو اب کیون ان کی آزادی سلب کی جاتی ہو' وہ کوئی بڑا حق نہین مانگتے ہین صرف یہ چاہتے ہین کہ انھین سلف گورنمنٹ کا اہل بنایا جاوے مگر دعویداران حُریت کہتے ہین کہ تم قابل نہین ہو۔ ہم نہین کہہ سکتے کہ وہ کیون اپنے طرز حکومت کو اپنے قابل نہین بنا سکتے ہین۔

مولوی خلیق الزمان صاحب نے تائید کی' اور بالاتفاق منظور ہوا'

رزولیوشن نمبر ۹

مولانا حسرت جناب صدر و برادران۔ جو تجویز مین اسوقت آپ کے سامنے پیش کرتا ہون وہ سودیشی پر ہے جسکا انحصار ملک کی ترقی و خوشحالی پر ہے' یہ تجویز اگرچہ گذشتہ سال بھی پاس کی گئی تھی۔ اور اس سال بھی پاس کی جاوے گی۔ مگر اس قابل ہو کہ ہم اسپر عملی طریقہ سے کام کرین اور وہ یہ ہے:۔

"آل انڈیا مُسلم لیگ کی رائے مین اب وقت آگیا ہو کہ ہم اس بابت کا عزم بالجزم کریں کہ آئندہ ہم لوگ صرف وہ کپڑا خریدینگے جو ہندوستان کا بنا ہوا ہوگا"

برادران۔ آپکو علم ہو کہ کپڑا باہر سے آتا ہے' اور وہ ۶۰ کروڑ سے زیادہ کا ہوتا ہے۔ اگر ہم کوشش کرین اور کوئی وقت ایسا آوے کہ اپنی ضروریات کے مطابق ہم کپڑا یہان سے ہی فراہم کر سکین تو یہ فائدہ ہمین حاصل ہوگا۔ اسپر مزید تقریر کی ضرورت نہین۔ پس آپ اس وقت عہد کرین کہ ہندوستانی کپڑا استعمال کرینگے۔ یہ عہد کوئی مشکل نہین۔ اِسکو قبولیت عامہ کا جامہ پہنانے کی ضرورت ہے' اگر یہ بات عام رائج ہوجائے تو آپ اسوقت دیکھ لین گے کہ ہندوستان کی کیسی اچھی حالت ہوگی'

ڈاکٹر عبدالکریم صاحب فاروقی بنارس نے تائید کرتے ہوے فرمایا کہ حضرات۔ اِسوقت

جو ہمارے مکرم مولانا حسرت نے رزولیوشن پیش کیا ہی اُسکے متعلق مین عرض کرونگا کہ ہم اس سے کافی فائدہ اُٹھا سکتے ہین۔ اُمید ہو کہ آپ اپنے اخلاق کا ثبوت دینگے اور اپنے طرز عمل سے اسکی تائید کرینگے' یہ رزولیوشن ہندوستان مین امارت۔ دولت۔ اور فلاح پیدا کرنے والا ہی۔

صاحب صدر کے استصواب پر تمام حاضرین نے کہا۔ کہ بالاتفاق پاس ہی'

رزولیوشن نمبر ۳۰

صاحب صدر نے فرمایا۔ کہ ایک اور رزولیوشن چیر کی طرف سے پیش کرتا ہو۔ کیونکہ ابھی تک بہت سے نظر بند رہا نہین ہوے' ایک تازہ تار سے معلوم ہوا ہو کہ مولانا آزاد بھی ابھی تک رہا نہین کئے گئے۔ اس لیئے ایک عام مطالبہ کی ضرورت ہی' لیگ کی کونسل نے ۲۶ کو تار دیا تھا۔ مگر ابھی تک جواب نہین آیا۔ اس لحاظ سے کہ شاہی اعلان کا پورا نفاذ عمل مین آوے اور وہ لوگ بھی جو مارشل لا کی عدالتون اور دیگر سرسری عدالتون سے سزایاب ہو چکے ہین اور دیگر وہ جو نظر بند یہ جلاوطن کیئے گئے ہین جلد رہا کئے جادین اور انھین اپنے وطن مین آنیکی اجازت ہو۔

الفاظ رزولیوشن۔

"اس بات پر نظر کرتے ہوے کہ فرمان شاہی کے عام معافی کا جز جو کامل طور پر عمل مین نہین لایا گیا اور وہ اشخاص پنجاب جنکو مارشل لا کمشنرون سرسری عدالتون نیز ان اور قانون تحفظ ہند کے رو سے قائم کی ہوئی عدالتون نے سزا دی تھی۔ نیز نظر بندان اور شہر بدر کئے ہوے اشخاص رہا نہین کیے گئے ہین' آل انڈیا مسلم لیگ اپنی مخلصانہ امید اور وثوق کا اظہار کرتی ہو کہ حکم شاہی پر بطریق اکمل لفظاً اور معناً عمل کیا جائیگا"

رزولیوشن نمبر ۲۱

"رائٹ آنریبل شیول مانٹیگو کی محنت کا اعتراف کرتے ہوے جو اُنھون نے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۱۹ء کے متعلق کی ہو آل انڈیا مسلم لیگ بہت افسوس کرتی ہو کہ مکمل ذمہ دار حکومت جسکی صلاحیت ہندوستان رکھتا ہو صوبہ و نیز مرکزی حکومت مین نہین دی گئی، اور یہ کہ انتخاب حکومت کا اصول اسکے مطالبہ کے بموجب اسکے ساتھ نہین برتا گیا، اس لیئے وہ اصلاحات کو ناکافی اور ناقابل اطمینان تصور کرتی ہو' اور اُمید کرتی ہو کہ پارلیمنٹ جلد سے جلد مکمل ذمہ دار حکومت ہندوستان مین قائم کرے گی۔ اس درمیان مین لیگ ہندوستانیون سے چاہتی ہو کہ اپنی صلاحیت کے بابت کامل حکومت خود اختیاری کا ثبوت دین۔ اس طور پر کہ پاس شدہ اصلاحات سے جو کمل ذمہ دار حکومت کی سمت میں ایک ممیز قدم ہو' جو موقع حاصل ہوا ہو اُن سے فائدہ اُٹھائین"

ملک برکت علی صاحب نے اسے پیش کرتے ہوے فرمایا، حضرات! اسکی عبارت پر اگر غور فرماوین گے تو معلوم ہوگا۔ کہ چار حصے ہین۔ (۱) اعتراف وزیر ہند کا جو انھون نے خدمات ہندوستان کی ہین۔ (۲) مطالبہ متعلق اس امر کے کہ پوری ذمہ دار حکومت عطا نہین کیگئی (۳) گو اصلاحی سکیم مین نقائص ہین مگر ایک ممیز قدم ہو (۴) لیگ کی طرف سے درخواست متعلق اس امر کے کہ پارلیمنٹ سے صاحب وزیر ہند کہین کہ وہ جلد ہی اور قدم بڑھائین۔ اسپر صاحب ممدوح نے عمدہ روشنی ڈالی اور فرمایا کہ وقت کم ہی۔ صرف اسی کہنے پر اکتفا کرتا ہون کہ اس ملک کی ترقی پایہ تکمیل کو اسوقت تک نہ پہونچے گی جبتک وہ خود اختیاری حکومت حاصل نہ کرے۔

ڈاکٹر انصاری صاحب نے تائید کرتے ہوے فرمایا۔ کہ قلت وقت کی وجہ سے مین زیادہ کچھ نہین کہنا چاہتا۔ صرف یہ بیان کرتا ہون کہ ہمین علم ہی جو مطالبات دہلی مین اپنے حقوق کے

تعلق کیے گئے تھے، وہ ملحوظ نہین رکھے گئے، گورنمنٹ آف انڈیا مین بھی کوئی اختیار نہین دیا گیا۔ سکیم مین بھی پورا لحاظ نہین رکھا گیا۔

یہ جو دیا گیا ہی، اسپر توجہ دینا ہمارا فرض ہی، یہ پہلا موقع ہو کہ ہمارے حقوق کو تسلیم کیا گیا ہی، اور اعلان شاہی کے مطابق نصب العین ذمہ دار حکومت قرار دی گئی ہی۔ پس ہمارا فرض ہو کہ جو ہمین ملا ہی، جسکے لیے اپنے آپ کو اہل ثابت کرین۔ اور اپنی قابلیت کا ثبوت دین۔

حضرات مجھے معاف کرینگے۔ اگر مین یہ کہون گا کہ میدان سیاسیات مین مسلمان ہندوؤن سے بہت پیچھے ہین، اور ابتک میدان ترقی مین انھون نے کوئی معتدبہ حصّہ نہین لیا، جب ہم دیکھتے ہین کہ دوسرون نے اس میدان مین بہت زیادہ کامیابی حاصل کی ہی تو ہمارا فرض ہی کہ ہم بھی کمرہمت کو چست کرین۔ اور سنہ ۱۹۲۰ء مین جب نئی کونسل قائم ہو تو ایسے نمایندے بھیجین جو صحیح جذبات سے واقف ہون۔ اور ہمارے خیالات و جذبات سے واقفیت رکھتے ہون۔ اگر ہم نے فرض کو نہ پہچانا تو اُسکی ذمہ داری ہم پر عائد ہوگی چونکہ ہمین بہت کچھ کام کرنا ہی۔ ہمین پبلک انجمنین قائم کرنی ہو۔ اس لیئے میری آخری گذارش ہو کہ آپ جب اس جلسہ سے جائین تو اپنے فرائض سے غافل نہوجاوین، اور دیگر کاروبار کی مصروفیت کے باعث اس اہم اور ضروری کام کو فراموش نہ کردین۔ بلکہ جب آئندہ سال پھر اجتماع ہو۔ اور ہم تم اکھٹے ہون تو کوئی خوشگوار ترقی کے آثار موجود ہونے چاہیین۔

صاحب صدر کے ارشاد پر حاضرین نے کہا۔ کہ منظور سب کو اتفاق ہو۔

کارروائی ختم

انتخاب عہدہ داران

ڈاکٹر انصاری صاحب نے مستقل صدارت کے لیے مسٹر جناح کا اسم گرامی تجویز اور شیخ برکت علی نے تائید کی پیش کیا - جو بالاتفاق منظور ہوا، اور وہ صدر قرار پائے، سید ظہور احمد صاحب موجودہ سکرٹری کی خدمات کا اعتراف کیا گیا - اور وہ آئندہ کے لیئے بھی سکرٹری متعین کیئے گئے، مسٹر مسعود الحسن بیرسٹر مرادآباد - اور مسٹر خلیق الزمان وکیل لکھنؤ جوائنٹ سکرٹری مقرر کئے گئے۔

صاحب صدر کی طرف سے شکریہ

اخیر مین صاحب صدر نے سپیشل کمیٹی کا شکریہ مسلم لیگ کی طرف سے کیا - اور بالخصوص مولانا ثناء اللہ صاحب - میر مقبول محمود صاحب بیرامیر الدین - میان محمد شریف شیخ صادق حسین صاحب بیرسٹر کا شکریہ ادا کیا، اور اُن کی حسن خدمات کی تعریف کی فرمایا تمام حضرات شکریہ کے مستحق ہین، جنھون نے تن دہی سے اپنے مہمانون کی خاطر ومدارات کے لیئے کام کیا، اور اپنا وقت ہرج کرکے اس قومی کام کو بہترین صورت مین بنانے کی کوشش کی - فرمایا:

بندے ماترم ہال (جلسہ گاہ) کے مالک کا شکریہ بھی لازم ہی، جنھون نے باوجود ہندو ہونے کے اپنا عالیشان مکان عنایت فرمایا - اس سے پہلے کہ مین بیٹھون - والنیٹرز (رضاکاران) کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہون، جنھون نے شب و روز محنت کرکے مہمانون کو سہولت و آسانیان بہم پہونچائین - اور ان کی خاطر و مدارت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا - حقیقت مین انھون نے فرض ادا کیا ہی، جو انھین کامیاب بنانے والا ہی، اگرچہ وہ ابتدائی طور پر کام کر رہے ہین امید ہی کہ آئندہ اجلاس مین ان کی تعداد بہت زیادہ دیکھین گے، اور سے والون کا اگر ایک

شکریہ ہی تو بمبئی والون کا ڈبل شکریہ ادا کرنا ہو جنھون نے پوری کوشش اور خلوص سے کام کیا۔ اِسکے بعد آپ نے فرمایا۔ کہ ہمارے نوٹس مین مسٹر عبد المجید قریشی کا نام لایا گیا ہو، ہم ان کی محنت کے بھی مشکور ہین، اسکے بعد چند تار پڑھے گئے جو مختلف مقامات سے آئے ہوے تھے، جن مین لیگ کے ساتھ ہمدردی اور شامل نہ ہونے کے متعلق افسوس کا اظہار کیا گیا تھا۔

مولانا ثناء اللہ صاحب کی طرف سے شکریہ

اخیر مین مولانا ثناء اللہ صاحب نے خدا کا شکریہ ادا کرتے ہوے عالیجناب حاذق الملک صدر مسلم لیگ کا شکریہ عمدہ الفاظ مین ادا کیا۔ اور جلسہ کے بخیر و خوبی انجام پذیر ہونے کا ذکر کیا، اور بابو کنھیا لال صاحب مالک بندے ماترم ہال کا شکریہ ادا کیا۔ اور فرمایا۔ کہ یہ ابو الاحرار ہین۔ یعنی امرتسر مین پہلے شخص ہین جنھون نے حُرّیت و مساوات کا بیج امرت سر مین بویا۔ اور اپنے طرزِ عمل سے اسکو پرورش کیا، مین دعا کرتا ہون کہ خداوندا جو تیرے نزدیک دین دنیا مین سب سے اچھی نعمت ہو وہ ان کو عطا کر۔ حاضرین کی طرف سے آواز آئی۔ آمین۔ یارب العالمین آمین،

بابو کنھیا لال نے جواب مین کہا کہ مین سمجھتا ہون کہ میری یہ کمائی آج ہی ٹھیک ٹھکانے لگی ہی، ہوئی ہی۔ میری ۷۵ برس کی عمر ہی، مین نے اور میرے ہمعمرون نے جو تعلیم حاصل کی وہ موجودہ سکولون کی بنچون پر نہین کی۔ بلکہ ہم مولوی صاحبان کی صفون پر بیٹھکر اور ان کی خدمت مین رہ کر تعلیم حاصل کر چکے ہین، مین نہین سمجھتا کہ اس ۳۰۔۳۵ سال کے گذشتہ عرصہ مین ایسا کون شیطان ہم مین گھس آیا۔ جو ہم دونون قومون کے افراد کو لڑا تا رہا۔ کبھی ایک کو شہ دیدی اور کبھی دوسرے کو۔ پرماتما کا شکر ہو کہ آخر زمانہ نے رنگ بدلا۔ اور حقیقت ہویدا ہوئی، میری پرارتھنا ہو کہ خدا اس حالت کو ہمیشہ

قائم رکھیے۔ فرد! کیا اچھا قول ہے سو

دو دل یک شود بشکند کوہ را ۔ پراگندگی آرد انبوہ را

اگر ہم اتحاد سے رہیں گے تو سب پر غالب ہونگے ہر قوم کا بار ہمیں سہایا کرے۔ آخر میں ہاتھ جوڑ کر کہا کہ میری آپ سے یہ بنتی ہے کہ سب ہندو مسلمانوں سے التجا ہے کہ مؤذن کی اذان پر اور ناقوس کی آواز پر اس معبود اتحاد کو پامال نہ ہونے دیجئے۔

آخر میں مولانا شوکت علی کی طرف سے صاحب صدر کا شکریہ ادا کیا گیا اور جلسہ بخیریت تمام ختم ہوا

الحمد للہ